آثار الصنادید

(طبع ثانی ۱۸۵۴ء)

سر سید احمد

سر سید اکیڈمی

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ

۲۰۰۷ء

آثار الصنادید

(طبع ثانی ۱۸۵۴ء)

سرسید احمد

سرسید اکیڈمی
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
۲۰۰۷ء

© Sir Syed Academy
Aligarh Muslim University
Aligarh

Year : 2007

No. of Copies 250

Price : Rs. 250/-

Available for Sale

1. Sir Syed Academy
   Aligarh Muslim University
   Aligarh

2. University Publications Division
   Aligarh Muslim University

Printed at :
Litho Offset Printers
Achal Tal, G.T.Road
Aligarh

فہرست عنوانات

آثار الصنادید طبع دوم ۱۸۵۴ء

پیش لفظ: نسیم احمد، وائس چانسلر، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

شروع کی بات: اصغر عباس ڈائریکٹر سرسید اکیڈمی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

	صفحہ
دیباچہ سرسید	۲-۶
پہلا باب	
دلی کی عمارتوں کے مختصر حالات	۲-۶
فہرست فرمانروایان دارالحکومت اندرپت و دہلی	
ازابتدائے راجہ جدہشٹر لغایت ۱۸۵۲ء-۱۲۶۸ھ	۴۳-۷۲
دوسرا باب	
فہرست دوسرے باب آثار الصنادید کی جس میں دہلی	
میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بیان	۴۶-۴۸
دوسرا باب	
دلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بیان	۲-۶
اندرپت	۶
دہلی	۷-۸
پرانا قلعہ	۹-۱۰
دیں پناہ	۱۰-۱۱

قلعہ رائے پتھورا	۱۲_۱۳
غزنیں دروازہ	۱۳
قصرِ سفید	۱۳_۱۴
کوشک لال	۱۴_۱۵
قلعہ مرزغن	۱۵_۱۶
کیلوکھری یا قصر معزی	۱۶
کوشک لال یا نیا شہر	۱۶
کوشک سبز	۱۷
دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری	۱۷_۱۸
قصر ہزار ستون	۱۸_۱۹
تغلق آباد	۱۹_۲۰
عادل آباد	۲۰_۲۱
جہاں پناہ	۲۲
کوشک بجے منڈل یا بدیع منزل	۲۲_۲۳
کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ	۲۳_۲۴
مبارک آباد	۲۶
دہلی شیر شاہ	۲۷
کابلی دروازہ دلی شیر شاہ	۲۷
سلیم گڑھ یا نور گڑھ	۲۷_۲۸
قلعہ شاہجہاں	۲۸_۲۹
دلی دروازہ و لاہوری دروازہ قلعہ	۲۹_۳۰

چھتہ لاہوری دروازہ	۳۰
نقار خانہ یا ہتھیا پول	۳۱
دیوان خاص	۳۱
نشیمن ظل الٰہی یا سنگین تخت	۳۱_۳۳
دالان دربار	۳۳
گلال باڑی	۳۳_۳۴
خاص محل یا چھوٹا رنگ محل	۳۴
امتیاز محل یا بڑا رنگ محل	۳۵_۳۷
چھوٹی بیٹھک	۳۷_۳۸
خوابگاہ بڑی بیٹھک	۳۸
کتبہ محراب جنوبی	۳۸_۳۹
کتبہ محراب شمالی	۳۹
ابیات جو دیوار پر سونے کے پانی سے لکھے ہیں	۳۹_۴۱
برج طلا یا مثمن برج	۴۱
شاہ محل یا دیوان خانہ	۴۱_۴۲
تسبیح خانہ	۴۳
عقب حمام	۴۳
حمام	۴۳_۴۴
موتی محل	۴۴_۴۵
نہرِ بہشت	۴۵
باغ حیات بخش	۴۵_۴۶

حوض اور نہر	۴۶
بھادوں	۴۶_۴۷
ساون	۴۷_۴۸
شاہ برج	۴۸_۴۹
مہتاب باغ	۴۹
شہر شاہجہاں آباد	۴۹_۵۰
برج اکبر شاہ	۵۰_۵۱
کلکتہ دروازہ ۱۸۵۲ء	۵۱
کھڑکیوں کے نام	۵۱
اردو بازار اور چاندنی چوک	۵۱_۵۲
فیض بازار	۵۲
آراستگی بازار اور شہر	۵۲_۵۳
فیض نہر	۵۳
فہرست تیسرے باب کی جس میں بادشاہوں اور امیروں کی متفرق بنوائی ہوئی عمارتوں کا ذکر ہے	۱_۱۰

تیسرا باب

لوہے کی لاٹھ	۲_۴
لاٹھ اشوکا یا مینار زریں یا لاٹھ فیروز شاہ	۴_۸
لاٹھ دوئم اشوکا یا منارہ کوشک شکار	۸_۹
انیک پور	۹_۱۰

انیک تال	۱۰۔۱۱
سورج کنڈ	۱۱
بتخانہ راجہ پتھورا	۱۱۔۱۳
تعمیر سلطان معز الدین	۱۳۔۱۴
تعمیر سلطان شمس الدین التتمش	۱۴۔۱۵
قطب صاحب کی لاٹھ یا مندر یا ماذنہ	۱۵۔۲۰
تعمیر سلطان علاء الدین لاٹھ کے پاس کا دروازہ	۲۰۔۲۱
ادھ بنی لاٹھ	۲۲۔۲۳
حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب	۲۳
مقبرۂ سلطان غازی	۲۳۔۲۴
مقبرۂ سلطان شمس الدین التتمش	۲۴۔۲۵
درگاہ شاہ ترکمان	۲۵
مقبرۂ رُکن الدین فیروز شاہ	۲۵
مقبرۂ رضیہ سلطان بیگم	۲۵۔۲۵
مقبرۂ معز الدین بہرام شاہ	۲۶
مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن	۲۶
حوض علائی یا حوض خاص	۲۷
مقبرہ سلطان علاء الدین خلجی	۲۷۔۲۸
باؤلی حضرت نظام الدین	۲۸
مقبرۂ تغلق شاہ	۲۹۔۳۰
درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	۳۰۔۳۱

ست پلہ ۳۱-۳۲
درگاہ شیخ صلاح الدین ۳۲-۳۳
مسجد درگاہ حضرت نظام الدین ۳۳
مسجد جامع فیروزی ۳۴
کوشک انور یا مہندیاں ۳۴-۳۵
بولی بھٹیاری کا محل ۳۵-۳۶
کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین ۳۶
درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی ۳۶-۳۷
قدم شریف یا مقبرہ فتح خاں ۳۷-۳۸
مسجد چوراہا قدم شریف ۳۸
درگاہ حضرت سید محمود بحار ۳۸-۳۹
کالی مسجد یا کلاں مسجد ۳۹
مسجد بیگم پور ۳۹
مسجد کالو سرائے ۳۹-۴۰
مسجد کھڑکی ۴۰
مقبرہ فیروز شاہ ۴۰-۴۱
خضر گنبٹی ۴۱
مبارک پور کوٹلہ ۴۱-۴۲
مقبرہ محمد شاہ ۴۲
مقبرہ سلطان بہلول لودی ۴۲-۴۳
پنج برجہ زمرد پور ۴۳

بستی باوڑی	۴۳-۴۴
موٹھ کی مسجد	۴۴
مقبرہ لشکر خاں	۴۵
تبرجہ	۴۵
راجوں کی بائن	۴۵-۴۶
مقبرہ سکندر بہلول	۴۶
درگاہ شیخ یوسف قتال	۴۶-۴۷
درگاہ مولانا جمالی	۴۷
مسجد درگاہ مولانا جمالی	۴۷
نیلی چھتری	۴۸
درگاہ امام ضامن یعنی مقبرہ سید حسن بینار	۴۸-۴۹
درگاہ حضرت قطب صاحبؒ	۴۹-۵۰
مسجد قلعہ کہنہ	۵۰-۵۱
شیر منڈل	۵۱-۵۲
مسجد مقبرہ خیر پور	۵۲
کھاری باؤلی	۵۲-۵۳
مقبرہ عیسیٰ خاں	۵۳
مسجد عیسیٰ خاں	۵۳
مسجد درگاہ حضرت قطب صاحبؒ	۵۳-۵۴
عرب سرا	۵۴
خیر المنازل	۵۴

بھول بھلیاں	۵۴_۵۵
مقبرہ ہمایوں	۵۵_۵۶
نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خاں	۵۶_۵۷
مقبرہ تکہ خاں	۵۷
درگاہ حضرت باقی باللہؒ	۵۷_۵۸
درگاہ حضرت امیر خسرو	۵۸
جیلخانہ یا سرائے فرید خاں	۵۸_۵۹
بارہ پلہ	۵۹
منڈی	۵۹_۶۰
کوس منارہ	۶۰
پل سلیم گڑھ	۶۰_۶۱
مقبرہ شیخ فرید	۶۱
نیلہ بُرج یا مقبرہ فہیم	۶۱_۶۲
چونسٹھ کھمبا	۶۲
مقبرہ خانخاناں	۶۲_۶۳
مقبرہ سید عابد	۶۳
خاص محل	۶۳_۶۴
مسجد جہاں نمایا مسجد جامع	۶۴_۶۷
دروازہ جنوبی مسجد جامع	۶۷
دروازہ شمالی مسجد جامع	۶۸
دروازہ شرقی مسجد جامع	۶۸_۶۹

دارالشفایادارالبقا	٦٩
بیگم کاباغ یاصاحب آباد	٦٩-٧٠
مسجد فتحپوری	٧٠
مسجد اکبرآبادی	٧٠-٧١
مسجد سرہندی	٧١
باغ شالامار	٧١-٧٢
باغ روشن آرا	٧٢
باغ سرہندی	٧٢-٧٣
موتی مسجد	٧٣
مجر جہاں آرا بیگم	٧٣-٧٤
مقبرۂ سرنالہ	٧٤
درگاہ حضرت سید رسول نما	٧٤-٧٥
جھرنہ	٧٦-٧٧
مسجد اورنگ آبادی	٧٧
مقبرۂ زیب النسا	٧٧
موتی مسجد	٧٧-٧٨
زینت المساجد	٧٨
مقبرۂ غازی الدین خاں	٧٨-٧٩
مجر شاہ عالم بہادر شاہ	٧٩-٨٠
سنہری مسجد کوتوالی	٨٠-٨١
مسجد ومدرسہ شرف الدولہ	٨١

جنتر منتر	۸۱_۸۲
اول جے پرکاش	۸۲
دوم رام جنتر	۸۲_۸۳
سوم سمراٹھ جنتر	۸۳
کرّہ مقعر	۸۳_۸۷
شاہ مرداں	۸۷_۸۸
فخر المساجد	۸۸_۸۹
باغ محلدار خاں	۸۹
گھاٹ نگمبود	۸۹_۹۰
مسجد روشن الدولہ	۹۰
باغ ناظر	۹۱
مجر محمد شاہ بادشاہ	۹۱_۹۲
قدسیہ باغ	۹۲
چوبی مسجد	۹۲
سنہری مسجد	۹۲_۹۳
مقبرہ منصور یا صفدر جنگ	۹۳_۹۴
کالکا	۹۴_۹۶
لال بنگلہ	۹۶_۹۷
مقبرۂ نجف خاں	۹۷
جینیوں کا بڑا مندر	۹۷_۹۸
گرجا گھر	۹۸

جوگ بابا	۹۸_۹۹
جینیوں کا چھوٹا مندر	۹۹_۱۰۰
کوٹھی جہاں نما	۱۰۰
مجر میرزا جہانگیر	۱۰۰_۱۰۱
ظفر محل یا جل محل	۱۰۱
ہیرا محل	۱۰۱
کوٹھی دلکشا	۱۰۲
باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحبؒ	۱۰۲
آہنی پُل ہنڈن	۱۰۲_۱۰۳
لال ڈِگّی	۱۰۳
پُل جدید نگمبود	۱۰۳_۱۰۴
اُردو زبان کے بیان میں	۱۰۴_۱۰۷
پہیلیاں	۱۰۷_۱۰۸
کتبہ ہا	۲_۶۲

پیش لفظ

مسلمانوں کی تعلیمی اور تہذیبی ترقی کے سفر میں علی گڑھ تحریک کو ایک ممتاز سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے اس کے میر کارواں سر سید نے ہزاروں موانع کے باوجود اس سفر کو جاری رکھا اور اپنے ہم سفروں اور ہمنواؤں کے لئے منزل تک پہونچنے کے لئے ایک خوش آئند راہ عمل چھوڑ گئے۔

سر سید کے افکار و خیالات سے آج نئی نسل کی واقفیت کم ہوتی جارہی ہے اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ان کی تحریریں کمیاب ہوگئی ہیں اور ان سے استفادہ کی راہیں مسدود ہوتی جارہی ہیں اس خلا کو پر کرنے کے لئے سر سید اکیڈمی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے کئی منصوبے مرتب کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ
سر سید کی تحریروں کو شائع کیا جائے، سر سید کے آثار و اقدار پر مختلف زبانوں میں کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے اور سر سید اکیڈمی کے ذخیرہ مخطوطات میں جو اہم دستاویزات محفوظ ہیں انھیں منظر عام پر لایا جائے اور انھیں مناسب قیمت پر تشنگان علم کو فراہم کیا جائے۔

زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے امید ہے کہ اس کتاب کو قبول عام حاصل ہوگا اور اس طرح علی گڑھ تحریک کی تفہیم کی راہیں استوار ہوں گی۔

۱۰/مارچ ۲۰۰۷ء

نسیم احمد
وائس چانسلر
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

شروع کی بات

ہندوستانی تاریخ وتہذیب سے دلچسپی سر سید کی موروثی روایت تھی۔ اپنی ملازمت کے دوران جب وہ آگرہ اور دہلی میں مامور ہوئے تو اُن کے علمی روابط دانایان فرنگ سے گھرے ہوگئے اور انھوں نے تاریخ سے بڑھ کر آثاریات کے میدان میں قدم رکھا، دہلی کی آرکیا لوجیکل سوسائیٹی کے تین ہندوستانی ممبران میں سے وہ ایک تھے۔ سوسائٹی کے جلسوں میں انھوں نے آثار عتیق پر کئی مقالے پڑھے جن میں قدیم ہستنا پور کی اینٹوں کے علاوہ قطب مینار میں واقع ماذنہ پر اُن کے مضامین کا حوالہ ملتا ہے۔

۱۸۴۷ء میں سر سید نے اردو میں ایک بالکل نئے موضوع پر اپنی معرکتہ الآرا تصنیف آثار الصنادید شائع کی اسے غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی اس میں دہلی کی اہم عمارتوں کی تاریخ، ان کی پیمائش، اُن کی آرائشی تفصیلات کے علاوہ عمارتوں کے کتبات کے چربے موجود ہیں یہ کتاب سر سید کی ہمت، محنت اور بصیرت کا نادر نمونہ ہے۔ حالؔی نے ان کی تحقیق وتفحص سے عشق کی داد عربی شاعر ابوتمام کے اس شعر سے دی ہے کہ وہ اس شوق سے اوپر چڑھ رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسے آسمان پر کچھ کام ہے۔ دہلی کی پر عظمت عمارتوں کی تحقیق کے دوران قطب مینار پر کندہ عبارتوں کا چربہ اتارنے کے لئے رسیوں سے بندھے چھینکے میں بیٹھ کر سر سید قطب مینار کی آخری منزلوں تک جا پہنچتے تھے۔

دہلی کے کلکٹر اور مجسٹریٹ آرتھر آسٹن رابرٹس آثار الصنادید طبع اول کو اپنے ساتھ ولایت

لے گئے جہاں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کورٹ آف ڈائریکٹرز کے ممبر کرنل سیکسن نے کتاب کو بہ نظر تحسین دیکھا اور اسکے انگریزی ترجمے کی ضرورت کا اظہار کیا انگلینڈ سے واپسی کے بعد علم مسکوکات کے ماہر اور The Chronicals of Pathan Kings of Delhi کے مصنف ایڈورڈ ٹامس اور آرتھر آسٹن رابرٹس کی ایما پر سرسید نے آثار طبع اول پر نظر ثانی کی اور آخرالذکر کی اعانت سے اس کا انگریزی ترجمہ شروع ہوا جس کے چند صفحے پیش نظر آثار الصنادید طبع ثانی میں شامل ہیں یہ صفحات انڈین اسٹینڈرڈ پریس سے ۱۸۵۴ء میں طبع ہوئے تھے۔

آثار الصنادید طبع ثانی کے تین باب مطبع احمدی دہلی سے اور کتاب کا سرورق اور اس کا دیباچہ مطبع سلطانی واقع قلعہ معلّٰی دہلی سے ۱۸۵۴ء میں شائع ہوئے۔اس کے پہلے باب میں دہلی کی قدیم وجدید عملداریوں کے مختصر حالات بطور جدول شامل ہیں۔ یہ باب سلسلۃ الملوک مطبوعہ ۱۸۵۲ء کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن ہے جسے آثار کے پہلے باب کے طور پر شامل کیا گیا ہے یہ ۴۳ صفحات کو محیط ہے۔سرسید لکھتے ہیں کہ ''اس کتاب کا پہلا باب جس میں مختصراً ہندوستان کی آبادی اور پرانی اور نئی عملداریوں کا ذکر ہے جو پہلی کتاب (آثار طبع اول) میں نہ تھا''۔آثار طبع ثانی کا دوسرا باب دلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کے بیان میں ہے یہ باب ۵۳ صفحات پر مشتمل ہے۔سرسید لکھتے ہیں کہ ''پہلی کتاب کے دوسرے باب میں صرف شاہ جہاں آباد کے قلعے کا ذکر تھا اس کتاب (آثار طبع ثانی) کے دوسرے باب میں اُس قلعہ کا بھی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہے اور علاوہ اس کے ابتدائے آبادی سے آج تک جس قدر قلعے بنے اور شہر بسے اُن کا بھی ذکر ہے''۔آثار طبع ثانی کا تیسرا باب بادشاہوں اور امیروں کی بنائی ہوئی عمارتوں کے بیان میں ہے یہ باب ۱۰۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے سرسید لکھتے ہیں کہ ''پہلی کتاب کے پہلے اور تیسرے باب میں جس قدر مطالب تھے وہ سب اس کتاب کے تیسرے باب میں اکٹھے ہیں بلکہ بعضے پرانے

مکانات کا اور حال جو دریافت ہوا ہے اور زیادہ ہے" وہ یہ بھی لکھتے ہیں " کہ پہلی کتاب میں عمارت کا بیان متفرق اور غیر منظم تھا اب کی دفعہ عمارات کا حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سے لکھا گیا" اس کے علاوہ چھ صفحے کا سرسید کا دیباچہ ہے اور ۶۲ صفحات عمارتوں کے کتبات اور نقشوں کے ہیں۔

آثار طبع ثانی میں سرسید کی وہ فارسی مثنوی بھی شامل نہیں ہے جو دہلی کے کمشنر تھیا فلس مٹکاف کے سلسلے میں سرسید کی تصنیف تھی یہی نہیں سرسید کے گہرے دوست نواب ضیاء الدین احمد خاں نواب لوہارو، امام بخش صہبائی، مفتی صدرالدین آزردہ اور مرزا غالب کی تقاریظ جو طبع اول میں تھیں وہ بھی طبع ثانی میں حذف کردی گئی ہیں۔ آثار کے طبع اول میں تاریخی حقائق کے بیان میں جہاں قصے اور کہانیاں در آئی تھیں جیسے سید رفائی کا قصہ یا قطب مینار میں واقع لاٹ کو آغوش میں لینے کا لطیفہ یا بے ثباتی عالم کا جا بجا ذکر یا تحریر کے درمیان اشعار کی افراط ان سب کو نظر ثانی شدہ ایڈیشن میں خارج کردیا گیا ہے آثار کے طبع ثانی میں جگہ جگہ جملے بدلے ہوئے ہیں عبارتیں بدلی ہوئی ہیں اور لفظ بدلے ہوئے ہیں اور اسی لئے دونوں کے مطالب اور مشتملات میں اچھا خاصا فرق ہے حالؔی لکھتے ہیں کہ بڑی خوبی اس نئے ایڈیشن میں یہ ہے کہ اسکی عبارت میں بہ نسبت پہلے ایڈیشن کے نہایت سادگی ہے اور اس کا بیان ایشیائی مبالغوں اور تکلفات باردہ سے بالکل پاک ہے۔ یہاں آثار کے دونوں ایڈیشنوں سے فیض نہر کا بیان درج کیا جارہا ہے جس سے دونوں کے اسلوبِ بیان کے فرق کا کچھ اندازہ ہوجائے گا۔

حال فیض نہر کا آثار طبع اول سے: " یہ ایک نہر ہے فیروز شاہ بن سالار رجب کی بنائی ہوئی جس نے دلی میں قلعہ فیروز آباد اور کوٹلہ اور جہاں نما یعنی بدیع منزل عرف بجے منڈل بنایا تھا یہ بادشاہ بہت نیک نیت تھا اور پل اور بند بنانے پر بہت ہمت مصروف رکھتا تھا چنانچہ اس بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں دریائے جمن سے ایک نہر کاٹی اور نواحی پرگنہ خضرآباد سے

اُس کا مبدا شروع کیا۔ کہتے ہیں کہ جس مقام سے اس بادشاہ نے نہر کاٹنی شروع کی ہے وہاں ایک بہت مرتفع مربع عمارت نہایت مستحکم بنائی ہے اور اُس میں بہ تفاوت درجات دروازے اور دریچے رکھے ہیں کہ جتنا پانی منظور ہوتا ہے اُتنا لیتے ہیں۔ غرضیکہ فیروز شاہ کے عہد میں یہ نہر خضر آباد سے پرگنہ سفیدون تک آتی ہے جہاں فیروز شاہ کی شکار گاہ تھی جبکہ سلطان فیروز شاہ مرگیا اور اس پر ایک زمانہ گذرا یہ نہر خراب ہوگئی اور بہنے سے رُک گئی۔ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے عہد میں شہاب الدین احمد خاں صوبہ دار دہلی نے اپنی جاگیر کی آبادی اور افزونی زراعت کو اس نہر کی مرمت کی اور خضر آباد سے سفیدون تک پھر جاری کی اور نہر شہاب نام رکھا۔ جب اس پر بھی ایک زمانہ گزر گیا اور کسی نے اس کی مرمت اور خبر گیری نہ کی پھر یہ نہر بند ہوگئی اور بہنے سے رُک گئی۔ جس زمانے میں شہاب الدین محمد شاہ جہاں بادشاہ نے قلعہ بنایا اور شاہ جہاں آباد آباد کیا اُس زمانے میں حکم دیا کہ اس نہر کی پھر مرمت کی جاوے اور خضر آباد سے سفیدوں تک بدستور پھر جاری ہووے اور سفیدون سے قلعہ معلیٰ اور ارک اعلیٰ تک کہ تیس کوس کا فاصلہ ہے ایک نئی نہر کھودی جاوے اور قلعہ معلیٰ اور شہر امت بھر میں جاری ہووے۔ چنانچہ پندرہویں جمادی الاول ۱۲ھ جلوس تک چار مہینہ بارہ روز عزت خاں برادر زادہ عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ نے اس نہر کی مرمت میں ہمت مصروف کی جب کہ عزت خاں ٹھٹھ کی صوبیداری پر مقرر ہوا اہتمام نہر وغیرہ کا اللہ بردی خاں کو مفوض ہوا اور اُس نے یکم جمادی الثانی ۱۵ھ جلوس تک دو برس ایک مہینہ پندرہ دن اس کام میں سعی کی اور بعد اُس کے یہ خدمت مکرمت خان میر سامان و خان سامان کو سپرد ہوئی کہ اُس کے اہتمام میں سال بستم جلوس میں قلعہ اور نہر مرتب ہوگئی قلعہ میں کوئی مکان ایسا باقی نہ رہا کہ جہاں نہر نہ پھری ہو اور شہر میں کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جہاں نہر نہ آئی ہو حتیٰ کہ باورچی خانوں میں بھی نہریں جاری تھیں اور پانی کی محتاجی نہ رہی تھی۔ بعد گزرنے مدت دراز کے قریب قریب عہد عالمگیر ثانی کے پھر اس نہر کا حال تباہ ہوگیا اور جا

بجا سے ٹوٹ گئی اور مٹی بھر گئی کہ پانی بہنے سے رُک گیا اور نہر میں تروتازگی اور وہ دلچسپی اور دلرُبائی نہ رہی۔ جبکہ سرکار دولتمدار انگریزی نے ان بلاد کو فتح کیا اور عالم خزاں رسیدہ نے اُن کے حکم اور عدل سے رونق بہار حاصل کی حکام والا مقام انگریزی اس نہر کی مرمت اور ترتیب میں مصروف ہوئے اور اگلے زمانے سے بہتر اُس کی درستی کی اب شہر میں بدستور سابق یہ نہر جاری ہے اور ہر ہر مکان میں بہتی ہے اور علاوہ اس کے حکام والا مقام انگریزی نے افزدنی زراعت اور آبادانی ملک کے لئے بھی وہ ہمت مصروف کی کہ اس نہر کے سبب محصول دیہات مضاعف ہوگیا کوئی پرگنہ باقی نہیں کہ جہاں سے یہ نہر نہ گذرتی ہو اور اُس کے ہر ہر ضلع میں نہ گئی ہو۔ جہاں سے کہ یہ نہر کٹی ہے وہاں سے چل کر اس نہر کے دو شعبے ہوگئے ہیں ایک شعبہ مایل بجانب غرب گیا ہے کہ ملک سرسہ اور حصار وغیرہ کو اُس سے رونق حاصل ہے مگر یہ شعبہ بہ سبب ریگستان کے آگے نہ چلا اور وہیں غائب ہوگیا اور دوسرا شعبہ اُس کا مائل بہ جنوب انبالہ اور کرنال اور پانی پت ہوتا ہوا شہر شاہ جہاں آباد میں آیا ہے اور اُس کے بازاروں میں ہوتا ہوا قلعہ معلّٰی میں داخل ہوا ہے اور اس کے ہر ایک مکان کو رونق تازہ دی ہے اور پھر دریائے جمن میں جاملا ہے اور اب سرکار دولتمدار انگریزی کی بدولت اس ملک میں پانچ نہریں جاری ہیں اول نہر مغربی جس کو نہر فیض کہتے ہیں اور اُس کا ہم نے اوپر حال لکھا ہے اور یہ نہر شہر شاہ جہاں آباد میں بہتی ہے اور اُس کے شعبے حصار و روہتک پہنچے ہیں دویم نہر مشرقی کہ دریائے جمن سے متصل سہارنپور رواں ہے سویم نہر بیجاپور واقع دہرہ دون کہ نکالی گئی ہے جانب چپ دریائے توسی سے متصل بیجاپور کے چہارم نہر راجپور واقع دہرہ دون کے نکالی گئی ہے جانب راست دریائے سپتائی قریب قصبہ راج پور کے۔ پنجم نہر نگینہ واقع ضلع بجنور علاقہ روہیلکھنڈ کہ نکالی گئی ہے دریائے کوہ سے اور بہتی ہے متصل نگینہ کے۔ اب کہ کچھ مختصر حال نہر کا معلوم ہوگیا اُس کے بعد اب آبادی اور شہر پناہ خیر البلاد شاہ جہاں آباد کا حال لکھتا ہوں"

فیض نہر کا حال آثار طبع ثانی سے: ''اول بانی نہر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہے اُس نے ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۱ء کے اس نہر کو سواد پرگنہ خضر آباد میں دریا سے کاٹا اور تیس کوس تک پرگنہ سفیدون میں جہاں اُس کی شکار گاہ تھی لا کر چھوڑ دیا پھر کسی بادشاہ کو اُس کا خیال نہ رہا کہ وہ نہر بند ہو گئی تھی ۹۶۹ھ مطابق ۱۵۶۱ء کے جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے اس نہر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر میں لایا اور نہر شہاب اس کا نام رکھا ایک مدت بعد یہ نہر پھر بند ہو گئی تھی ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۳۸ء کو شہاب الدین محمد شاہ جہاں نے اس نہر کی سفیدون تک صاف ہونے کا اور سفیدون سے قلعہ شاہ جہاں آباد تک نئی کھدنے کا حکم دیا چنانچہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ بن چکا تو قلعہ اور شہر میں جاری ہوئی ایک مدت بعد اس نہر کا پھر وہی حال ہو گیا تھا تخمیناً ۱۸۲۰ء مطابق ۱۲۳۶ھ کے سرکار انگریزی نے پھر نہر کو جاری کیا اور اب تک بدستور جاری ہے اور مرمت شکست اور ریخت سے تیار اور مصفٰی رہتی ہے''

دونوں ایڈیشنوں کے اقتباسات سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آثار کے دوسرے ایڈیشن میں طول بیانی کے بجائے اختصار سے کام لیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ آثار طبع اول جو ۶۶۰ صفحات پر مشتمل تھا آثار طبع دوم کو ۲۷۲ صفحات تک محدود کر دیا گیا اس ایڈیشن میں آثار طبع اول کا چوتھا باب بھی شامل نہیں کیا گیا ہے جس میں دہلی کے ایک سو بیس اکابر کا ذکر ہے جو اپنے اپنے فن کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ حالی کا بیان ہے کہ اس ترمیم واصلاح کا باعث دراصل مسٹر ایڈورڈ ٹامس ہوئے تھے انہیں کے کہنے سے سرسید نے آثار الصنادید کو ازسرنو مرتب کیا تھا وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ دہلی نے سرسید کی شرکت سے آثار کا ترجمہ انگریزی میں کرنا شروع کیا تھا اور ابھی بہت کچھ کرنا باقی تھا کہ مسٹر رابرٹس کا دہلی سے تبادلہ ہو گیا۔ بعد میں جب سرسید مراد آباد میں فائز تھے تو وہاں کا سیشن جج جو سرسید کے بے داغ کردار کا بڑا قائل تھا اس نے آثار کا بہت سا ترجمہ کرایا تھا لیکن یہ بھی حسب سابق

ناتمام رہ گیا تھا۔
کسی زبان کے ترجمے میں مترجم اور مصنف دونوں ایک دوسرے کی شخصیت فکر اور اسلوب سے بندھے ہوتے ہیں اگر دونوں میں خاطر خواہ تال میل نہ ہو تو ترجمہ جامع نہیں ہو سکتا اور اس میں اجنبیت اور غیر مانوسیت محسوس ہوگی آثار الصنادید طبع ثانی کے انگریزی ترجمے میں بھی یہی مشکل حائل تھی کہ سرسید انگریزی سے بالکل واقف نہیں تھے اور مسٹر رابرٹس کے ترجمے کے جو چند صفحے سامنے آئے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی اردو سے واقفیت واجبی تھی اسی لئے آثار الصنادید کے چند صفحات جن کا انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے وہ ترجمہ نہیں ترجمانی معلوم ہوتا ہے چہ جائکہ آثار الصنادید کا چوتھا باب جو مشکل نگاری، آرائش پسندی اور صنعت گریِ کا اچھا نمونہ ہے اس کو انگریزی کا جامہ پہنانا ہفت خواں سے کم نہ تھا اس لئے قرین قیاِس ہے کہ انھیں دقتوں کے سبب ایڈورڈ ٹامس کی ایما پر سرسید نے اس باب کو طبع ثانی میں شامل نہ کیا ہو۔
واقعہ یہ ہے کہ آثار طبع ثانی میں چوتھے باب کو حذف کرنے کا ابھی تک کوئی دستاویزی ثبوت فراہم نہیں ہوا ہے اس سلسلے میں قیاس آرائیاں خوب کی گئی ہیں جن کی بنیاد قوی قرائن پر نہیں مفروضات پر ہے۔اس کا سلسلہ بشیر احمد ڈار کی کتاب Religious Thoughts of Sir Syed سے شروع ہوتا ہے جو ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی تھی اس میں کہا گیا ہے کہ ۱۸۵۴ء میں جب آثار الصنادید کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو اس میں پورا باب ہی نہیں تھا جس میں سید احمد شہید اور اُن کے رفقا (آثار کے چوتھے باب میں دہلی کے ایک سو بیس ارباب کمال کا ذکر ہے جن میں سید احمد شہید کے رفقا کی تعداد چند ہی ہے) کا حال درج تھا یہ اتفاقی اور غیر ارادی بات نہ تھی بلکہ یہ ہندوستان کی سیاسی فضا کی تبدیلی کا اثر تھا۔اسی بیان کو سرسید کے مفسرین نے دہرایا ہے یہاں تک کہ علی گڑھ کے مورخین نے بھی اسی بیان کی تکرار کی ہے۔

اس سلسلے میں پہلی بات یہ عرض کرنا ہے کہ آثار طبع اول اور دوم کے درمیانی عرصے میں ہندوستان کی سیاسی فضا میں کوئی قابل ذکر تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی دوسرے یہ کہ آثار طبع ثانی کی اشاعت کے تقریباً ایک دہائی بعد انگریزی حکومت نے وہابیوں پر دارو گیر کا سلسلہ شروع کیا تھا جب انبالہ، راج محل، مالوہ، اور پٹنہ وغیرہ میں بہت سے مجاہدین اور مبلغین پر حکومت کے خلاف سازش کے الزام میں مقدمے چلائے گئے اور اسی زمانے میں باغی اور وہابی مترادف لفظ بن گئے انھی دنوں ۱۸۷۱ء میں جب برٹش راج کا سورج نصف النہار پر تھا ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی تصنیف میں وہابیوں کے خلاف الزام تراشیاں کیں جس کا دندان شکن جواب ہندوستان میں کسی اور نے نہیں سرسید نے دیا تھا اس نازک دور میں ہندوستانی مسلمانوں کی وکالت کے لئے سامنے آنا اور اُن کی حمایت میں قلم اُٹھانا بڑی جرات کا کام تھا اور اسے سرسید نے ہی انجام دیا تھا۔ اقبال نے انہی کے لئے کہا ہے کہ 'ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا' حالی نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب کا ریویو سرسید کی ان جلیل القدر خدمات میں سے ایک ہے جس کے شکر سے ہندوستانی مسلمان کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ ۱۸۷۰ء میں بھی جب کہیں وہ حضرت اسمٰعیل شہید کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے نام پر ان کا قلم عقیدت کے پھول نچھاور کرنے لگتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ کسی سیاسی مصلحت سے سرسید نے آثار الصنادید کا چوتھا باب طبع ثانی میں شامل نہ کیا بے جا بات ہے۔

یہ کہنا بھی کہ آثار الصنادید کے تینوں ابواب اور اس کے چوتھے باب میں موضوع کی یکسانیت نہیں ہے میرے نزدیک صحیح نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ سرسید کو دلی کی پُر عظمت عمارتوں سے جو وابستگی ہے وہی آثار کے چوتھے باب کی شخصیتوں سے اُن کی پیوستگی کا سبب ہے۔ دونوں کا موضوع علیحدہ نہیں ایک ہے۔

حالؔی نے لکھا ہے کہ آثار کے چوتھے باب میں اول کسی قدر ان شہروں، قلعوں اور محلوں وغیرہ

کا بیان ہے جو سمبت ۴۰۴ بکرمی سے لے کر آخر تک وقتاً فوقتاً اس سرزمین میں آباد ہوئے اس کے بعد یہاں کی آب وہوا اور زبان اردو کا ذکر ہے پھر مشاہیر اہلِ دہلی کا حال لکھا ہے جس میں ۱۲۰ مشائخ، علما، فقرا، مجاذیب، اطبا، قراء، شعرا، خوش نویس، مصور، موسیقی داں وغیرہ کا بیان ہے اگرچہ اس باب کی عبارت قدیم طرز کی رنگینی اور مبالغہ اور تکلفات بارده کے سبب آجکل کے مذاق کے مطابق پھیکی اور بے مزہ ہوگئی تھی اور اس کے سوا اس میں اور بھی بہت سی کسریں رہ گئی تھیں مگر مضمون کے لحاظ سے نہایت عبرت خیز تھی اول کے تین باب دیکھ کر سرزمین دہلی کی قدیم شان وشوکت اور عظمت کی تصویر آنکھوں کے آگے پھر جاتی ہے اور تھوڑی دیر کو دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے جبکہ پچھلے باب سے دلی کا اخیر جھمکڑا آنکھوں کے روبرو آجاتا ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ جس شہر میں پچاس ساٹھ برس پہلے قوم کے اس قدر اہل اللہ، اہل علم اور اہل ہنر موجود تھے آج وہاں چاروں طرف سناٹا نظر آتا ہے''۔

سرسید کی تصنیف آثار الصنادید شروع ہی سے دانایان فرنگ کی توجہ کا مرکز رہی ہے اور ابتدا ہی سے اس سے استفادہ کے لئے اس پر غور وفکر کا سلسلہ جاری تھا۔ غالباً سب سے پہلے ڈاکٹر اشپرنگر پرنسپل قدیم دہلی کالج نے اس کتاب کا ذکر دہلی کالج کے رسالے قران السعدین میں کیا ہے۔ Carr Stephen نے اپنی کتاب The Archeology and Monumental Remains of Delhi میں اس کا ذکر توصیفی انداز میں کیا تھا جس کا حوالہ H.G.Reverty نے طبقات ناصری میں دیا ہے اس کے علاوہ دہلی کے سیشن جج ایڈورڈ ٹامس نے آثار الصنادید سے خاصے حوالے سرسید کے شکریہ کے ساتھ اپنی کتاب The Chronicals of Pathan Kings of Delhi میں درج کیے ہیں۔

آثار الصنادید کے دوسرے ایڈیشن نے مشہور مستشرق گارساں دتاسی کو اس حد تک اکسایا کہ اسکی اشاعت کے چند سال بعد ہی اس نے اس کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کر ڈالا غالباً یہ پہلی

اردو کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں ہوا ہے۔ گارساں دتاسی ۱۸۵۷ء کے اپنے خطبے میں لکھتا ہے ''کہ نہ معلوم اس بدبخت شہر دہلی پر کیا گذر رہی ہوگی ہنگامہ غدر سے پہلے ہی اس شہرۂ آفاق شہر کی بہت سی یادگاریں لڑائیوں اور ہنگاموں کی بدولت مٹ چکی ہیں یا کھنڈر ہوئی پڑی ہیں۔ اس کے آبشار اور فوارے جو فرانس کے محل وارسائی کے آبشاروں اور فواروں کے ٹکر کے تھے اب اُن کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ یہی حال شہر کی بہت سی عمارتوں کا ہے۔ ان عمارات کی جگہ ان کے حالات اب آثار الصنادید میں باقی رہ جائیں گے جو مولوی سید احمد نے حال ہی میں لکھی ہیں میں اس کتاب کا کامل ترجمہ عنقریب شائع کرنے والا ہوں'' اسی فرانسیسی ترجمہ کو دیکھ کر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سر سید کو ۲/جون ۱۸۶۴ء کو لکھا کہ یورپ میں آپ کی کتاب کی بڑی قدر کی گئی ہے اور بہ اتفاق رائے ممبران سوسائٹی آپ اس سوسائٹی کے آنریری فیلو مقرر کئے گئے ہیں''

آثار الصنادید اردو کی ممتاز کتابوں میں ہے اس کتاب کا نظر ثانی شدہ اایڈیشن تقریباً ڈیڑھ سو برس پہلے ۱۸۵۴ء میں سر سید کی زیر نگرانی شائع ہوا تھا، لیکن اب یہ کتاب نایاب تھی۔ آثار الصنادید کی اشاعت کے کچھ ہی دنوں بعد یہ کتاب کلکتہ یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کا حصہ بن گئی تھی بعد میں دوسری یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی شامل رہی اس لئے یہ کتاب بار بار چھپی لیکن اس کی ہر اشاعت میں کچھ نہ کچھ کتر بیونت ہوتی رہی اور اس کی صورت وہ نہ رہ گئی جو آثار الصنادید اشاعت دوم میں تھی اس لئے سر سید اکیڈمی نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کا عکسی ایڈیشن شائع کیا جائے۔

ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں آثار طبع دوم کی تلاش بسیار کے بعد لائبریری سائنس کے صاحب نظر عالم اور خدابخش لائبریری پٹنہ کے جواں سال عہدہ دار ڈاکٹر قاضی سید مسعود حسن صاحب کے تعاون سے پیش نظر کتاب کا سراغ ہمیں خدابخش لائبریری پٹنہ مین ملا اور اس کے ڈائریکٹر ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب کی مدد سے کتاب کی سی۔ڈی۔ ہمیں حاصل ہوئی۔

میں صمیم قلب سے دونوں حضرات کا شکر گذار ہوں۔

سر سید اکیڈمی کے پیش نظر عکسی ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک مفصل اشاریہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ اشاریہ سازی کا کام ڈاکٹر محمد معتصم عباسی سابق ریڈر شعبہ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے انجام دیا ہے اکیڈمی ان کے تعاون کے لئے شکر گذار ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں ہمیں سر سید اکیڈمی کے حاجی محمد اسمٰعیل آف دتاولی فیلو جناب محمد عبدالمنان صاحب کا تعاون بھی حاصل رہا، اس کے علاوہ جناب منہاج الہدیٰ فردوسی صاحب نے بڑی تن دہی سے کمپوزنگ کا کام انجام دیا میں دونوں حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سر سید اکیڈمی کے عملے کا شکریہ بھی ضروری ہے جن کا تعاون شامل حال رہا۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سر سید دوست وائس چانسلر جناب نسیم احمد صاحب کا شکریہ بھی واجب ہے کہ ان کی معاونت شامل حال نہ ہوتی تو اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ تھی۔

مجھے امید ہے کہ اکیڈمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اس کتاب کو بھی علمی حلقوں میں حسن قبول حاصل ہوگا۔

اصغر عباس

ڈائریکٹر

سر سید اکیڈمی،

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

۵/مارچ ۲۰۰۷ء

[illegible] ۱۲۶۸ [illegible]

محمد [illegible] عفا اللہ عنہ

آثار الصنادید

تاریخ پرانی اور نئی عمارتوں کی اور پرانی اور نئی عمدہ عمارتوں کی

بابت ضلع دہلی

تصنیف سید احمد خان منصف درجہ اول مقام شاہجہان آباد

فی سنہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی

جس کتاب پر کہ مصنف کی مہر ہو وہ کتاب چوری کی ہے

بسعی و اہتمام کارپردازان مطبع سلطانی در مطبع سلطانی واقع قلعہ معلی

بقالب طبع درآمد

فی سنہ ۱۲ ہجری و سنہ ۱۸۵۴

عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ　　آثار پدید است صنادید عجم

سبحان اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس ناچیز آدمی کو کیا کیا نعمتیں عنایت کی
ہیں آنکھیں دی ہیں کان دیے ہیں عقل دی ہے زبان دی ہے کہ ہر ایک بات کو دیکھ
سن سنا کر سوچ سمجھ کر کرتا ہے اور ایسی باتیں نکالتا ہے جسکو دیکھکر لوگ ششدر
رہجاتے ہیں پھر ایسے پروردگار کا شکر کب ادا ہو سکتا ہے اور اوسکی
تعریف بیان کرنے سے آدمی کیونکر فارغ رہ سکتا ہے سب سے بڑا احسان اللہ
صاحب کا یہہ ہے کہ ہمارے ہدایت کے لیے نبی بھیجے اور ہمکو گمراہی سے نکالا
سیدھے رستہ پر پہنچایا اوس سے بڑا احسان یہہ ہے کہ سب سے پچھلے اپنے
بندوں کی ہدایت کے لیے اپنے نبی کو بھیجا کہ جسکی رحمت نے ہر ایک گنہگار
کو

کبیرا الٰہی جسطرح کہ ہماری پیغمبر خدا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نی ہم گنہگار ہونی
حال پر رحمت کی ہی ایسی ہی ہزار در ہزار لاکہہ در لاکہہ کروڑ در کروڑ زیادہ
تو اوپر اور اونکی آل و اصحاب پر رحمت کر آمین اما بعد سید احمد خان بیٹا
سید محمد متقی خان بہادر اور پوتا جواد الدولہ جواد علیخان بہادر اور نواسہ نواب
دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کا یہہ عرض
کرتا ہی کہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۷ عیسوی مینی ایک کتاب ضلع دہلی کی مکانات کی
حال مین لکہہ کر چہاپی تہی اوسی زمانہ مین جناب مستر آرتہر آستن رابرٹس صاحب بہادر
صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ شاہجہان آباد ولایت انگلستان کو تشریف فرما ہوئی
اور اوس کتاب کو لیجاکر رویل ایشیاٹک سوسیٹی مین پیش کیا ممبران سوسیٹی نی
اوس کتاب کو نہایت پسند کیا اوسی مین سی جناب عالی کرنیل سکس صاحب بہادر
شریک محکمہ عالیہ کورٹ آف ڈیرکٹرز نی صاحب ممدوح کو فرمایا کہ اگر اس
کتاب کا انگریزی مین بہی ترجمہ ہو تو بہت بہتر ہی جبکہ صاحب موصوف ولایت سی
ہو کر پہر دہلی مین تشریف لائی تو اونہون نی اس خاکسار کی شرکت سی اوس کتاب کا
ترجمہ کرنا شروع کیا اسوقت یہہ بات جی مین آئی کہ اگر از سر نو یہہ کتاب
بہت اچہی طرح سی مرتب کیجاوی اور جو غلطیان کہ پہلی کتاب مین ہو گئی
ہین وہ سب درست کی جاوین تو بہت اچہی بات ہی الحمد للہ کہ خدا تعالٰی
نی اوس آرزو کو پورا کیا اور جسطرح کہ دل چاہتا تہا اوسیطرح پر یہہ کتاب سرے سی بنی ہوئی

۴

پہلی کتاب سے یہہ کتاب بہت باتوں میں اچھی ہی

۱ اس کتاب کا پہلا باب جسمیں مختصر ہندوستان کی آبادی اور پرانی اور نئے کھنڈریوں کا ذکر ہی پہلی کتاب میں نہ تہا

۲ پہلی کتاب کے دوسرے باب میں صرف شاہجہان آباد کی قلعہ کا ذکر تہا اس کتاب کے دوسرے باب میں اوس قلعہ کا بہی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہے اور علاوہ اوسکے ابتدائی آبادی سی جبتک یہہ قلعہ اور شہر بسی اون سبکا ذکر ہی

۳ پہلی کتاب کے پہلی اور تیسرے باب میں جسقدر ربط الٹ تہے وہ اس کتاب کے تیسری باب میں اکہٹی ہیں بلکہ بعضی بزرگونکا نام اور حال درست ہوا ہے اور زیادہ

۴ پہلی کتاب میں دو نقص تہی ایک یہہ کہ بعضی پرانی مکانات کا اصلی حال دریافت نہوا تہا دوسرے یہہ کہ پہلی کتاب میں بعضی جگہہ بیان میں کچہہ غلطی ہوگئی تہی اس کتاب میں یہہ دونوں نقص دور کئی گئی

۵ پہلی کتاب میں عمارات کا بیان متفرق اور غیر منتظم تہا ایک دفعہ سب عمارات کا حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سی لکہا گیا

۶ پہلی کتاب میں جو حال بیان کیا تہا اوسکی سند نہ تہی اب کے کتاب میں جو حال لکہا گیا ہی اکثر اوسکی سند لئی نام اوس کتاب کا جس سی وہ حال لکہا گیا حاشیہ پر مندرج ہے

۷ بڑی عمدہ بات اس حال کی کتاب میں یہہ ہی کہ جسقدر کتبہ پرانی عمارتوں پر ہیں

ج

وہ سب اضلاع قطع اور اصلی خط کی مطابق اس کتاب میں مندرج ہیں

اور یہہ فہرست ہی اون کتابوں کی جن سی یہہ کتاب مرتب ہوئی ہے

توریت عکس راجاؤلی خلاصۃ التواریخ سلسلۃ الملوک مہابہارت

بہاکوت آئین اکبری جغرافیہ تاج المآثر تاریخ فرشتہ توزک جہانگیری

اکبرنامہ پوتھی اندرپرست مہاتم مرآت آفتاب نما زینت القلوب جواہر الحروف

لب التواریخ نہ سپہر تاریخ ہدایت اللہ خان تاریخ فیروزشاہی ضیاء برنی توزک تیموری

لطال صرور زینت خزاین الفتوح یعنی تاریخ علائی تاریخ شیخ عبدالحق فتوحات فیروزشاہی

خبار الاخیار تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف ظفرنامہ تیموری شاہجہان نامہ

کتاب ارکیولجکل سوسیٹی بنگال نمبر ۳ و ۴ و ۶ و ۷ کتاب ویل سائنٹک سوسیٹی نمبر

ہفت اقلیم تاریخ کشمیر پوتھی ہای بہاٹ تقویم البلدان قصیدہ ہمزیہ

مآثر الامرا مآثر عالمگیری زیج محمد شاہی مارکنڈی پوران ابوالفدا

میں کمال شکر ادا کرتا ہوں و نہایت احسان مند ہوں جناب عالی کرنیل سکن صاحب بہادر دام عالیہ

اور جناب مستر ارتہر استن ارتس صاحب بہادر دام اقبالہ کہ یہہ کتاب

انہیں دونوں صاحبوں کی قدردانی اور رئیس پروری سی تصنیف ہوئی

ایک ذریعہ افتخار کا اور وسیلہ ہے یادگاری اس گمنام کا

اور میں نہایت شکر ادا کرتا ہوں جناب مستر ایڈورڈ تہامس صاحب بہادر دام اقبالہ کا

یہہ کتاب صرف صاحب ممدوح کی مدد اور اعانت اور عالی ہمتی اور

اور قدر دانی سے چھاپہ ہوئی اور ہر شخص دور و نزدیک کی لئے اسکا فایدہ عام ہوا۔

فہرست ابواب کتاب

پہلا باب دہلی کی عملداریونکی مختصر حالات مین
دوسرا باب دہلی مین قلعون کی بنی اور شہرونکی اباد ہونیکی بیان مین
تیسرا باب بادشاہون اور امیرونکی متفرق بنائی ہوئی عمارتونکی بیان مین
خاتمہ اردو زبان کی نکلنی اور مروج ہونیکی بیان مین
تتمہ کتبہ جات مکانات کہنہ مین

پہلا باب

مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی باہتمام شیخ مظفر علی

سنہ ۱۲۷۰ ہجری و سنہ ۱۸۵۴ عیسوی

پہلا باب

دلی کی عمارات قدیم کی مختصر حالات مین

حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

۱ اگرچہ ہندو زمانہ کی ابتدا کو بی انتہا اور آفرینش عالم کو بی سر و پایان کی کہتے ہین اور اسی سبب سے اونکی نزدیک ہر ایک دیس کی سلسلہ حال بہت ہی ایسے ابتدا نا پیدا ہے مگر یہہ بات ہرگز قابل قبول کی نہین کیونکہ معتبر دلیلون سی ثابت ہی کہ بعد طوفان کی طوفان کی اور ملک آباد ہوئی اسی طرح ہندوستان بہی بسا

پیدائش باب ۶ ورس ۹ ۲ کتاب مقدس سی ثابت ہی کہ دو ہزار تین سو انتالیس سال قبل ولادت حضرت مسیح کی تمام عالم مین طوفان آیا اور حضرت نوح معہ تمامی اپنی خاندان کی کشتی مین بیٹھی اور کوئی جاندار سوای اونکی جو کشتی مین ہی عالم مین زندہ نہین رہا

اگرچہ

۳ اگر یہ آپ کے ہندو اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک خود آپ کے
پرانوں سے اس واقعہ کا ہونا ثابت ہے کیونکہ وے کتابوں میں مذکور ہے
کہ مچھہ اوتار کے وقت میں تمام عالم میں طوفان آیا اور اوسوقت کے نوح یا منو نے
خدا کے حکم بموجب کشتی بنائی اور اوسمیں بیٹھا اور جن سپت رشیون کو طوفان سے
اللہ کو بچانا تھا وہ سب خدا کے حکم سے کشتی میں بٹھائی گئیں

۴ یہ بیان اور یہ واقعہ بالکل کتاب مقدس کے مطابق ہے اور جس
طوفان کا کتاب مقدس میں ذکر ہے وہی طوفان کا یہ حال ہے الا ہندوستان میں
یہ رواج تھا کہ جملہ مطالب کو اشعار میں بیان کرتے تھے اور کنایات اور استعارات
کے پیرایہ میں ادا کرتے تھے اور اسی سبب سے مناسبات لفظی اور تناسب شعری
کا انکو بہت خیال رہتا تھا اور نیز جیسا کہ شعر کا دستور ہے مبالغہ کو اوسمیں دخل ہوتا
تھا اس سبب سے صحیح صحیح مطلب ادا ہونے میں کچھہ فرق ہوگیا ہے اور نیز
پانی کی مناسبت سے مچھہ اوتار کا ذکر کردیا ہے ورنہ غور کرنے کے بعد بخوبی ثابت ہے
کہ یہ طوفان وہی حضرت نوح کا طوفان ہے

۵ اس دلیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ چاروں جگ جو ہندوؤں میں مشہور ہیں
چاروں کے چاروں آفرینش عالم کے بعد کے ہیں اور چار ہزار چار برس قبل ولادت
حضرت مسیح کے اندر

۶ کتاب مقدس سے ثابت ہے کہ بعد پیدایش فلج یعنی دو ہزار دو سو ستاون برس پیدایش باب ۱۰ ورس ۲

سال قبل حضرت مسیح زمین منقسم ہوئی اور انسان اطراف عالم مین منتشر ہوئے

اور زبانون کی تبدیل شروع ہوئی اور سیم کی اولاد سے ایشیا (ظفار) اور یورپ کے

بہار ملک آباد ہوئی اور اونہین سے قومین زمین پر پہیل گئین

تاریخ ابو الفدا — ۷ معتبر تاریخ کی کتابون سے ثابت ہے کہ سیم کی اولاد مین سے لوگ ہندوستان مین

آئے اور ہندوستان کو اونہون نے آباد کیا

پیدائش باب ۱۰ ورس ۲ — ۸ سیم کی اولاد مین سے ہند جو کہ کتاب مقدس مین ہدورام ابن قطان

ابن فلج ابن عبیر ابن سالح ابن ارفکسد ابن سیم سے تہا دو ہزار سال قبل حضرت

تاریخ فرشتہ — مسیح اول ہندوستان مین آیا جسکے نام سے اب تک ہندوستان کا ملک مشہور ہے

بعضی کتابونمین یہہ مشہور ہے ہند کو حام کی اولاد مین لکھدیا ہے

۹ ہند کی اولاد جبکہ بسبب اختلاف السنہ کی اپنے اصلی حالات سے بیخبر ہوگئے

تو اونہین سے ایک نے یہہ خیال باندہا کہ ہم سورج کی اولاد ہین اور دوسرے نے

کہا کہ ہم چاند کی اولاد ہین شاعرون نے بسبب مبالغہ کی اونکے باپ دادا کو

چاند اور سورج بنا دیا اور اونہون نے سچ سمجہا چنانچہ اونہون نے اپنی کرسی

نامہ مین چاند اور سورج کو بجای اصلی باپ کی داخل کر کر اپنے تئین سورج بنسی

اور چندر بنسی ملقب کیا

تاریخ فرشتہ — ۱۰ ہند کے چار بیٹے ہوئے پورب بنگ دکہن نہروال اور نہروال کی تین

بیٹے ہوئے بہروچ دکنا مالراج اور دکہن کے بہی تین بیٹے ہوئے مرہٹ

کنہر

کہر تک بسیطِ ہند کی بہی اولاد ہوئی جیسی بنگالہ بسا اور پورب کی بہی اولاد
ہوئی جو چندربنسی کی لقب سی مشہور تہی اور راجو دہیا مین پہلی پہل انہون نی
راج باندہا رفتہ رفتہ تمام ملک زیرِ اثر ان کی منقسم ہوکر ہر ایک خطہ کا جدا جدا
راجا قرار پایا اور انہی زمانہ مین قنوج اور ہستناپور کا راج قایم ہوا اور راجہ
جرجودہن ہستناپور کا راجہ ہوا :

۱۱ چند روز بعد راجہ جرجودہن اور راجہ جدہشٹر مین بگار ہوا اور راجہ جدہشٹر نی
مخالفت کر کر اندرپت مین شہر بسایا جو اب دلی کی نام سی مشہور ہی اور بعد
درست کرنی سامان لڑائی کی تہانیسر کی قریب کورکھیتر پر لڑائی ہوئی
جو مہابہارت مشہور ہے اور راجہ جدہشٹر نی فتح پائی اس سبب سے دلی کا
پہلا راجہ راجہ جدہشٹر شمار مین آیا ہے

راجاولی خلاصۃ التواریخ
سلسلۃ الملوک مہابہارت
مہاکوت

۱۲ فارسی تاریخون اور ہندی پوتہیون سی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لڑائی تین ہزار
ایکسو اکیس برس قبل ولادت حضرت مسیح واقع ہوئی مگر یہہ بات یقینی
غلط ہی کیونکہ یہہ بات طوفان سی ہی سات سو تہتر برس قبل ہوئی ہے

۱۳ جو درانون سی ثابت ہی کہ مہابہارت کی لڑائی ایکہزار پچاس برس قبل
جلوس راجہ نند [illegible] سی ہوئی ہی اور معتبر کتب سی ثابت ہی کہ راجہ نند
چارسو برس قبل حضرت مسیح مسندنشین ہوا اس حساب سے صاف ثابت ہے
کہ مہابہارت کی لڑائی ایکہزار چارسو پچاس برس تخمینا قبل حضرت مسیح ہوئی

اوراوسی زمانہ مین راجہ جدہشتر تخت نشین ہوا اور اوسنے اندرپت شہر بسایا
تہا اب ہم راجہ جدہشتر کو دلی کا پہلا راجہ قرار دیکر ایک مختصر فہرست
راجاؤن اور بادشاہون کی جو آج تک گذری ہین اس باب مین درج کرتے
ہین اور جو زمانہ بربہی کہ ہمنے اپنی پہلی کتاب سلسلۃ الملوک مین فارسی تاریخون بموجب
لکہا تہا اس فہرست مین سی کم کرتی ہین تاکہ مدت
زمانہ کی صحیح ہوجاوے

فہرست فرمانروایان دارالملک اندرپت و دہلی از ابتدائے راجہ جدہشٹر لغایت سنہ ۱۸۵۳ع مطابق سنہ ۱۲۶۹ ہجری

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۱	راجہ جدہشٹر	راجہ پانڈو	۱۴۰۰	ہستناپور	۱ سال	بعد وفات کرشن اوتار کے راجہ جدہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہمالیہ میں جا کر اپنے تئیں برف میں ڈال کر گلا دیا
۲	راجہ پریچھت	ابہمن بن راجہ ارجن بن راجہ پانڈو	۱۴۱۴	ہستناپور	۳۲ سال	راجہ جدہشٹر کی اجازت سے مسند پر بیٹھا اور سانپ کی کاٹنے سے مر گیا
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پریچھت	۱۳۰۲	ہستناپور	۳۴ سال	
۴	راجہ شتانیک عرف راجہ اسمید	راجہ جنمیجہ	۱۳۴۸	ہستناپور	۳۳ سال	
۵	راجہ سنبر ایک عرف راجہ ادہن	راجہ اسمید	۱۳۱۰	ہستناپور	۳۲ سال	
۶	اشومی دیج عرف راجہ مہاجی	راجہ ادہمن	۱۳۱۳	ہستناپور	۳۶ سال	
۷	اسین کرشن	راجہ مہاجی	۱۲۴۷	ہستناپور	۳۵ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قبل حضرت عیسیٰ سنہ	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۸	راجہ دشتوان عرف نی	اسین کرشن	۱۲۱۲	اول ہستناپور بعدہ کوشمبی بعدہ اندرپت	۲۰ سال	گنگا کی چڑھاوی ہستناپور کے تباہ ہونے کے سبب سے یہ راجہ پہلی اُس بن کوشکی ندی کی کنارہ شہر بسایا تھا اور پھر اندرپت میں چلا آیا
۹	راجہ چکر عرف اوگرسین	دشتوان	۱۱۷۷	اندرپت	۲۶ سال	
۱۰	راجہ چترریتھ عرف سورسین	اوگرسین	۱۱۴۱	اندرپت	۲۶ سال	
۱۱	رکیرتھ	سورسین	۱۱۰۵	اندرپت	۳۲ سال	
۱۲	برشٹمان عرف رسمی	کیرتھ	۱۰۷۳	اندرپت	۳۱ سال	
۱۳	سوسین عرف راجہ پرچل	رسمی	۱۰۴۲	اندرپت	۲۷ سال	
۱۴	راجہ سونتھ عرف سکھپال	راجہ پرچل	۱۰۱۵	اندرپت	۲۸ سال	
۱۵	راجہ نرچکتو عرف نربردیو	راجہ سکھپال	۹۸۷	اندرپت	۲۴ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً عرصہ سلطنت	حالات
۱۶	سکی پال عرف سورج رتنہ	زبردیو	۹۶۴	اندرپت	۱۸ سال	
۱۷	برتلو عرف راجہ ہبوت	سورج رتنہ	۹۴۶	اندرپت	۲۶ سال	
۱۸	راجہ سونی	ہبوت	۹۲۰	اندرپت	۲۵ سال	اس راجہ نے سونی پت شہر بسایا
۱۹	راجہ سیدہاوے	راجہ سونی	۸۹۵	اندرپت	۲۲ سال	اس راجہ کا نام دہاوی بھی جانتے ہیں اسکی بنائی ہوئی لوہے کی لاٹھ ہے
۲۰	زرب انجی عرف شرون بر	سیدہاوے	۸۷۲	اندرپت	۲۵ سال	
۲۱	دوزرتنہ عرف بیکم	شرون بیر	۸۴۷	اندرپت	۱۹ سال	
۲۲	راجہ تی عرف بدارتہ	راجہ بیکم	۸۲۸	اندرپت	۲۱ سال	
۲۳	برہدرتہ عرف راجہ دسوان	راجہ بدارتہ	۸۰۷	اندرپت	۲۰ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	ابتدای سال جلوس قبل حضرت عیسیٰ	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۲۴	سوداس عرف اوسنی پال	راجہ دیوان	۷۸۷	اندرپت	۲۰ سال	
۲۵	شتانک عرف ابہی دہر	اونی پال	۷۶۷	اندرپت	۲۲ سال	
۲۶	دردمن عرف دنڈپان	راجہ ابہی دہر	۷۴۴	اندرپت	۱۸ سال	
۲۷	بینی تر عرف دربل رای	ڈنڈپان	۷۲۶	اندرپت	۱۹ سال	
۲۸	ڈنڈپانی عرف دشت پال	دربل رای	۷۰۷	اندرپت	۱۶ سال	اسی راجہ نے پانی پت شہر بسایا
۲۹	راجہ ہرنی عرف کیمپال	دشت پال	۶۹۱	اندرپت	۲۶ سال	
۳۰	گشی بک عرف راجہ کیمن	کیمپال	۶۶۵	اندرپت	۲۲ سال سے ۸۰۷	بسراؤ وزیر نے اسی راجہ کو مار ڈالا اور گدی پر بیٹھا
۳۱	راجہ بسراؤ		۶۴۳	اندرپت	۷ سال	
۳۲	سورج سین	بسراؤ	۶۲۶	اندرپت	۱۹ سال	

حالات	مدت سلطنت	دارالسلطنت	گدی نشینی قبل عیسوی	نام پدر	نام فرمانروا	نمبر
	۱۲ سال	اندرپت	۶۱۲	سوبج سین	راجہ بیمبیسار	۲۳
	۲۲ سال	اندرپت	۵۹۳	بیمبسار	راجہ اینک سار یارب سینین	۲۴
	۱۹ سال	اندرپت	۵۷۱	راجہ اینک سار	راجہ ہرجیت یا نپرسال	۲۵
	۲۰ سال	اندرپت	۵۵۵	راجہ ہرجیت	راجہ درابہ	۲۶
	۱۳ سال	اندرپت	۵۲۵	راجہ درابہ	راجہ سدہی پال	۲۷
	۱۹ سال	اندرپت	۵۲۲	راجہ سدہی پال	راجہ برت	۲۸
	۱۶ سال	اندرپت	۵۰۳	راجہ برت	راجہ سنجی	۲۹
	۱۳ سال	اندرپت	۴۸۷	راجہ سنجی	راجہ امر جود	۳۰
	۱۲ سال	اندرپت	۴۷۴	راجہ امر جود	امین پال	۳۱

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سنہ جلوس قبل مسیح	پایہ تخت	مدت سلطنت	حالات
۴۱	راجہ سروبے	راجہ بہیم پال	۴۶۲	اندرپت	۲۲ سال	
۴۲	راجہ پدارتھ	راجہ سروبے	۴۴۰	اندرپت	۱۲ سال	
۴۳	راجہ بدمل	راجہ پدارتھ	۴۲۸	اندرپت	۱۵ سال ۲۰ یوم	بیرباہو وزیر نے اس راجہ کو مارا اور گدی پر بیٹھا
۴۴	راجہ بیرباہو		۴۱۳	اندرپت	۱۷ سال	
۴۶	مرار سنگھ	بیرباہو	۳۹۶	اندرپت	۱۴ سال	
۴۷	شترگن	مرار سنگھ	۳۸۲	اندرپت	۱۱ سال	
۴۸	مہیپت پاد من پت	شترگن	۳۷۱	اندرپت	۱۲ سال	
۴۹	مہابل	مہیپت	۳۵۹	اندرپت	۱۶ سال	
۵۰	نروپت	مہابل	۳۴۰	اندرپت	۱۳ سال	شاید اس راجہ کے وقت میں راجہ دہلو وا سے قنوج کی نام سی اندرپت میں تخت ہوا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس قبل از حضرت عیسی	دار الخلافت	مدت سلطنت	حالات
۵۱	سرتسین	سروپ	۳۲۶	دہلی	۱۲ سال	
۵۲	راجہ سکھدیوان	راجہ سرتسین	۳۱۲	دہلی	۸ سال	
۵۳	راجہ جیت مل	راجہ سکھدیوان	۳۰۶	دہلی	۱۴ سال	
۵۴	راجہ بال سنگہ	راجہ جیت مل	۲۹۲	دہلی	۱۹ سال	
۵۵	راجہ کلمنی	راجہ بال سنگہ	۲۷۳	دہلی	۱۶ سال	
۵۶	راجہ شترمردن	راجہ کلمنی	۲۵۲	دہلی	۶ سال	
۵۷	راجہ جیون جات	راجہ شترمردن	۲۴۸	دہلی	۱۳ سال	
۵۸	راجہ ہرجیت	راجہ جیون جات	۲۳۵	دہلی	۸ سال	
۵۹	راجہ بیرسین	راجہ ہرجیت	۲۲۷	دہلی	۱۷ سال	

حالات	کتنے برس خلافت	دار السلطنت	کتنے سال عمر پائی	نام پدر	نام فرمانروا	نمبر
دہرنی دھر نے راجہ کو مار ڈالا اور گدی پر بیٹھا	۱۳ سال ۲۱۶	دہلی	۲۱۰	راجہ بیر سین	راجہ اودت	۶۰
	۱۹ سال	دہلی	۱۹۷		راجہ دہرنی دہر	۶۱
	۲۵ سال	دہلی	۱۷۸	راجہ دہرنی دہر	راجہ سین دہج	۶۲
	۱۹ سال	دہلی	۱۵۲	سین دہج	مہی گنگ	۶۳
	۲۲ سال	دہلی	۱۳۴	مہی گنگ	مہاجود	۶۴
	۱۲ سال	دہلی	۱۱۲	مہاجود	بیر نابہ	۶۵
	۲۱ سال	دہلی	۹۹	بیر نابہ	جیون راج	۶۶
	۱۷ سال	دہلی	۷۸	جیون راج	اودی سین	۶۷
	۲۵ سال	دہلی	۶۱	اودی سین	راجہ آنند گنگ	۶۸

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	گنتی سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۶۹	راجہ راجپال	راجہ انند جک	۲۶	دہلی	۱۲ سال ۱۷۳	راجہ بھکونت کماؤن کے راجہ نے دلی کو فتح کیا
۷۰	راجہ بھکونت کوہے		۲۴	دہلی	۱۲ سال	بکرماجیت کی لڑائی مین مارا گیا
۷۱	راجہ بکرماجیت والی اوجین	راجہ گندھرب سین	سمت ۱۱ بکرماجیت	اوجین	۹۳ سال	جبکہ یہہ راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا دلی مین سمندرپال جوگی سند پر بیٹھا
۷۲	راجہ سمندرپال جوگی		سمت ۱۳۵ بکرماجیت سنہ ۷۹ ع	دہلی	۲۴ سال	
۷۳	راجہ چندرپال	سمندرپال	سمت ۱۵۹ سنہ ۱۰۲ عیسوی	دہلی	۲۷ سال	
۷۴	نی پال	چندرپال	سمت ۱۸۶ سنہ ۱۲۹ ع	دہلی	۲۱ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۲۰۷ سنہ ۱۵۰ ع	دہلی	۱۳ سال	
۷۶	سکھپال	دیس پال	سمت ۲۲۱ سنہ ۱۶۴ ع	دہلی	۱۹ سال	
۷۷	گوبندپال	سکھپال	سمت ۲۴۰ سنہ ۱۸۳ ع	دہلی	۱۹ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۷۸	مکھہ پال	گوبند پال	سمت ۲۵۹ بکرمیت سنہ ۲۰۱ ع	دہلی	۲۲ سال	
۷۹	ہرخند پال	مکھہ پال	سمت ۲۸۰ سنہ ۲۲۳ ع	دہلی	۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال بن برخند پال	سمت ۲۹۳ سنہ ۲۳۶ ع	دہلی	۱۵ سال	
۸۱	بر پال	مہی پال	سمت ۳۰۸ سنہ ۲۵۱ ع	دہلی	۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	بر پال	سمت ۳۲۲ سنہ ۲۹۰ ع	دہلی	۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۳۲۰ سنہ [illegible] ع	دہلی	۱۵ سال	
۸۴	بکرم پال یا بکیم پال	کرم پال	سمت ۳۵۰ سنہ ۲۹۸ ع	دہلی	۱۲ سال ۲۲ سہ	راجہ طوک چند بہیراج کی راجہ نے لڑکر تسخیر پائی
۸۵	طوک چند		سمت ۳۶۷ سنہ ۳۱۰ ع	دہلی	۲ سال	
۸۶	بکرم چند	طوک چند	سمت ۳۶۹ سنہ ۳۱۲	دہلی	۱۳ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
[illegible]	کانچند	بکرم چند	سمت ۲۸۲ سنہ ۲۲۵ ع	دہلی	ایکسال	
۸۸	رام چندر	کانچند	سمت ۲۸۳ سنہ ۲۲۶ ع	دہلی	۱۱ سال	
۸۹	دہیر چند	رام چند	سمت ۲۹۴ سنہ ۲۳۷ ع	دہلی	۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دہیر چند	سمت ۳۰۹ سنہ ۲۵۲ ع	دہلی	۱۶ سال	
۹۱	بھیم چند	کلیانچند	سمت ۳۲۵ سنہ ۲۶۸ ع	دہلی	۱۲ سال	
۹۲	ہر چند	بھیم چند	سمت ۳۳۷ سنہ ۲۸۰ ع	دہلی	۱ سال	
۹۳	گوبند چند	ہر چند	سمت ۳۳۸ سنہ ۲۸۱ عیسوی	دہلی	۱۳ سال	
۹۴	رانی پریم دیوی	زوجہ گوبند چند	سمت ۳۵۱ سنہ ۲۹۴ ع	دہلی	ایکسال ۵ [illegible]	رانی مری تو لوگوں نے ہرپریم فقیر کو گدی پر بٹھایا
۹۵	ہرپریم		سمت ۳۵۲ سنہ ۲۹۵ ع	دہلی	۸ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
٩٦	گوبند پریم	ہر پریم	سمبت ٢٦٠ سنہ ٢٠٣ عیسوی	دہلی	٢٠ سال	
٩٧	گوپال پریم	گوبند پریم	سمبت ٢٨٠ ع سنہ ٢٢٣	دہلی	١٦ سال	
٩٨	مہا پاتر	گوپال پریم	سمبت ٢٩٦ ع سنہ ٢٣٩	دہلی	٧ سال	راجہ ریاست چھوڑکر فقیر ہوگیا یہ خبر سنکر راجہ دہی سین بنگالہ کی راجہ نی دلی پر قبضہ کر لیا
٩٩	دہی سین		سمبت ٥٠٣ ع سنہ ٢٤٦	دہلی	١٨ سال	
١٠٠	بلاول سین	دہی سین	سمبت ٥٢١ ع سنہ ٢٦٤	دہلی	١٢ سال	
١٠١	کنور سین	بلاول سین	سمبت ٥٣٣ ع سنہ ٢٧٦	دہلی	١٥ سال	
١٠٢	مادہو سین	کنور سین	سمبت ٥٤٨ ع سنہ ٢٩١	دہلی	١٥ سال	
١٠٣	سور سین	مادہو سین	سمبت ٥٦٣ ع سنہ ٣٠٦	دہلی	٦ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۰۴	بہیم سین	سورسین	سمبت ۶۹ سنہ ۱۲ عیسوی	دہلی	۵ سال	
۱۰۵	کان سین	بہیم سین	سمبت ۷۴ سنہ ۱۷ عیسوی	دہلی	۵ سال	
۱۰۶	ہرسین	کان سین	سمبت ۷۹ سنہ ۲۲ ع	دہلی	۹ سال	
۱۰۷	کہن سین	ہرسین	سمبت ۸۸ سنہ ۳۱ عیسوی	دہلی	۲ سال	
۱۰۸	نراین سین	کہن سین	سمبت ۹۰ سنہ ۳۳ عیسوی	دہلی	۲۷ سال	
۱۰۹	داموددر سین	نراین سین	سمبت ۱۱۷ سنہ ۶۰ عیسوی	دہلی	۱۱ سال ۱۲۵	بارہ آدمیون نی ایکسو پچیس برس حکومت کی آخر کو ارکان ریاست نی راجہ دیپ سنگھ کو ہستنا پور راجہ کی نسل سی تلاش کرکر دلی مین بلایا
۱۱۰	راجہ دیپ سنگھ کوہے		سمبت ۱۲۸ سنہ ۷۱ ع	دہلی	۱۷ سال	
۱۱۱	رن سنگھ	دیپ سنگھ	سمبت ۱۴۵ سنہ ۸۸ ع	دہلی	۱۴ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال بکرمی	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۱۲	رن سنگھ	رن پال	۱۵۹ سمبت ۶۰۲ سنہ عیسوی	دہلی	۹۰ سال	
۱۱۳	شیر سنگھ	راج سنگھ	۶۶۸ سمبت ۶۱۱ سنہ ع	-	۴۵ سال	
۱۱۴	ہر سنگھ	شیر سنگھ	۷۱۳ سمبت ۶۵۶ سنہ ع ۲۷ سنہ ہجری	دہلی	۱۲ سال	
۱۱۵	جیون سنگھ	ہر سنگھ	۷۲۶ سمبت ۶۶۹ سنہ عیسوی ۵۵ سنہ ہجری	دہلی	۷ سال ۱۰۵	جیہ اد یون نے اکیس پانچ برس حکومت کرکے آخیر کو انیکپال تونر نے دلی پر فتح پائی
۱۱۶	انیکپال تونر	اوگر سین	۷۳۳ سمبت ۶۷۶ سنہ ع ۵۷ سنہ ہجری	دہلی	۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انیکپال	۷۵۱ سمبت ۶۹۴ سنہ عیسوی ۷۵ سنہ ہجری	دہلی	۱۹ سال ۱ شہر ۱۸ یوم	
۱۱۸	گنگ پال	باسدیو	۷۷۰ سمبت ۷۱۳ سنہ عیسوی ۹۵ سنہ ہجری	دہلی	۲۱ سال ۳ شہر ۲۸ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	گنگ پال	۷۹۲ سمبت ۷۳۵ سنہ عیسوی ۱۱۷ سنہ ہجری	دہلی	۱۹ سال ۶ شہر [illegible] یوم	

حالات	مدت سلطنت	دارالسلطنت	سال جلوس	نام پدر	نام مہیشر یا نروا	نمبر
	۲۱ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	دہلی	سمت ۸۱۱ شکے ۶۷۶ سنہ ہجری ۱۳۰	پرتہی پال	جیدیو	۱۲۰
	۱۲ سال ۴ شہر ۹ یوم	دہلی	سمت ۸۲۲ شکے ۶۷۵ سنہ ہجری ۱۵۶	جیدیو	ہرپال	۱۲۱
	۲۶ سال ۷ شہر ۱۱ یوم	دہلی	سمت ۸۴۶ شکے ۷۱۹ سنہ ہجری ۱۷۲	ہرپال	اودی راج	۱۲۲
	۲۱ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	دہلی	سمت ۸۷۲ شکے ۷۳۶ سنہ ہجری ۲۰۱	اودی راج	بچھراج	۱۲۳
	۲۲ سال ۲ شہر ۱۶ یوم	دہلی	سمت ۸۹۴ شکے ۷۵۹ سنہ ہجری ۲۲۳	بچھراج	انکپال	۱۲۴
	۲۱ سال ۶ شہر ۵ یوم	دہلی	سمت ۹۱۶ شکے ۷۸۱ سنہ ہجری ۲۴۵	انکپال	رکھہ پال	۱۲۵
	۲ سال ۲۴ یوم	دہلی	سمت ۹۳۸ شکے ۸۰۳ سنہ ہجری ۲۶۷	رکھہ پال	نیکپال	۱۲۶
	۱۸ سال ۲ شہر ۱۵ یوم	دہلی	سمت ۹۴۰ شکے ۸۰۵ سنہ ہجری ۲۶۹	نیکپال	گوپال	۱۲۷

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۸	سلکھن	کوپال	۹۵۸ سمبت ۹۰۱ سنہ عیسوی ۲۸۸ سنہ ہجری	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۰ یوم	
۱۲۹	جیپال	سلکھن	۹۸۳ سمبت ۹۲۶ سنہ عیسوی ۳۱۳ سنہ ہجری	دہلی	۱۶ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۰	کنورپال	جیپال	۱۰۰۰ سمبت ۹۴۳ سنہ عیسوی ۳۳۱ سنہ ہجری	دہلی	۲۹ سال ۹ شہر ۱۱ یوم	
۱۳۱	انیکپال	کنورپال	۱۰۲۹ سمبت ۹۷۲ سنہ عیسوی ۳۶۲ سنہ ہجری	دہلی	۲۹ سال ۶ شہر ۱۸ یوم	
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	۱۰۵۹ سمبت ۱۰۰۲ سنہ عیسوی ۳۹۳ سنہ ہجری	دہلی	۲۴ سال یکشہر ۶ یوم	
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	۱۰۸۳ سمبت ۱۰۲۶ سنہ عیسوی ۴۱۷ سنہ ہجری	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۴	اکرپال	مہی پال	۱۱۰۸ سمبت ۱۰۵۱ سنہ عیسوی ۴۴۳ سنہ	دہلی	۲۱ سال ۲ شہر ۱۵ یوم	
۱۳۵	پرتھی راج	اکرپال	۱۱۲۹ سمبت ۱۰۷۲ سنہ عیسوی ۴۶۴ سنہ ہجری	دہلی	۲۲ سال ۲ [illegible] ۱۶ [illegible]	تیں دیوان نے ۴۱۹ چارسو انیس برس سات مہینے انتالیس دن تک حکومت کی آخر کو بیسلدیو چوہان نے فتح پایا [illegible]

نمبر	نام حکمران	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۳۶	بسیلدیو	انیلدیو	سمبت ۱۱۵۲ سنہ ۱۰۹۵ع سنہ ہجری ۴۹۰	دہلی	سال ۹ یک شہر ۳ یوم	
۱۳۷	امرگنگو	بسیلدیو	سمبت ۱۱۵۸ سنہ ۱۱۰۱ع سنہ ۴۹۹ھ	دہلی	سال ۵ ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۸	کھرپال	امرگنگو	سمبت ۱۱۶۳ سنہ ۱۱۰۶ع سنہ ۵۰۰ھ	دہلی	سال ۲۰ یکشہر ۵ یوم	
۱۳۹	سمیر	کھرپال	سمبت ۱۱۸۳ سنہ ۱۱۲۶ع سنہ ۵۲۰ھ	دہلی	سال ۷ ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	سمیر	سمبت ۱۱۹۰ سنہ ۱۱۳۳ع سنہ ۵۲۸ھ	دہلی	سال ۷ ۴ شہر ۸ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	سمبت ۱۱۹۰ سنہ ۱۱۳۸ع سنہ ۵۲۳ھ	دہلی	سال ۳ یکشہر ۵ یوم	
۱۴۲	پرتھی راج عرف رای پتھورا	ناک دیو	سمبت ۱۱۹۸ سنہ ۱۱۴۱ع سنہ ۵۳۶ھ	اجمیر و دہلی	سال ۴۹ ۵ شہر ۱۶ یوم [illegible]	غیاث الدین محمد بن سام سلطان شہاب الدین کا بھای تھا لیکن سلطان شہاب الدین نی ہندوستان کی فتح خود آپ کی اور اوسکو بذاتہ تسلط عظیم تھا اسواسطی سلطان شہاب الدین ہی فتح کی بابت سی دلی کی بادشاہوں میں گنا گیا ہے

[illegible] سلطان شہاب الدین [illegible] پرتھی راج [illegible] سلطنت [illegible]

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت قمری	سال وفات
۱۲۳	سلطان معز الدین محمد الملقب به ابو المظفر شہاب الدین	بہاء الدین سام	غوری	.	سنہ ۵۸۷ ہجری سنہ ۱۱۹۱ عیسوی سنہ ۱۲۴۹ بکرماجیت	محل فتح موضع ترائن [illegible]	غزنین	۱۵ سال	سوم شعبان سنہ ۶۰۲ ہجری سنہ ۱۲۰۵ عیسوی
۱۲۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	.	روز سہ شنبہ ہژدہم ذی قعدہ سنہ ۶۰۲ ھ سنہ ۱۲۰۵ ع	لاہور	دہلی قلعہ رائے پتھورا	۴ سال چند ماہ	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ ع
۱۲۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	.	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	لاہور	دہلی قلعہ رائے پتھورا	چند ماہ	.
۱۲۶	سلطان شمس الدین التمش غلام و داماد قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	.	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	قصر سفید واقع قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲۶ سال	بستم شعبان سنہ ۶۳۳ ہجری سنہ ۱۲۳۵ ع
۱۲۷	رکن الدین فیروز شاہ	شمس الدین التمش	ترک	.	روز سہ شنبہ ماہ شعبان سنہ ۶۳۳ ھ سنہ ۱۲۳۵ ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶ ماہ و ۲۸ یوم	سنہ ۶۳۵ ہجری سنہ ۱۲۳۷ عیسوی
۱۲۸	رضیہ سلطان بیگم	شمس الدین التمش	ترک	.	سنہ ۶۳۴ ہجری سنہ ۱۲۳۶ عیسوی	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۳ سال ۶ شہر ۶ یوم	پچیسوین ربیع الاول سنہ ۶۳۸ ہجری سنہ ۱۲۴۰ ع

حالات	مدفن	مدت
لاہور سے غزنین جاتی ہوئی دہمک کی مقام مین کہکرون نی مار ڈالا اور غور کی سلطنت پر اوسکا بھتیجا سلطان محمود بیٹھا اور جو کہ قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کیطرف سے ہندوستان کا سپہ سالار تھا اور اوسنے بہت قوت بہم پہنچائی تہی اسواسطی سلطان محمود نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین ایبک کو بخشدی و خطاب آزادی اور چتر بادشاہی بھیجدیا اور قطب الدین لاہور تک اوسکے استقبال کو گیا	غزنین اپنی بیبی کی مقبرہ مین	۰
لاہور مین وقت چوگان بازی گہوڑی پر سی گر کر مر گیا امرا نے اوسکی بیٹی کو تخت پر بٹھایا	لاہور	۰
امیر اسمعیل سپہ سالار و امرائے دہلی نی اس بادشاہ کی حرکتون سے ناراض ہوکر سلطان شمس الدین التمش کو جو بداؤن کا حاکم تہا دلی مین بلا لیا اور آرام شاہ سی لڑائی ہوئی اور آرام شاہ نی شکست پائی اور سلطان شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا	۰	۰
بیمار ہوکر مر گیا	قلعہ رائے پتہورا [illegible] قوۃ الاسلام	۰
ملک عزالدین حاکم ملتان کی منصوبہ کو بجانب دہلی روانہ ہوا اوسکی بہی امرا نے سلطان رضیہ کو تخت پر بٹھایا بادشاہ بیگم لشکر دلی مین آیا اور کیلوکہڑی کی میدان مین لڑائی ہوئی اوسی لڑائی مین پکڑا گیا اور قید مین مر گیا	ملکپور	۰
جبکہ ملک التونیہ تبہنڈہ کی حاکم سی لڑائی ہو رہی تہی اسوقت امرا نی مخالفت کرکر سلطان رضیہ کو قلعہ تبہنڈہ مین قید کیا اور دلی مین بہرام شاہ کو تخت پر بٹھایا بعد اوسکے سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے نکاح کرلیا اور بہرام شاہ سے دو دفعہ لڑی آخر کو ماری گئی	شاہجہان آباد مین محلہ بلبلی خانہ گذر ترکمان	۰

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت عمر	سال وفات
١٤٩	معز الدین بهرام شاه	شمس الدین التمش	ترک	.	روز شنبه بست و ششم رمضان ٦٣٧ سنه هجری ١٢٣٩ سنه عیسوی	قلعه رای پتهورا	دهلی	٢ سال یکماه ١٠ یوم	بستم ذی القعد روز شنبه ٦٣٩ سنه هجری ١٢٤١ سنه عیسوی
١٥٠	سلطان علاء الدین مسعود شاه	رکن الدین فیروز شاه	ترک	.	ذی القعد ٦٣٩ سنه هجری ١٢٤١ سنه عیسوی	قلعه رای پتهورا	دهلی	٤ سال یکماه یکیوم	٦٤٤ سنه هجری ١٢٤٦ سنه عیسوی
١٥١	سلطان ناصر الدین محمود شاه	شمس الدین التمش	ترک	.	٦٤٤ ذیحجه سنه هجری ١٢٤٦ سنه ع	قصر سفید قلعه رای پتهورا	دهلی	٢٠ سال چند ماه	یازدهم جمادی الاول ٦٦٤ سنه هجری ١٢٦٥ سنه ع
١٥٢	الغ خان الملقب به سلطان غیاث الدین بلبن	غلام شمس الدین التمش	ترک	٦٠٠ سنه هجری ١٢٠٨ سنه عیسوی	جمادی الاول ٦٦٤ سنه هجری ١٢٦٥ سنه ع	قصر سفید قلعه رای پتهورا	دهلی	٢١ سال چند ماه	٦٨٦ سنه هجری ١٢٨٧ سنه عیسوی
١٥٣	معز الدین کیقباد	ناصر الدین بغرا خان بن غیاث الدین بلبن	ترک	٦٦٧ سنه هجری ١٢٦٨ سنه ع	٦٨٦ سنه هجری ١٢٨٧ سنه ع	قلعه رای پتهورا	قصر دهلی کیلوکهری	٣ سال چند ماه	جمادی الثانی ٦٨٩ سنه هجری ١٢٩٠ سنه ع
	کیومرث الملقب سلطان شمس الدین				محرم ٦٨٩ سنه ١٢٩٠ ع				

مدت عمر	مدفن	حالات
.	ملکپور	نظام الملک مہذب الدین اور اور امرانی مخالفت کرکر بادشاہ کو دہلی میں محصور کیا اور تین مہینے تک برابر لڑائی رہی آخرکار بادشاہ کو پکڑکر مار ڈالا اور ملک معزالدین بلبن سے الامرا تخت پر بٹھایا مگر اور امرا اوسکی بادشاہت پر راضی نہوئی اور علاؤالدین کو جو قصر سفید میں قید تہا بادشاہ کیا
.	.	اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوئی اور سلطان ناصرالدین کو بہرائچ سی بلاکر بادشاہ کیا اور ۲۶ محرم سنہ ۶۴۴ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۶ عیسوی علاؤالدین کو قید کرلیا کہ اوسی زمانہ مین قید مین مرگیا
.	دہلی	. بیمار ہوکر مرگیا اور چونکہ کوئی وارث نہ تہا امرانے الغ خان کو بادشاہ کرلیا
۸ سال	دہلی	بیمار ہوکر مرگیا اور ملک فخرالدین کوتوال اور اور امرانے آپسمین صلاح کرکر معزالدین کیقباد کو بادشاہ کیا
۲۰ سال	.	بادشاہ کو فالج ہوگیا اس سبب سے امرانے کیومرث اوسکی بیٹی کو تخت پر بٹھایا مگر امرا خلجی نے مخالفت کی اور کیومرث کو بہادرپور مین پکڑلے گئی اور بادشاہ کو لاتون سی مار ڈالا اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا تیرہ ادمیون نے ترکونمین سی جو سلاطین غزنیہ کی غلامونمین سی تہے سو برس تک بادشاہی کی بعد اسکے سلطنت خاندان خلجیونمین چلی گئی

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال رحلت
۱۰۴	جلال الدین فیروز شاه خلجی	یغرش	ترک خلجی	سنه ۶۱۹ هـ سنه ۱۲۲۱ ع	جمادی الثانی سنه ۶۸۹ هـ سنه ۱۲۹۰ ع	کیلوکهری	دهلی	۶ سال چند ماه	سنه ۶۹۵ هجری سنه ۱۲۹۵ ع
۱۰۵	رکن الدین ابراهیم شاه	جلال الدین فیروز شاه	خلجی	.	رمضان سنه ۶۹۵ هجری سنه ۱۲۹۵ ع	کوشک سبز	دهلی	۴ ماه	.
۱۰۶	سلطان علاء الدین	شهاب الدین مسعود	خلجی	.	بست و دوم ذی الحجه سنه ۶۹۵ هـ سنه ۱۲۹۶ ع	قلعه رای پتهورا	دهلی قلعه سیری	۱۹ سال چند ماه	شب ششم ماه شوال سنه ۷۱۵ هـ سنه ۱۳۱۵ ع
۱۰۷	شهاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	سنه ۷۰۶ هـ سنه ۱۳۰۶ ع	هفتم شوال سنه ۷۱۵ هـ سنه ۱۳۱۵ ع	قلعه علائی	دهلی	۳ ماه چند یوم	.
۱۰۸	قطب الدین مبارک شاه	سلطان علاء الدین	خلجی	.	محرم سنه ۷۱۶ هـ سنه ۱۳۱۶ ع	قلعه علائی	دهلی	۵ سال یکماه ۲۷ یوم	شب پنجم ربیع الاول سنه ۷۲۱ هـ سنه ۱۳۲۱ ع
۱۰۹	حسن خان الملقب به سلطان ناصر الدین خسرو خان	.	برواری	.	ربیع الاول سنه ۷۲۱ هـ سنه ۱۳۲۱ ع	قلعه علائی قصر هزار ستون	دهلی	۴ ماه چند یوم	جمعه آخر ماه رجب سنه ۷۲۱ هـ سنه ۱۳۲۱ ع

مدت عمر	عمارتیں	حالات
،، سال	.	ملک علاؤالدین نے غازی بادشاہ کو کڑہ مانکپور میں بلایا اور جب بادشاہ کشتی میں سے اترتا تھا اسوقت اسکو ملوا کر مار ڈالا جب یہ خبر دلی میں پہنچی تو ملکہ جہان بادشاہ کی بی بی نے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا
.	.	سلطان علاؤالدین سی لڑکر بھاگ گیا اور سلطان علاؤالدین دلی کی تخت پر بیٹھ گیا
.	قلعہ رای پتھورا عند مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہو کر مر گیا امرائے باہم صلاح کر کر شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا
.	.	مبارک خان نے ایک تیٹ بیری ملک نائب مدار المہام سلطنت کو مروا کر آپ نائب سلطنت ہوا اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کر دیا اور گوالیار کے قلعہ میں قید کیا اور آپ بادشاہ ہوا
.	.	جاہ بیگ نے بسازش خسرو خان بادشاہ کو قصر ہزار ستون میں مارا اور خسرو خان تخت پر بیٹھا
.	.	غازی الملک تغلق شاہ دیبالپور کے حاکم نے خسرو خان پر فوج کشی کی اور خسرو خان حوض علائی کے کنارہ پر نکلا اور میدان اندرپت میں لڑائی ہوئی اور خسرو خان بھاگ کر تلپت میں چھپا آخرکار پکڑا جا کر مارا گیا اور تغلق شاہ بادشاہ ہوا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت قریب	سال وفات
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلقشاه	ملک تغلق	ترک	•	غره شعبان ۷۲۰ھ سنه ۱۳۲۱ع	قلعه علای	قلعه دهلی تغلق اباد	۴ سال و چند ماه	ربیع الاول ۷۲۵ھ سنه ۱۳۲۴ع
۱۶۱	سلطان محمد عادل تغلقشاه	غیاث الدین تغلقشاه	ترک	•	ربیع الاول ۷۲۵ھ سنه ۱۳۲۴ع	تغلق اباد	دهلی بعده دولت اباد و باز دهلی	۲۷ سال	بست و یکم محرم ۷۵۲ھ سنه ۱۳۵۱ع
۱۶۲	فیروزشاه	سالار رجب برادر خورد تغلقشاه	ترک	۶۹۹ھ سنه ۱۲۹۹	بست و سوم محرم ۷۵۲ھ سنه ۱۳۵۱ع	سهوان	شهر دهلی و فیروز اباد	۳۸ سال ۶ ماه ۱۲ یوم	سیزدهم رمضان ۷۹۰ھ سنه ۱۳۸۸ع
	غیاث الدین محمد	تغلقشاه			آخر ۷۵۲ھ سنه ۱۳۵۱ع				
	شاهزاده فتح خان	فیروزشاه			۷۶۰ھ سنه ۱۳۵۹ع				
	ناصر الدین محمد شاه	فیروزشاه		سنه ۷۵۳ سنه ۱۳۵۲ع	۷۸۹ھ سنه ۱۳۸۷ع				
۱۶۳	سلطان غیاث الدین تغلقشاه ثانی	شاهزاده فتح خان	ترک	•	۷۹۰ھ سنه ۱۳۸۸ع	فیروز اباد	دهلی	۵ ماه ۸ یوم	بست و یکم صفر ۷۹۱ھ سنه ۱۳۸۹ع
۱۶۴	ابوبکر شاه	ظفر خان بن فیروزشاه	ترک	•	صفر ۷۹۱ھ سنه ۱۳۸۸ع	فیروز اباد	دهلی	یکسال و ۶ ماه چند یوم	ستم ذیحجه ۷۹۲ھ سنه ۱۳۸۹ع

مدت عمر	مدفن	حالات
۰	تغلق آباد	الغخان اسکے بیٹے نے قریب افغانپور کی ایک محل بنایا تھا اوسمین بادشاہ کو کھانا کھلا رہا تھا کہ مکان گر پڑا اور بادشاہ دبکر مرگیا اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا
۰	تغلق آباد	سفر ٹھٹھہ مین بیمار ہوکر ٹھٹھہ سی چودہ کوس ورے دریاے سندھ کی کنارہ پر مرگیا
۹۱ سال	حوض خاص	احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نی دلی مین غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا کہ فیروز شاہ نی وہ اوٹھا دیا بعد چند مدت کی فیروز شاہ نی اپنی جیتی جی شاہزادہ فتح خانکو تخت پر بٹھایا اور سکہ اور خطبہ اوسکی نام پر کردیا اور جب وہ مرگیا تو محمد خان کو ناصرالدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا مگر امرا نی اوس سے مخالفت کی اور لڑکر کوہ سرمور کیطرف بھگا دیا اور تغلق شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اسی عرصہ مین فیروز شاہ مرگیا اور تغلق شاہ مستقل بادشاہ رہا
۰	۰	ملک رکن الدین وزیر نی اس بادشاہ کو مار ڈالا اور ابوبکر شاہ کو تخت پر بٹھایا
۰	۰	اس بادشاہ نی امراکو اپنی سی مخالف دیکھکر اور ناصرالدین محمد شاہ کی آنی کی خبر سنکر سیواتین چلا گیا اور ناصرالدین محمد شاہ دلی مین آکر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد لڑائی کی ابوبکر شاہ کو پکڑکر قلعہ میرٹھہ مین قید کیا کہ وہین مرگیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت قریب	سال وفات
۱۶۵	ناصرالدین محمد شاه	فیروز شاه	ترک	روز دوشنبه سوم جمادی الاول [illegible]	نوزدهم رمضان ۷۹۲ ه سنه ۱۳۸۹ ع	فیروز آباد	دہلی	۳ سال ۵ ماه چند یوم	هفدهم ربیع الاول ۷۹۶ ه سنه ۱۳۹۳ ع
۱۶۶	علاءالدین سکندر شاه	ناصرالدین محمد شاه	ترک	.	نوزدهم ربیع الاول ۷۹۶ ه سنه ۱۳۹۳ ع	فیروز آباد	دہلی	یکماه چند یوم	ربیع الثانی ۷۹۶ ه سنه ۱۳۹۳ ع
۱۶۷	ناصرالدین محمود شاه	ناصرالدین محمد شاه	ترک	.	جمادی الاول ۷۹۶ ه سنه ۱۳۹۳ ع	فیروز آباد	دہلی	۱۹ سال ۸ ماه چند یوم	ذیقعده ۸۱۵ ه سنه ۱۴۱۲ ع
	ناصرالدین نصرت شاه	شاهزاده فتح خان بن فیروز شاه			سنه ۷۹۷ ه سنه ۱۳۹۴ ع – سنه ۸۰۱ ه سنه ۱۳۹۸ ع	شهر فیروز آباد			
	اقبال خان عرف ملو	.	پٹھان	.	سنه ۸۰۰ ه سنه ۱۳۹۷ ع – سنه ۸۰۲ ه سنه ۱۳۹۹ ع	کوشک سیری			
	امیر تیمور	امیر طراغان	چغتائی	بست پنجم شعبان ۷۳۶ ه سنه [illegible] ع	جمادی الاول ۸۰۱ ه سنه ۱۳۹۸ ع	شهر فیروز آباد	سمرقند	۱۵ یوم	شب چهارشنبه هفدهم شعبان ۸۰۷ ه سنه ۱۴۰۵ ع
۱۶۸	دولت خان	.	لودی	.	محرم ۸۱۶ ه سنه ۱۴۱۳ ع	کوشک سیری	دہلی	یکسال دو ماه چند یوم	۸۱۷ هجری سنه ۱۴۱۴ عیسوی
۱۶۹	خضر خان	ملک سلیمان	سید	.	پانزدهم ربیع الاول ۸۱۷ ه سنه ۱۴۱۴ ع	کوشک سیری	دہلی	۷ سال و دو ماه دو یوم	هفدهم جمادی الاول [illegible] ه سنه ۱۴۲۱ ع

مدت عمر	مدفن	حالات
۴ سال	حوض خاص	بیمار ہوکر جالیسر مین مرگیا ہمایون خان سکندر اسکا بیٹا بادشاہ ہوا
۰	حوض خاص	بیمار ہوکر مرگیا بعد اسکے پندرہ روز تک امرا مین کچہکوربی کرکے کسکو بادشاہ کرین اخر محمود شاہکو تخت پر بٹھایا
	۰	اس بادشاہ کی سلطنت مین نہایت تزلزل رہا سعادتخان نی نصرت شاہکو فیروزابادمین تخت پر بٹھادیا تہا اور پہر اقبال خان فیروزاباد پر قابض ہوگیا اور کبھی یہہ بادشاہ بہاگ گیا اور کبھی پہر اکیا اور اسی سیانمین امیر تیمور بہی دلیمین آیا آخر کو یہہ بادشاہ بیمار ہوکر کیتہل سی مراجعت کرتی وقت مرگیا امرانے دولت خانکو بادشاہ کیا
۱۷ سال ۱۱ ماہ ۴ یوم	سمرقند	
۰	۰	خضرخان نی دلی پر فوج کشی کی اور دولت خان کوشک سیری مین محصور رہا اخر کار خضرخان کی پاس چلا آیا اور لوگونے فیروزآباد مین قید کیا اور وہین مرگیا
۰	دہلی	اٹاوہ مین بیمار ہوکر دلیمین آیا اور مرگیا اوزاوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سنہ جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت قمری	سال وفات
۱۷۰	معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ	خضر خان	سید	۰	بعد نہم جمادی الاول سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ع	کوشک سیری	دہلی	۱۳ سال یکماہ و چند یوم	نہم رجب سنہ ۸۳۷ھ سنہ ۱۴۳۳ع
۱۷۱	سلطان محمد شاہ	فرید خان بن خضر خان	سید	۰	نہم رجب سنہ ۸۳۷ھ سنہ ۱۴۳۳ع	کوشک سیری	دہلی	۱۲ سال و چند ماہ	سنہ ۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ع
۱۷۲	سلطان علاء الدین عالمشاہ	محمد شاہ	سید	۰	سنہ ۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ع	کوشک سیری	دہلی	۶ سال و چند ماہ	سنہ ۸۸۳ھ سنہ ۱۴۷۸ع
۱۷۳	سلطان بہلول لودی	ملک کالا	لودی	۰	ہفدہم ربیع الاول سنہ ۸۵۵ھ سنہ ۱۴۵۱ع	کوشک سیری	دہلی	۳۸ سال ۸ ماہ ۷ یوم	سنہ ۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۸ع
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	لودی	۰	سنہ ۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۹ع	قصبہ جلالی	دہلی بعدہ اکرہ	۲۸ سال و یکماہ	روز یکشنبہ ہفتم ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ھ سنہ ۱۵۱۷ع
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	لودی	۰	ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ھ سنہ ۱۵۱۷ع	آگرہ	آگرہ	۸ سال و چند ماہ	ہشتم رجب سنہ ۹۳۲ھ سنہ ۱۵۲۵ع
۱۷۶	ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	عمر شیخ میرزا	چغتائی	سنہ ۸۸۸ سنہ ۱۴۸۳ع	رجب سنہ ۹۳۲ھ سنہ ۱۵۲۵ع	دہلی	آگرہ	۴ سال ۱۰ ماہ و چند یوم	روز دوشنبہ ششم جمادی الاول سنہ ۹۳۷ سنہ ۱۵۳۰ع
۱۷۷	نصیر الدین ہمایون بادشاہ بار اول	بابر بادشاہ	چغتائی	ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ سنہ ۱۵۰۷ع	جمادی الاول سنہ ۹۳۷ھ سنہ ۱۵۳۰ع	آگرہ	آگرہ بعدہ دہلی	۱۱ سال یکماہ و چند یوم	یازدہم ربیع الاول سنہ ۹۶۳ سنہ ۱۵۵۵ع

مدت عمر	مدفن	حالات
٠	دہلی مبارکپور کوٹلہ	قلعہ مبارک آباد مین جو اس بادشاہ نے دریا کی کنارہ پر بنایا تہا میران صدر اور قاضی عبد الصمد نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور سرور الملک وزیر کو خبر کی اوس نے صلاح کرکر محمد شاہ کو تخت پر بیٹہایا
٠	دہلی متصل مقبرہ صفدر جنگ در سواد موضع خیر پور	بیمار ہو کر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا
٠	٠	بادشاہ بداؤن مین جا پڑا اور ملک بہلول لودی دہلی پر قابض ہو کر تخت پر بیٹہا
٠	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی	بیمار ہو کر مر گیا اور خانخانان نے اوسکی بیٹے کو تخت پر بیٹہایا
٠	دہلی	اس بادشاہ کی عہد مین ہندوون نے فارسی لکہنا اور پڑہنا شروع کیا اس سے پہلی کوئی نہ پڑہتا تہا آخر کو بیمار ہو کر مر گیا
٠	پانی پت	پانی پت کے میدان مین بابر بادشاہ کی لڑائی مین مارا گیا اور مغلون کے خاندان مین بادشاہت چلی گئی
۴۹ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہو کر مر گیا
۴۹ سال سہ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر شاہ کی لڑائی مین شکست ہوئی اور بادشاہ ایران چلا گیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت قمری	سال وفات
۱۷۸	فرید خان الملقب به شیر شاه	حسن	سور پٹھان	رجب ۸۷۷ سنہ ھ سنہ ۱۴۷۲ ع	۲۷ ... ۹۴۷ سنہ ھ سنہ ۱۵۴۰ ع	آگرہ	دہلی	۵ سال ۲ ماہ ۱۵ یوم	دوازدہم ربیع الاول ۹۵۲ سنہ ھ سنہ ۱۵۴۵ ع
۱۷۹	جلال خان الملقب به اسلام شاه	شیر شاه	سور پٹھان	صفر ۹۰۲ سنہ ھ سنہ ۱۴۹۶ ع	یازدہم ربیع الاول ۹۵۲ سنہ ھ سنہ ۱۵۴۵ ع	قلعہ کالنجر	دہلی	۸ سال دو ماہ ۱۰ یوم	بست و پنجم جمادی الاول ۹۶۰ سنہ ھ سنہ ۱۵۵۲ ع
۱۸۰	فیروز شاه	اسلام شاه	سور پٹھان	ربیع الثانی ۹۴۸ سنہ ھ سنہ ۱۵۴۱ ع	بست و ششم جمادی الاول ۹۶۰ سنہ ھ سنہ ۱۵۵۲ ع	دہلی	دہلی	۳ یوم	بست و نہم جمادی الاول ۹۶۰ سنہ ہجری سنہ ۱۵۵۲ ع
۱۸۱	مبارز خان الملقب به محمد عادل شاه	نظام خان	سور پٹھان	شعبان ۹۱۱ سنہ ھ سنہ ۱۵۰۵ ع	بست و نہم جمادی الاول ۹۶۰ سنہ ھ سنہ ۱۵۵۲ ع	دہلی	دہلی	یکسال ۱۱ ماہ ۷ یوم	•
۱۸۲	سلطان ابراہیم	•	سور پٹھان	۹۰۳ سنہ ھ سنہ ۱۴۹۷ ع	ششم جمادی الاول ۹۶۲ سنہ ھ سنہ ۱۵۵۴ ع	دہلی	دہلی	دو ماہ ۳ یوم	۹۷۰ سنہ ہجری سنہ ۱۵۶۲ عیسوی
۱۸۳	احمد خان الملقب به سکندر شاه	حسین خان	سور پٹھان	ربیع الاول ۹۱۱ سنہ ھ سنہ ۱۵۰۵ ع	نہم رجب ۹۶۲ سنہ ھ سنہ ۱۵۵۴ ع	فرح	دہلی	دو ماہ	•
۱۸۴	نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ مرتبہ دویم	بابر بادشاه	چغتائی	شب سہ شنبہ چہاردہم ذیقعدہ ۹۱۳ سنہ ھ سنہ ۱۵۰۸ ع	رمضان ۹۶۲ سنہ ھ سنہ ۱۵۵۴ ع	دہلی	دہلی	۶ ماہ چند یوم	یازدہم ربیع الاول ۹۶۳ سنہ ھ سنہ ۱۵۵۶ ع

[illegible]	مدفن	حالات
۶۲ سال ۸ ماہ چند یوم	سہسرام	کالنجر کے قلعہ کی لڑائی مین باروت سے جلکر مر گیا
۵۸ سال ۳ ماہ چند یوم	•	بیمار ہو کر مر گیا اور فیروز خان تخت پر بیٹھا
۱۲ سال چند یوم	•	مبارز خان اسکے ماموں نے مار ڈالا اور آپ تخت پر بیٹھا
•	•	ابراہیم خان بنی عم شیر شاہ سے شکست پائی
۲۱ سال	•	احمد خان بنی عم شیر شاہ سے لڑکر شکست پائی
•	•	ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بنگالہ کیطرف بھاگ گیا
۴۹ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم	دہلی بمقبرہ ہمایون	شیر منڈل واقع قلعہ کہنہ میں سے اوترتے وقت گر پڑا اور کئی دن بعد انتقال کیا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۸۵	ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	چغتائی	شب یکشنبہ پنجم رجب ۹۴۹ھ سنہ ۱۵۴۲ء	دویم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ سنہ ۱۵۵۵ء	کلانور	آگرہ	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	چہارشنبہ سیزدہم جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ء
۱۸۶	ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ	اکبر بادشاہ	چغتائی	روز چہارشنبہ ہفدہم ربیع الاول ۹۷۷ھ سنہ ۱۵۶۹ء	روز پنجشنبہ چہاردہم ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ء	آگرہ	آگرہ	۲۱ سال ۸ ماہ ۱۳ یوم	بست و ہفتم صفر سنہ ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ء
۱۸۷	میرزا ابلاقی المخاطب سلطان داور بخش	شاہزادہ سلطان خسرو بن جہانگیر	چغتائی	ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۰ھ سنہ ۱۶۰۱ء	ربیع الاول سنہ ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ء	راجوری	آگرہ	دو ماہ چند یوم	سنہ ۱۰۳۷ ہجری سنہ ۱۶۲۷ عیسوی
۱۸۸	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ	جہانگیر بادشاہ	چغتائی	شب پنجشنبہ یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ھ سنہ ۱۵۹۲ء	روز یکشنبہ بست و دوم جمادی الاول ۱۰۳۷ھ سنہ ۱۶۲۸ء	لاہور	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	۳۲ سال چند ماہ	شب دوشنبہ بست و ششم رجب سنہ ۱۰۷۶ھ سنہ ۱۶۶۵ء
۱۸۹	ابو المظفر محی الدین اورنگزیب عالمگیر	شاہجہان	چغتائی	شب یکشنبہ یازدہم ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ سنہ ۱۶۱۹ء	روز جمعہ یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ سنہ ۱۶۵۷ء	متصل اکبرآباد	دہلی	۵۰ سال ۲۷ یوم	روز جمعہ بست و ہشتم ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ سنہ ۱۷۰۶ء
۱۹۰	محمد معظم الملقب شاہ عالم بہادر شاہ	اورنگزیب عالمگیر	چغتائی	سلخ رجب سنہ ۱۰۵۳ھ سنہ ۱۶۴۳ء	غرہ ذیحجہ ۱۱۱۹ھ سنہ ۱۷۰۷ء	لاہور	دہلی	۵ سال یکماہ ۱۲ یوم	بست و یکم محرم سنہ ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ء
	محمد اعظم شاہ	عالمگیر			۱۹ سنہ ۱۱۱۹ ہجری سنہ ۱۷۰۷ء	احمدنگر			۱۸ سنہ ۱۱۱۹ ہجری سنہ ۱۷۰۷ عیسوی

حالات	مدفن	مدت
بیمار ہوکر مرگیا	اکبرآباد بمقام بہشت آباد معروف بہ سکندرہ	۶۳ سال ۱۱ ماہ ۹ یوم
بیمار ہوکر مرگیا امرائے بنظر مصلحت داور بخش کو بادشاہ کردیا اور خفیتاً شاہجہانکو بلالیا	لاہور	۵۸ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم
جبکہ شاہجہان لاہور مین پہونچا آصفخان نے اس بیچارہ کو مار ڈالا اور شاہجہان کو تخت پر بیٹھایا	•	۲۶ سال
عالمگیر نے قید کرکر خود تخت پر بیٹھا اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیر مین انتقال کیا۔	آگرہ تاج گنج	۷۶ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم
بیمار ہوکر مرگیا محمد معظم منعم خانکی سعی سے دلی کی تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائیونسے لڑکر فتحیاب ہوا	اورنگ آباد	۹۰ سال ۱۷ یوم
بمقام موضع جاجو مضافات صوبہ اکبرآباد اپنے بھائی سے لڑکر فتح پائی اخر کو آپ بھی بیمار ہوکر مرگیا اور اسکے بیٹوں مین بادشاہت پر لڑائی ہوئی اور معزالدین جہاندار شاہ سب پر غالب ہوا	دہلی قطب صاحب / مقبرہ ہمایون	۷ سال ۹ ماہ

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس سریر	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	[illegible]
۱۹۱	معزالدین جہاندار شاہ	شاہ عالم بہادر شاہ	چغتائی	دہم رمضان سنہ ۱۰۷۱ھ سنہ ۱۶۶۱ء	۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ء	شاہجہان آباد و لاہور بعد فتح لاہور	دہلی	۱۱ ماہ ۵ یوم	روز جمعہ ہشتم محرم سنہ ۱۱۲۵ھ سنہ ۱۷۱۳ء
	عظیم الشان					بنگالہ			
	رفیع الشان					شاہجہان آباد			
	خجستہ اختر جہانشاہ					شاہجہان آباد			
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	روز پنجشنبہ ہجدہم رجب سنہ ۱۰۹۵ھ سنہ ۱۶۸۲ء	سنہ ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ء و جلوس ثانی سنہ ۱۱۲۵ھ سنہ ۱۷۱۳ء	اکرہ بعدہ شاہجہان آباد	دہلی	۶ سال ۲ ماہ ۵ یوم	ہشتم ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ء
۱۹۳	محمد ابوالبرکات سلطان رفیع الدرجات	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	پنجم جمادی الثانی سنہ ۱۱۰۷ھ	نہم ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ء	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۱۱ یوم	روز شنبہ بستم رجب سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ء
۱۹۴	شمس الدین رفیع الدولہ شاہجہان بادشاہ ثانی	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	پنجم صفر [illegible]	بستم رجب سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۹ء	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۲۸ یوم	ہفدہم ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۹ء
	سلطان نیکو سیر					اکرہ			
۱۹۵	روشن اختر ابوالفتح محمد شاہ بادشاہ	خجستہ اختر جہانشاہ بن بہادر شاہ	چغتائی	بست و سوم ربیع الاول سنہ ۱۱۱۴ھ سنہ ۱۷۰۲ء	سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ عیسوی	شاہجہان آباد	دہلی	۲۹ سال ۸ ماہ	بست و نہم ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ سنہ ۱۷۴۸ء
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان بن بہادر شاہ			سنہ ۱۱۳۲ھ سنہ ۱۷۱۹ء				
	نادر شاہ				سنہ ۱۱۵۱ھ سنہ ۱۷۳۹ء				
۱۹۶	مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر بادشاہ	محمد شاہ	چغتائی	روز سہ شنبہ بست و ہفتم ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۸ھ سنہ ۱۷۲۵ء	دوم جمادی الاول سنہ ۱۱۶۱ھ سنہ ۱۷۴۸ء	پانی پت	دہلی	۶ سال ۳ ماہ ۸ یوم	بست و ہفتم شوال سنہ ۱۱۸۸ھ سنہ ۱۷۷۴ء

حالات	مدفن	مدت عمر
فسعرخ سیر سے لڑکر پکڑا گیا اور قلعہ دہلی مین مارا گیا	دہلی پیش چبوترہ مقبرہ ہمایون	۵۲ سال ۳ ماہ ۲۸ یوم
عبداللہ خان اور حسین علیخان نے زہر دیکر مار ڈالا	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	۳۰ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم
بیمار ہوکر مرگیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نی رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا اور اکبرآباد مین ہزارے متر سین نے نیکوسیر کو تخت پر بٹھا دیا مگر نیکوسیر پکڑا گیا	دہلی مقبرہ ہمایون	۲۰ سال یکماہ ۱۳ یوم
بیمار سے مرگیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نی محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا لیکن جب حسین علیخان کو بادشاہ نی مروا ڈالا تو عبداللہ خان نی سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھا دیا مگر وہ مغلوب ہوا	دہلی مقبرہ ہمایون	۱۸ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم
بیمار ہوکر مرگیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	۴۷ سال یکماہ یکیوم
عماد الملک نی پکڑ اور اندھا کرکر قید کر دیا کہ بعد چند مدت کی بیماری سے مرگیا	دہلی مقبرہ ہمایون	۵۴ سال ۶ ماہ

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۹۷	عزیز الدین عالمگیر ثانی	معز الدین جهاندار شاه	چغتائی	سنه ۱۰۹۹ سنه ۱۶۸۷ء	روز سه شنبه دهم شعبان سنه ۱۱۶۷ و سنه ۱۷۵۳ء	شاهجهان آباد	دهلی	۵ سال ۷ ماه ۹ یوم	روز پنجشنبه ربیع الثانی سنه ۱۱۷۳ و سنه ۱۷۵۹ء
	احمد شاه درانی			•	سنه ۱۱۷۰ و سنه ۱۷۵۶ء				
۱۹۸	ابو المظفر جلال الدین سلطان علی گوهر شاه عالم ثانی	عالمگیر ثانی	چغتائی	هشتم ... سنه [illegible]	چهاردهم جمادی الاول سنه ۱۱۷۳ و سنه ۱۷۵۹ء	عظیم آباد پتنه	دهلی	۴۵ سال	هفتم رمضان سنه ۱۲۲۱ سنه ۱۸۰۶ء
	محی الملة شاهجهان ثانی	محی السنه بن کام بخش بن عالمگیر ثانی							
	احمد شاه درانی				سنه ۱۱۷۳ سنه ۱۷۶۰ء				
	بیدار بخت	احمد شاه			سنه ۱۲۰۲ و سنه ۱۷۸۸ء				
	شاه جارج سیوم	فردرک شاهزاده ویلز بن شاه جارج دوم	جرمن	سنه ۱۷۳۸ء	فتح دهلی یازدهم ستمبر سنه ۱۸۰۳ء		لندن	۱۷ سال	۲۹ سنه ۱۸۲۰ء سنه ۱۲۳۶ هجری
۱۹۹	ابو النصر معین الدین اکبر شاه	شاه عالم	چغتائی	... سنه [illegible]	روز ... هفتم رمضان سنه ۱۲۲۱ سنه ۱۸۰۶ء	شاهجهان آباد	قلعه شاهجهان آباد	۳۱ سال ۹ ماه ۲۱ یوم	جمعه ... جمادی الثانی سنه ۱۲۵۳ه سنه ۱۸۳۷ء
۲۰۰	شاه جارج چهارم	جارج سیوم	جرمن	سنه ۱۷۶۲ء	۲۹ سنه ۱۸۲۰ء سنه ۱۲۳۶ه	لندن	لندن	۱۰ سال ۵ ماه ۹ یوم	۳۰ سنه ۱۸۳۰ء سنه ۱۲۴۶ه
۲۰۱	شاه ولیم چهارم	جارج سیوم	جرمن	سنه ۱۷۶۵ء	۳۰ سنه ۱۸۳۰ء سنه ۱۲۴۶ه	لندن	لندن	۶ سال ۱۱ ماه ۲۲ یوم	۲۷ سنه ۱۸۳۷ء سنه ۱۲۵۳ه
	ابو المظفر سراج الدین محمد بهادر شاه بادشاه	اکبر شاه	چغتائی	سنه ۱۱۸۹ه سنه ۱۷۷۵ء	سنه ۱۲۵۳ه سنه ۱۸۳۷ء	قلعه شاهجهان آباد	•	•	•
۲۰۲	ملکه وکتوریه	ڈیوک آف کنت بن جارج سیوم	جرمن	سنه ۱۸۱۹ء سنه ۱۲۳۵ه	۲۰ سنه ۱۸۳۷ء سنه ۱۲۵۳ه	لندن	لندن	•	•

مدت	مدفن	حالات
۲۳ سال چند ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون	عماد الملک کے کہنے سے قاسم پاش خان اور مہدی قلیخان نے مار ڈالا اور محی الملۃ کو تخت پر بٹھایا اور شاہ عالم نے بنگالہ میں تخت پر جلوس کیا مگر سلطنت شاہ عالم کی قایم رہے
۸ سال ۹ ماہ ۲ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا کہ بعد مار جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہو گیا آخر کار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دہلی کو فتح کیا اور سرکار انگریزی کی عملداری ہو گئی تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا
۸۱ سال	قلعہ ونزرا	اگرچہ لندن کی بادشاہی کی حکومت اور سلطنت سوا کئی الانمبور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت و چتر اور قلعہ شاہجہان آباد کی حکومت قایم رہے
۷۹ سال ۱۱ ماہ ۱۲ یوم	دہلی قطب صاحب	
۶۹ سال	قلعہ ونزرا	
۴۲ سال	قلعہ بزرا	جو کہ شاہ ولیم چہارم کی کوئی وارث سکوخہ مسیح نہ تھا اسواسطے حسب دستور تخت نشینی ملکہ وکٹوریہ کہ قرابت قریبہ بادشاہی رکھتی تھیں تخت پر بیٹھیں

فہرست دوسری باب کی

نمبر	نام قصبہ و شہر کا	نام بانی کا	سال بنا — ہجری	سال بنا — عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۵	خضر آباد	خضر خان	سنہ ۸۲۱	سنہ ۱۴۱۹		۴۵
۱۶	مبارک آباد	قطب الدین مبارک شاہ	سنہ ۸۳۶	سنہ ۱۴۳۳	قمو قطسا باد بھی شاید اسی قلعہ کا نام تھا	۴۶
۱۷	دلی شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱	اس شہر کا کابلی دروازہ اب جیلخانہ کی پاس موجود ہے	۴۷
۱۸	سلیم گڑھ یا نور گڑھ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۳	سنہ ۱۵۴۶	نورالدین جہانگیر کے وقت مین پل اسکی سامنی بنا اور اوسی وقت سی نورگڑھ اسکا نام ہوا	۴۷
۱۹	قلعہ شاہجہان	شاہجہان بادشاہ	سنہ ۱۰۴۹	سنہ ۱۶۳۹	اس قلعہ کی بانی میں لحمد؟ علی المصوص ؟ لعین بھی شریک تھے قلعہ میں شاہجہاں کی بنائی ہوئی یہ مکانات ابھی موجود ہیں دلی دروازہ — لاہوری دروازہ مع چھتہ — نقارخانہ یا نوبتخانہ دیوان عام مع تخت سنگین و تصویر پچکاری سنگین از فرش کلاونت موافق مرقع رفیل مصور — خاص محل — امتیاز محل یا رنگ محل ثمن برج — اسد برج — شاہ محل یا دیوان خاص حمام — موتی محل — باغ حیات بخش مع ساون بھادون شاہ برج — مہتاب باغ	۴۸
	شہر شاہجہان آباد مع محلوں بازاروں و فصیل شہر	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۸	سنہ ۱۶۴۸	اسی قلعہ کا یہ شہر جو ابتک آباد ہے اور خدا کری کہ ہمیشہ اباد رہے	۰

مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی باہتمام شیخ مظہر علی

سنہ ۱۲ ہجری و سنہ ۱۸۵۲ عیسوی

دوسرا باب

دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونیکے بیان مین

بنا و نقش عمارات شہریاران مین * کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہ نسبت و شکست
یونانی حکیمون نے تمام روی زمین کے سات ٹکڑے کیے ہین اور
ہر ایک ٹکڑیکا نام اقلیم رکھا ہے ہر ایک اقلیم خط استوا کی جانب سے
شروع ہوتی ہے اور قطب شمالی کی جانب منتہی اِس یونانی حساب بموجب — آئین اکبری
دلی تیسری اقلیم مین ہے طول اسکا جزایر خالدات سے ایکسو چودہ درجہ
اور اڑتیس دقیقہ ہے اور عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجہ اور پندرہ دقیقہ
اور بڑے سے بڑا دن یہان تیرہ گھنٹہ اور پچاس منٹ کا ہوتا ہے ‫.‬
انگریزی ہیئت جدید مین تمام روی زمین کے چار ٹکڑے کیے ہین اس حساب — جغرافیہ

بموجب

موجب دلی شہر مین واقع ہے جسمین ہندوستان ہے اور ہندوستانکے
تین ٹکڑے ہین ان مین سے متوسط ہندوستان یا خاص ہندوستان مین ہے
طول اسکا انگریزی حساب پر جو دار السلطنت لندن سے گنا ہے
پہلے حساب سے نہین درجہ کم ہے اسکے سوا اور کسی حساب مین فرق نہین
یہہ شہر بہت پرانا ہے اگرچہ یہانکے راجہ کبھی ملوک فارس کے اور کبھی
کماون اور کبھی قنوج اور کبھی دکھن کے راجاؤن کے تابعدار رہے اور کبھی
خود بھی بغیر کسیکی تابعداری کے حکومت کی الا جب سے یہہ شہر آباد ہوا
راجاؤنکی دار الحکومت اور بادشاہون کی دار السلطنت سے خالی نہین رہا
صرف اتنہ زمانے ایسے گذرے ہین کہ اون دنون یہان دار السلطنت
تھانیسار نہین رہی ایک تو وہ زمانہ ہے کہ جب راجہ جدشٹر نے راجہ جرجودہن پر فتح پائی
اور یہانسے اوٹھکر ہستناپور مین راج کیا اور ساتھ پشت تک وہین
بھاگوت راج رہا جب نمی عرف راجہ دشت ون راجہ ہوا اوسکے زمانہ مین گنگا
ایسے زور سے چڑہی کہ سارا شہر ہستناپور کا بہ گیا تب اوس راجانے
خلاصۃ التواریخ پہلے کوشنگی ندی کے کنارے دکھن کے ملک مین شہر آباد کرنا شروع کیا
و راجاولی اور آخر کو پھر یہان چلا آیا اور اسی مقام کو دار الحکومت رکھا دوسرا
وہ زمانہ ہے کہ جب راجہ بکرماجیت والی اوجین نے راجہ بھگوت گوپی پر
فتح پائی اور اس شہر کو چھین لیا اور دار الحکومت اوجین ہی کو رکھا اور

اس شہر مین اوسکی طرف سی صوبہ دار رہتا تھا اوسکے بعد جو کیونکی
حکومت مین ہمیشہ شہر دار الحکومت ہوگیا تیسرا زمانہ وہ ہے کہ جب
راے پتھورا نے اجمیر کا قلعہ بنایا اور وہان دار الحکومت ٹھہرایا اور
دلی مین کھانڈے راو اپنے بھائی کو صوبہ دار چھوڑا چوتھا زمانہ وہ ہے
کہ ۵۸۹ ہجری مطابق ۱۱۹۳ع کے سلطان شہاب الدین نے فتح کے بعد
غزنین کو مراجعت کی اور قطب الدین ایبک سپہ سالار کو دلی کا صوبہ دار کرکر چھوڑا
پانچوان وہ زمانہ ہے کہ جب ۷۲۷ ہجری مطابق ۱۳۲۶ع سلطان محمد تغلق شاہ کو
یہہ خیال آیا کہ دار السلطنت ایسے مقام کو قرار دینا چاہیے جو تمام ممالک
محروسہ کے بیچ مین ہو تو اوسنے دلی کو چھوڑ کر دیوگیر مین دار السلطنت کیا
اور دولت آباد اوسکا نام رکھا اور جو کہ یہہ بادشاہ نہایت سفاک اور ظالم تھا
اس سبب سے دفعتہ دلی کے رہنے والون کو حکم دیا کہ سب کے سب دلی سے
اوٹھہ کر دولت آباد مین جا رہین اور ایسا سخت حکم تھا کہ کوئی شخص دلی مین رہنے نہ پایا
لاچار سب لوگ دلی کو چھوڑ کر چلے گئے اور دلی کا یہہ حال ہوگیا کہ در حقیقت
دلی مین ایک آدمی نام کو بھی نہ رہا تھا یکایک دلی ویران ہوگئی جنگل کے جانور
دزات دلی مین رہنے لگے جو کہ دیوگیر یعنی دولت آباد مغلون کی سرحد سے
بہت دور جا پڑا تھا اسواسطے بادشاہ نے ۷۴۲ ہجری مطابق ۱۳۴۱ع کے
پھر دلی مین مراجعت کی اور سبکو حکم دیا کہ جسکا دل چاہے دلی مین جا کر بسے

تاریخ المآثر — تاریخ فرشتہ

اور

اور سکا دل چاہے یہان سے تب یہہ دلی آباد ہوئی یہہ حادثہ جو دلی پر ہوا
بہت یادگار ہے اور شاید ہے کہ اور کوئی ایسا آباد شہر اس طرح پر دفعۃ
نہ ویران ہوا ہوگا چھٹا وہ زمانہ ہے کہ جب سلطان سکندر شاہ لودی نے گوالیار لینے کا
ارادہ کیا تو دلی کو چھوڑ کر آگرہ کو دار السلطنت کیا اور اوس زمانہ مین اکبرآباد مین
پہلے سے ایک قلعہ نہایت مضبوط تہا اوس قلعہ کو توڑ کر جلال الدین
اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا ہے اور سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بہی وہین
پایۂ تخت رکہا یہان تک کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے جب سلطان ابراہیم
لودہی پر فتح پائی تو اوس زمانہ مین اونکا تختگاہ دار الخلافۃ آگرہ تہا بعد اوسکے
ہمایون بادشاہ نے اول آگرہ اور آخر کار اس مقام کو تخت گاہ ٹہرایا ساتوان
وہ زمانہ ہے کہ جب جلال الدین اکبر شاہ نے آگرہ مین قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا
اور اکبرآباد کو دار الخلافۃ ٹہرایا اور یہان صوبہ دار مقرر رکہا جہانگیر کے وقت تک
یہی حال رہا آخر کو شاہجہان بادشاہ نے پہر اسی مقام پر دار الخلافۃ ٹہرایا تہا آٹہوان یہہ
اب حال کا زمانہ ہے کہ جب شاہ جمجاہ جارج سیوم کے عہد مین ستمبر سنہ ۱۸۰۳ع مین
جنرل لیک سپہ سالار بہادر نے دلی پر فتح پائی درحقیقت یہان کا دار الخلافۃ
منقطع ہو گیا اور دار السلطنت لندن سے مل گیا ہندوون کے وقت مین بہی
یہہ شہر بہت پرانا تہا اور مسلمانون کے وقت مین بہی ہمیشہ نہایت آباد رہا
جس جگہہ کہ اب دلی شہر شاہجہان کا بسایا ہوا آباد ہے اسکے جنوب کو چودہ میل تک

توزک جہانگیری [1]

اکبر نامہ [1]

پرانے قلعہ اور پرانے شہر اور پرانی عمارتیں موجود ہیں جنکے دیکھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ اکثر راجاؤں اور بادشاہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں اپنا
نام رہنے کو نئے نئے قلعہ بنائے اور جدا جدا شہر آباد کرنے شروع کئے
کہ کچھ اونمیں سے آباد ہوئے اور کچھ ناتمام رہ گئے اور بسنے کے سوا اور ان
اور دواروں نے بھی اپنے لئے سرگاہ اور مقبرہ بنائے کہ اکثر اونمیں سے اب تک
موجود ہیں اسواسطے ہم اہتمام سے پہلے مختصر حال قلعوں کے بننے اور شہروں کی آبادی کا
بہ ترتیب تاریخ لکھتے ہیں

اندرپت

نمبر ۱

پہلی اندرپرست وہی ہے ان کا نام تھا جو پرانے قلعہ اور دہلی کے خونی دروازے کے
درمیان میں ہی ہندوون کی اعتقاد میں اندر نام ہی اکاس کی راجہ کا جو ہندو — یوہی اندرپرست نام
مذہب میں ایک مقرری اجہی اور پرست کہتے ہیں دونو باتوں کی ملی ہوئے
لیونکو ہندوونکی اعتقاد میں یہہ بات ہی کہ یہان راجہ اندر نی کسی فرخسی زمانہ میں دونو
ہاتھہ بہر کر موتیوں کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہہ کو اندرپرست کہتے ہیں
کثرت استعمال سی ی اور سین حذف ہوگیا اور اندرپت مشہور ہوگیا مگر
میری سمجھہ میں یہہ معنی تو ایسی ہی ہیں جیسی اور ہندوون کی کہانیان صحیح بات
یہہ معلوم ہوتی ہے کہ پت کی معنی صاحب اور مالک اور حاکم کی ہیں
جب یہہ شہر آباد ہوا تو آباد کرنے والے نے نیک فال سمجھہ کر اندرپت نام رکھا
ہی۔

یعنی اس شہر کا مالک حاکم اور یہی جو اکا را بشت کا راجہ ہی پہلی زمانہ مین یہان تھے — مہابہارت و خلاصۃ التواریخ
راجاؤں کی تختگاہ ہستنا پور تہا جو گنگا کی کنارے دلی سی تخمینا سو میل دور ہی
جب راجہ جدہشٹر اور راجہ درجودہن مین کار ہوا تو راجہ جدہشٹر نی یہہ شہر
آباد کیا ہندی کتاب موجب جہگڑا دوار جنگ کی آخر و کلجگ کی ابتدا یعنی
تین ہزار ایک سو ایس [۳۱۲۱] سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا مگر یہہ زمانہ صحیح
نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہہ مدت طوفان سی بہی پہلی کی ہی صحیح حسابات مین
تحقیق ہوا ہی کہ واقعہ مہابہارت اور راجہ جدہشٹر کی مسند نشینی اٹہارہ
سو پچاس سال تخمینا قبل حضرت مسیح ہوئی پس اس شہر کی آباد ہونیکا یہی
صحیح زمانہ ہی اگرچہ اب اس شہر کا نشان نہین رہا لیکن شہر شاہجہان آباد کی
جنوب کی طرف دلی دروازہ کی باہر جو زمین ہی اندرپت کی زمین کہلاتی ہی
مگر خاص اندرپت کی آبادی اب نہین رہی ساری زمین مین زراعت ہوتی ہی
اور وہان کی زمیندار پرانی قلعہ مین بستی ہین اور یہہ سب سی پہلا شہر ہی جو یہان
آباد ہوا اسکی بعد پہر اور آبادیان اسکی آس پاس ہوتی رہین

دہلی

نمبر ۲

حضرت دہلی کنف عدل و داد جنت عدن است کہ آباد باد

اسباب مین بڑا اختلاف ہی کہ اندرپت کا نام کبہی دلی ہوگیا بابت مشہور ہی
کہ راجہ دلیپ نی جو سورج بنسیون اور چندر بنسیون کا ایک راجہ ہے — مرآت آفتاب نما

اپنی نام پر دلی آباد کی لیکن یہہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی اسلئے کہ ہندوؤں کی
اگلی پوتہیوں مین باوجودیکہ راجہ دلیپ کا ذکر ہی مگر کہیں دلی کا نام نہیں بلکہ
جہان لکہا ہی اندرپت ہی کرکر لکہا ہی اور بعضی تاریخوں مین لکہا ہی کہ سنہ ہجری کے — تاریخ فرشتہ
مطابق ۹۱۹ سنہ عیسوی کی تنوروں کی خاندان مین سی انک پال راجہ نی شہر اندرپت کی — زینت القلوب
برابر دہلی شہر بسایا اور چونکہ وہانکی زمین نرم تہی اور ہندی مین دہلی نرم زمین کو
کہتی ہین جہان میخ نہ تہم سکی اس سبب سی وہ بستی دہلی کرکر مشہور ہوگئی ایک مدت تک
تنوروں کی خاندان مین حکومت تہی اور اس سبب سی دلی نام پڑ جانا قرین
قیاس ہی اسواسطی یہہ بات بہی قابل اعتماد کی نہین مشہور بات جو صحیح ہی معلوم
ہوتی ہی یہہ ہی کہ راجہ دہلو قنوج کی راجہ نی اس سبب سی کہ دلی کی راجہ اکثر — مرآت آفتاب نما
قنوجکی تابع رہی ہین اندرپت مین اپنی نام پر شہر بسایا جب سی اس شہر کا نام
دہلی مشہور ہوا بلکہ اصلی نام دہلی کا دہلو ہی چنانچہ امیر خسرو نی جلال الدین فیروز شاہ کو — جواہر الحروف
خطاب کرکر دہلو کا لفظ ایک شعر مین باندہا ہی شعر بانگ اسپ بخش با آخور
بغرما بار گیر با بفرمان دہ کہ گردون شنیم و دہلو روم * راجہ دہلو راجہ پور
یعنی فور راجہ کمایوں کی ہم عصر تہا اور اوسیکی لڑائی مین مارا گیا اور قنوج تک
راجہ فور کا عمل ہوگیا اوسکی بعد اسکندر بادشاہ ماسیدن یعنی مقدونیہ نی — لب التواریخ
راجہ فور پر ستلج کی کنارہ فتح پائی اور گنگا کی کنارہ تک یعنی قنوج تک
عمل کرلیا یہہ واقعہ تین سو اٹہائیس ۳۲۸ برس قبل حضرت مسیح ہوا کہ تخمیناً یہی زمانہ

دلی

دہلی شہر بسنی کا خیال ہو سکتا ہی

نمبر ۳ پرانا قلعہ

یہہ پرانا قلعہ جو شہر شاہجہان آباد کی جنوب کو مایل بشرق دہلی دروازہ کی
باہر دو میل کی فاصلہ پر واقع ہی وہی قلعہ ہی جسکو راجہ انکپال تونور نی اپنی (آئین اکبری جلد [illegible] مفتاح التواریخ)
عہد حکومت مین بنایا اور بعضی تاریخ کی کتابون مین مسلمان بادشاہون کی عملمین
اسی قلعہ کو قلعہ اندرپت لکہا ہی اس راجہ نی اس قلعہ کی دروازہ پر پتہر کی ([illegible])
دو شیر بنائی تہی اور اونکی پہلو مین کانسی کی گہنٹی لٹکائی تہی جو فریادی حاجت
راجہ تک بلا مزاحمت جانا چاہتا تہا اون گہنٹون کو بجاتا راجہ اونکی آواز سنکر
اوسکو بلا لیتا اور انصاف کرتا سنہ ۱۲۱۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۴ع تک یہہ شیر بنی ہوئی
تہی الا اب نہین ہین معلوم نہین کہ کب ٹوٹی آئین اکبری مین اس قلعہ کا بنانا اور راجہ
انکپال تونور کا راجہ ہونا سمت ۴۲۹ بکرماجیت مطابق سنہ ۳۷۲ع مین لکہا ہی اور اس کتاب پر
بہروسا کر کر ایک تاریخ والی نی اسی سن کو نقل کر دیا ہی مگر تحقیق کرنیکی بعد
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سن بالکل غلط ہین کیونکہ اوسی کتاب مین لکہا ہی کہ سمت ۴۲۹ سی
سمت ۸۴۷ تک تونورون کی خاندان مین بیس آدمیون نی راج کیا اوسکی بعد
سمت ۸۴۸ مطابق سنہ ۷۹۱ عیسوی مین بسلدیو چوہان راجہ ہوا اور اوسکی سات پشت نی
رای پتہورا تک بچانوی برس سات مہینہ راج کیا اور رای پتہورا کو جو چوہان کی قوم مین
اخیر ساتوان راجہ تہا سلطان شہاب الدین غوری نی مارا اور مسلمانون نی

کہ دلی میں حکومت چلی گئی یہہ بیان تو ٹھیک لیکن اگر یہہ سمت صحیح مانا جاوے
تو لازم آتا ہے کہ سمت ۹۴۳ بکرماجیت مطابق ۸۸۶ عیسوی موافق ۲۷۳ سنہ ہجری میں سلطان
شہاب الدین غوری دلی میں آیا ہو اور یہہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ سلطان
شہاب الدین کا دلی کو فتح کرنا اور رای پتہورا کا مارا جانا بقیاس ۵۸۹ سنہ ہجری مطابق
۱۱۹۳ عیسوی موافق سمت ۱۲۵۰ بکرماجیت کے ہے اور معتبر تاریخون میں بھی یہی سنہ لکھے تاج المآثر
ہین اور مسجد قوۃ الاسلام کی شرقی دروازہ پر بھی یہی سنہ کندہ کر گئے ہین
اور خود آئین اکبری میں بھی یہی سنہ ایک برس کی زیادتی سے یعنی ۵۸۸ سنہ ہجری
لکھہ رکھے ہین پس ظاہر ہے کہ یہہ بات جس سے سلطان شہاب الدین کا دلی میں آنا
۲۷۳ سنہ ہجری مطابق ۸۸۶ سنہ عیسوی میں نکلتا ہے بالکل غلط ہے صحیح حساب سے ثابت ہوتا ہے
کہ راجہ انکپال تنور سمت ۷۳۳ بکرماجیت مطابق ۶۷۶ عیسوی موافق ۵۷ سنہ ہجری کے دلی میں
راجہ ہوا اور اوسنے یہہ قلعہ بنایا جسکو آجتک گیارہ سو چہتر برس کا عرصہ گذرتا ہے
اور اسی بات کو ہم صحیح جانتے ہین اور سلطان شہاب الدین کا بھی دلی میں آنا اسی
حساب سے صحیح پڑتا ہے

دین پناہ

نصیر الدین ہمایون بادشاہ نے قلعہ کالنجر اور چنار گدھ کی فتح کے بعد ۹۴۰ سنہ ہجری اکبر نامہ
مطابق ۱۵۳۳ عیسوی کے اس قلعہ کو از سر نو درست کیا اور نئے سرے سے شہر بسایا
اور دین پناہ اسکا نام رکھا چنانچہ اوس زمانہ کے منشیون نے شہر بادشاہ دین پناہ
دہلی

اونکی تاریخ لکہی ہی فصیل اس قلعہ کی جو نہ اور تہر سی نہایت مضبوط اور بہت
عریض بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت جگہہ سی توٹ گئی ہی اور اکثر برج ہی گر پڑی ہین
اس قلعہ کی اندر کی مکانات ہی بالکل منہدم ہو گئی ہین اور اندر بہت سی
زمینداروں نی کچی پکی مکان بنالئی ہین پرانی عمارتون مین سی ایک مسجد اور ایک
شیر منڈل باقی رہ گیا ہی اس قلعہ کی تین دروازہ بڑی اور چار کہڑکیان ہین
ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہی مدت سی بند ہی اور لوگ
اوسکو طلاقی دروازہ کہتی ہین مشہور ہی کہ ایکدفعہ کوئی بادشاہ اس دروازہ سی
کسی مہم پر چڑہا تہا اور یہہ دروازہ اسلئی بند کردیا تہا کہ اگر بی فتح کی اس دروازہ
کہولین تو اونپر طلاق ہی مگر یہہ افواہ ہی کچہہ قابل اعتماد کی نہین اس قلعہ سی ملا ہوا
جانب غرب دریا بہتا تہا اب بہت دور جا پڑا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ چارون طرف قلعہ کی دریا کا پانی پہر دیا تہا اور دروازون کی سامنی پل
بنائی ہی چنانچہ ایک غربی دروازہ کی آگی ایک پل بنا ہوا موجود ہی شیر شاہ نی
بہی اپنی زمانہ بادشاہت مین اس قلعہ کی ترمیم کی اور کچہہ مکانات بنائی اور
اسی سبب سی شیر شاہ کی وقت مین یہہ قلعہ شیر گڈہ[۱] کی نام سی مشہور ہو گیا تہا
یہہ عمارت جو اب توتی ہوئی دکہائی دیتی ہی غالب ہی کہ ہمایون بادشاہ
اور شیر شاہ کی ہو کیونکہ اگلی اقبال تنور کی زمانہ کی عمارت کا اس ہیئت پر باقی بنا
بسبب امتداد زمانہ کثیر کی خیال مین نہین آتا

[۱] تاریخ مرزا ہدایت اللہ خان نبیرہ زادہ خان اعظم مرزا کوکا جو سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۰۵۹ اوایل عہد عالمگیر مین تصنیف ہوئی ہی •

نمبر ۴

قلعہ رای پتہورا

جبکہ تورون کی قوم سی دلی کی حکومت باقی رہی اور چوہانوں کی پاس پہونچی
اور رای پتہورا راجہ ہوا اوسنی سمت ۱۲۰۰ ایکہزار دوسو بکرماجیت مطابق خلاصۃ التواریخ
سنہ ۱۱۴۳ عیسوی موافق سنہ ۵۳۸ ہجری میں یہہ قلعہ بنایا اگرچہ اس زمانہ میں یہہ قلعہ بالکل
منہدم ہوگیا ہی لیکن کہیں کہیں توتی ہوئی فصیل باقی رہ گئی ہی یہہ قلعہ
ایک چہوتی سی پہاڑی پر بنا ہی اور اسکے گرد پہاڑ و میں خندق بنائی تہی
اور اس خندق میں تمام جنگلو نکا پانی گہیر کر ڈالا تہا کہ بارہ مہینہ اسمیں پانی رہتا تہا
اب ہی کہیں کہیں پانی کی رکاوٹ کی بند پائی جاتی ہیں دیوار غربی اس قلعہ کے
کچہہ کچہہ قایم ہی اور اسطرف کی خندق بہی باقی ہی اور غزنی دروازہ بہی
ڈہیر معلوم ہوتا ہی مینی اسطرف کی دیوار کو اسطرلاب کی عمل سی ناپا تو
۶۰ ساٹہہ فت بلند خندق کی زمین سی پیش میں آئی معلوم نہیں کہ اسکے
اور کسقدر بلند تہی جو توت گئی اس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہی پہلی تو
خندق کیطرف سی فصیل اور برج چنی ہیں اور جہان اوسکی اونچائی قلعہ کی
زمین کی برابر ہوگئی ہی وہان سی ستر ہ فت عرض چہوڑ کر اس فت کے آثار
سی دیوار چنی شروع کی ہی اور پہر قلعہ کیطرف گیارہ فت کا آثار چہوڑ کر آتہہ
فت کی آثار سی دیوار چنی ہی اور یقین ہی کہ اسی دیوار پر کنگورہ بہی ہونگے یہہ قلعہ
ایک مدت تک دارالخلافہ مسلمان بادشاہونکا بہی رہا چنانچہ سلطان

ہند

قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش بھی اسی قلعہ میں رہتے تھے سنہ ۶۸۹ ہجری
مطابق ۱۲۹۰ عیسوی میں جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے کیلوکہری میں نیا
شہر آباد کیا تو یہہ شہر پرانی دلی کے نام سے مشہور ہوا چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں
لکھا ہے کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رہنے والوں نے بیعت کی
تو نئے شہر سے لا کر پرانی دلی میں اگلے بادشاہوں کے محل میں تخت پر بٹھایا اور
اوس زمانہ کے اگلے بادشاہوں کا محل قصر سفید تھا جو راے پتھورا کے قلعہ میں
سلطان قطب الدین ایبک نے بنایا تھا اس تمہید سے ثابت ہوا کہ توزک
تیموری میں جس قلعہ کو قلعہ کہنہ لکھا ہے وہ یہی قلعہ ہے

تاریخ فرشتہ

غزنین دروازہ

اس قلعہ کی جانب غرب میں ایک بہت بڑا دروازہ تھا معلوم نہیں کہ راے
پتھورا کے وقت میں اوسکا کیا نام تھا مگر مسلمانوں کے وقت میں اوسکو غزنی دروازہ
کہتے تھے اسواسطے کہ غزنی کی فوج اسی دروازہ سے اس قلعہ میں داخل ہوئی تھی اس
دروازہ کے سوا اس قلعہ کے نو دروازہ اور تھے

تاریخ فیروز شاہی ضیا برنی

توزک تیموری

قصر سفید

اسی قلعہ راے پتھورا میں سلطان قطب الدین ایبک نے اپنے زمانہ بادشاہت میں
جو سنہ ۶۰۲ ہجری مطابق ۱۲۰۵ عیسوی سے شروع ہوا تھا ایک محل بنایا اور اوسکا
قصر سفید نام رکھا اور یہہ وہی قصر ہے جس میں ملک اختیار الدین ایتگین وزیر

تاریخ فرشتہ

معز الدین بہرام شاہ کا عین دربار کیوقت ۶۳۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۱ سنہ عیسوی مین مارا گیا
اور اسی قصر مین سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا
اور اسی قصر مین سلطان ناصر الدین کیوقت مین ۶۵۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۶۰ سنہ عیسوی مین
ہلاکو خان کا ایلچی آیا اور اوسکی ملازمت کیوقت ایسا آراستہ دربار ہوا کہ چشم فلک نے
بھی نہ دیکھا ہوگا اور اسی قصر مین سلطان غیاث الدین بلبن تخت پر بیٹھا مگر اب
اس قصر کا نشان نہین پایا جاتا

نمبر ۵ کوشک لال

اس کوشک کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا
اور جب وہ بادشاہ ہوا تو اسی کوشک کے پاس قلعہ مرزغن بنایا تاریخ کے
تاریخ فرشتہ — کتابون مین لکھا ہے کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیس موافق ہو گئے
اور کیلوکہری مین سے لا کر اونے دلی کی تخت پر بیٹھایا تو بادشاہ وہان سے کوشک لعل مین لا
آیا اور اوسکے دروازہ پر سے پیادہ ہوا امرا نے عرض کیا کہ آپ سواری پر سے
کیون اوترتے ہین سلطان نے کہا کہ یہہ کوشک میرے آقا سلطان غیاث الدین
بلبن کا بنوایا ہوا ہے کہ اونسے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا مجھے لازم ہے کہ جو ادب
اوسکا اوس زمانہ مین کرتا تھا اب بھی کرون اس تمہید سے معلوم ہوا کہ یہہ
کوشک ۶۶۳ سنہ ہجری مطابق ۱۲۶۵ سنہ عیسوی سے دس پانچ برس پہلے کا بنا ہوا ہے
تاریخ فرشتہ — مگر بادشاہ ہونے کی بعد بھی پھر بادشاہ اکثر اسی کوشک مین رہتا تھا اور آخر زمانہ مین
اوسکو

دا

اوسکو شکار کا شوق ہوا یہ رات رہی تھی اسی کوشک میں سوتا تھا

اور سلطان علاؤالدین خلجی کوشک سیری بنانی سی پہلی اسی کوشک میں رہتا تھا — تاریخ فیروز شاہی برنی

اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اسی کوشک میں تخت پر بیٹھا تھا اس کوشک — تاریخ فرشتہ

کی عمارت کی تفصیل کسی کتاب مین نظر نہین پڑی کہ کس قطع کی عمارت تھی

لیکن اب اسمین کچھ شک نہین رہا کہ سلطان جی کی درگاہ کی پاس لال محل کرکے

جو عمارت مشہور ہے یہہ اسی کوشک مین کا ایک ٹکڑا ہی یہہ محل بہت خوشنما

زراسنگ سرخ کا بنا ہوا ہی ستون لگا کر دو منزلہ عمارت بنائی ہین لیکن

اب بہت خراب ہے اور دنون دن اور خراب ہوتا جاتا ہی اس محل مین

چند قبرین بھی بن گئی تھین اوسی سبب سے یہہ شبہہ پڑا تھا کہ شاید یہہ عمارت

کوشک لال نہو مگر اب یہہ شبہہ نہین رہا اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب

قبرستان بننا شروع ہوا تو رفتہ رفتہ لوگون نی اس محل مین بھی کہ ویران

پڑا تھا قبرین بنا دین

نمبر ۶ قلعہ مرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا تو اوسنی سنہ ۶۶۲ ہجری مطابق — آئین اکبری و خلاصۃ التواریخ

سنہ ۱۲۶۳ع مین اوسی کوشک لال کی پاس ایک قلعہ بنایا اور اوسکا مرزغن نام

رکھا کہ اب غیاث پور کرکے مشہور ہی اور سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کا

وہین مزار ہی لکھا ہی کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین یہہ دستور تھا کہ جو مجرم

اس قلعہ مین جا جہتا تہا تو وہان سی نکرتی تہی لیکن اسکا سبب معلوم نہوا کہ اس قلعہ کا یہہ نام کیون رکہا اسواسطہ کہ مرغزن اور مرغزن کی معنی دونو بہی نہین کہ اس مقام کی مناسب نہین کچہ عجب نہین کہ بادشاہ نی یہہ نام رکہا ہو ایک مدت بعد کسی سبب سے لوگون نی اس نام سی مشہور کردیا ہو اور اصلی نام اسکا غیاث پور ہی ہو جیسی اب مشہور ہے

انتقال شہر و رت بکچہ بیار

نمبر ۷ کیلوکہڑی یا قصر معزی

اس قلعہ کو سلطان معز الدین کیقباد نی ۶۸۶ھ ہجری مطابق ۱۲۸۶ع مین بنایا اور کیلوکہڑی کا نو نگر نام تہا چنانچہ اب بہی ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین مین ہی اب قلعہ کا کچہ نشان نہین رہا سلطان جلال الدین فیروز خلجی بہی اسی قلعہ مین رہا اور بہت سی عمارتون کو بنایا تہا تاریخ کی کتابون مین اس قلعہ کا قصر معزی بہی نام لکہا ہی اور حضرت امیر خسرو نے اسی قلعہ کی تعریف قران السعدین مین لکہی ہی شعر قصر نگویم کہ بہشتی فراخ ٭ روضہ طوبی در او بی شاخ

آئین اکبری و خلاصۃ التواریخ و تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

نمبر ۸ کوشک لال یا نیا شہر

یہہ کوشک لال ہی سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا بنایا ہوا اور حال اسکا یون ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ ہوا اور ۶۸۸ھ ہجری مطابق ۱۲۸۹ع عیسوی مین تخت پر بیٹہا شہر کی رئیسون کی طرف سی مطمئن نہ تہا اسلئے کیلوکہڑی مین رہنا اختیار کیا اور جو اوسکی ناتمام عمارتین تہین انکو پورا کیا

تاریخ فرشتہ

اور جو

نے دریا کے کنارے ایک باغ اور ایک حصار اور تھوڑی سی آبادی اور ایک مسجد
اور بازار بنا کر شہر آباد کیا اور نیا شہر اوسکا نام رکھا اور جب دلی ویران ہو
گئی تو یہ شہر نئی دلی کے نام سے مشہور ہو گیا اور اسی شہر میں یہ کوشک لعل بھی تھا — نوشتہ تموخ
چنانچہ امیر خسرو نے اس کوشک کی بھی تعریف کی ہے اور یہ شعر اوسی میں
کہی ہے شعر شہ بادا شہر تو گردی حصار + کہ رفت از کنگرہا تا قمر سنگ +

کوشک سبز

اسی کوشک کے پاس اسی بادشاہ نے ایک اور محل بنایا تھا جسکو کوشک سبز
کہتے ہیں جب اس بادشاہ کو ملک جلال الدین عرف سلطان جلال الدین خلجی نے
[illegible] کشتی میں سی اوترتی وقت
مار ڈالا تو اوسکا بیٹا شاہزادہ قدر خان عرف رکن الدین ابراہیم شاہ اسی
کوشک میں تخت پر بیٹھا اب دونو کوشکوں کا نشان اب نہیں پایا جاتا — تاریخ فرشتہ
بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گئی ہیں

نمبر ۹ دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری

یہ قلعہ سلطان علاؤالدین خلجی کا بنایا ہوا ہے اسکا حال یوں ہے کہ سنہ ۷۰۳ ہجری — تاریخ فرشتہ و تاریخ [illegible]
مطابق سنہ ۱۳۰۳ع میں اس بادشاہ نے قلعہ چتوڑ پر چڑھائی کی اور بہت سی فوج
جانب تلنگان قلعہ ورنگل پر بھیجی طرغی نویان یعنی مغلوں نے دلی کو خالی — آئین اکبری
سمجھ کر ایک لاکھ بیس ہزار سوار سے دلی کو آن گھیرا تھا آخر کو بہت لڑائیوں کے بعد

تاریخ فیروز شاہی و منتخب و تاریخ فرشتہ

بادشاہ کی فتح ہوئی اور اسکے بعد بادشاہ نی اس قلعہ کو بنایا اور یہیں بمقام
سیری ایک گانو تہا اس سبب سے اسکو قلعہ سیری بہی کہتی ہیں اور شیر شاہ

خلاصۃ التواریخ

کی وقت مین یہہ قلعہ کو سنگ شیری کرکر مشہور تہا اس قلعہ کو بادشاہ نی

تزک تیموری

مدور بنایا تہا اور اوسکی دیوارین چونی اور پتہر اور اینٹ سی بنا بہت مضبوط بنی

تاریخ فرشتہ و تاریخ علائی

بنائی تہین اور اس قلعہ کی سات دروازہ نکالی تہی ہنوز یہہ قلعہ بن چکا نہ تہا
کہ دوبارہ مغلوں سے لڑائی ہوئی اور آٹہہ ہزار مغلوں کا سر کاٹ کر اس قلعہ کی
دیوارمین پتہرون کی جگہہ چن دیا تہا اگرچہ یہہ قلعہ بالکل منہدم ہو گیا ہے

تاریخ شیخ عبد الحق و مرآۃ آفتاب نما

مگر قطب صاحب کو جاتی ہوئی راہ مین بہت کچہہ کچہہ نشان پایا جاتا ہی بموجب
مطابق تاریخ ۹۴۸ ہجری کی شیر شاہ نی اس شہر کو ویران کر کر نیا شہر قدیم شہر کی پاس
یعنی اندرپت کی پاس دریا کی کنارہ آباد کیا اور اب اس جگہہ ایک گانو بنام شاہ پور
آباد ہے

قصر ہزار ستون

تاریخ فرشتہ

اسی سال مین اسی قلعہ کی اندر بادشاہ نی ایک محل بنایا تہا اور اوسمین ہزار ستون
لگائی تہی اس سبب سے اسکو قصر ہزار ستون کہتی تہی جس زمانہ مین کہ بادشاہ
اور گنگ وغیرہ مغلون سی لڑائی ہوئی ہی تو بہت سی مغل بندی قید ہو کر دلی مین
آئی اور بادشاہ نی اسی قصر کی روبرو ہاتیون کی پاؤن تلی اونکو روندوا دیا
اور اونکی سر کاٹ کر قلعہ کی دروازے کی آگی بہت بڑا ڈہیر لگایا کہ چند سال تک
دکہا

اوسکا نشان باقی تہا اور جب راجہ بلال دیو والی کرناٹک پر فتح ہوئی و نائب
اور خواجہ حاجی ۷۱۱ ہجری مطابق ۱۳۱۱ع کی وہان کی فتوحات لیکر آئی تو
تین سو بارہ ہاتی بیس ہزار کہوڑی اور چہیانوین من سونا اور سونی اور موتی
اور جواہرات کی صدہا صندوق اسی قصر مین بادشاہ کی پیش کش کئی گئی
تہی اور جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک نی ناصر الدین تاریخ فرشتہ
خسرو شاہ پر فتح پائی تو اسی قصر مین آیا اور تعزیت سلطان قطب الدین
اور اوسکی بہائیون کی کی

نمبر ۱ تغلق آباد

جبکہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پہونچی اوسنی آئین اکبری و تاریخ فرشتہ
۷۲۱ ہجری مطابق ۱۳۲۱ع کی قلعہ اور شہر تغلق آباد بنانا شروع کیا اور طرح طرح
کی عمارتون سی مرتب کیا جس زمانہ مین کہ خبر فتح ہونی ملک تلنگ اور قلعہ
ورنگل المعروف بسلطان پور بادشاہ کو پہونچی ہی یعنی ۷۲۳ ہجری مطابق ۱۳۲۳ع
مین تو یہہ قلعہ اور شہر بالکل تیار ہوچکا تہا اور اس خبر کی خوشی مین دلی اور تاریخ فرشتہ
قلعہ اور شہر تغلق آباد مین بہت دہوم سی روشنی ہوئی تہی یہہ قلعہ پہاڑ پر
واقع ہی اور نہایت مستحکم اور بہت نفیس بنا تہا عمارت اسکی بالکل چونہ
اور سنگ خارا سی بنائی تہی لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہی اگرچہ کلیہ
فصیل قلعہ کی توٹی ہوئی قایم ہی مگر اندر کی مکانات بالکل توٹ گئی ہین

نہ نام و نشان کہین نہین ہی بجز زمین اور تودونکی ڈہیر کی اور کچہہ نہین معلوم ہوتا
قلعہ کی بیچون بیچ مین ایک بہت بلند مکان تہا بادشاہ اوسکی سیر کرتا تہا اوسکو
جہان نما کہتی تہی یہہ قلعہ اور شہر اس طرح پر ملا کر بنایا تہی کہ سارا شہر اور قلعہ ایک
قلعہ معلوم ہوتا ہے اور خیال کیا جاتا ہی کہ اتنا بڑا قلعہ اور کوئی نہو گا مشہور ہے
کہ اس قلعہ اور شہر کی چہہ کوٹ اور باون دروازہ ہین اور کچہہ عجب نہین
کہ ایسا ہی ہو مگر بسبب شکستہ ہوجانے مکانات اور دیوارون کے ہم شمار نہین کر سکتے
یہہ قلعہ شہر شاہجہان آباد سے جانب جنوب تین کوس کے فاصلہ پر راجہ ناہر سنگہ
بلمگدہ والی کی عملداری مین واقع ہے

نمبر ۱۱ عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون

جبکہ سلطان محمد تغلقشاہ عرف فخر الدین جونا غیاث الدین تغلقشاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا
اوسنے سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۵ عیسوی مین قلعہ تغلق آباد کی پاس بنایا اور محمد آباد (آمدن ابن بطوطہ)
یا عادل آباد اوسکا نام رکہا اور ہزار ستون سنگ مرمر کے اسمین لگائے تہے
اس سبب سے عمارت ہزار ستون بہی کہتی تہی اور چونکہ اس بادشاہ نی اپنا لقب
سلطان محمد عادل تغلقشاہ رکہا تہا اس سبب سے محمد آباد اور عادل آباد بہی
کہتی تہی یہہ قلعہ بہی ایک چہوٹی سی بلند پہاڑی پر واقع ہی ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ مکان صرف بطور سیرگاہ کی بنایا تہا کیونکہ قلعہ تغلق آباد کی جانب جنوب
پہاڑونکی بیچ مین ایک میدان ہی کہ اوسمین ہمیشہ پانی رہتا تہا اس بادشاہ نے
بنائی

بنانی کی سیر کو جانب جنوب چھوٹی سی پہاڑی پر کہ عین اوس پانی کی کنارے
واقع تہی یہہ قلعہ بنایا اور نہفت تغلق آباد کی دروازہ کی سامنے اس قلعہ کے دروازہ تک
ایک پل بنایا اور جانب جنوب اوس بند کی ان کی مقبرہ تغلق شاہ بنایا تہی اور اوسکی
دروازہ اور قلعہ کی دروازہ مین بہی پل بنا دیا تہا اور اوس قلعہ کی دیوار
شمالی پر مشرف بہ آب عمارت ہزار ستون بنائی تہی اور سنگ مرمر کی ستون
لگائی تہی اگرچہ اس قلعہ کی سب عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہی اور اوس عمارت ہزار ستون کا
بہی نام و نشان نہین باالاینہمہ جو اس قلعہ کو دیکہا تو بنظر قطع اور وضع تعمیر
مکانات کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عمارت ہزار ستون کی مشرف بآب
اس ٹکڑی پر بنی ہوئی تہی جس قطعہ پر کہ بارہ دری بنا کر سکادت ہے اور اس مین
کچھ شک نہین معلوم ہوتا کہ وہ عمارت دو منزلی تہی بلکہ اگر سہ منزلی ہو
تو بہی کچھ عجب نہین اوس زمانہ کی مورخون نی اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ
مادہ خلو ہا لکہی ہی بعضون کو یہہ شبہہ پڑا ہی کہ یہہ وہی محل ہی جسکی چہت گرنے کے
سبب سلطان غیاث الدین تغلقشاہ مرا تہا یہہ بات بالکل غلط ہی وہ محل جہونا
مین دکنی عرصہ مین اس بادشاہ نی ۷۲۵ ہجری مطابق ۱۳۲۴ عیسوی مین موضع
افغانپور کے قرب اپنی زمانہ ولیعہدی مین بنایا تہا کہ وہ کہانا کہانی کے | تاریخ فیروزشاہی ضیاء برنی
وقت بسبب بو دانی کی بجلی کی صدمہ سے سلطان غیاث الدین تغلقشاہ پر
گر پڑا تہا اور یہہ قلعہ وہ ہی جو اس بادشاہ نی اپنی تخت پر بیٹھنی کی بعد بنایا ہی؟

نمبر ۱۲ جہان پناہ

جبکہ [illegible] سنہ ہجری مطابق [illegible] سنہ ع کی سلطان محمد تغلقشاہ عادل آباد کی بنانی سی
تاریخ فرشتہ — فارغ ہوا تو اوسنی قلعہ علائی سی قلعہ رای پتہورا تک جو سلطان جلال الدین
نور بخش ہجری — فیروز خلجی کیوقت سے پرانی دلی کی نام سی مشہور تہا دو دیوارین شہرپناہ کی طور پر
کہینچدین تہین ایک سرا اون دیوارونکا اسی قلعہ علائی یا کوشک سیری سی
فتوحات فیروز شاہی — ملادیا تہا اور دوسرا سرا قلعہ رای پتہورا سی اور اوسکا نام جہان پناہ رکہا تہا
اور یہہ تینون قلعے یعنی قلعہ رای پتہورا یا دہلی کہنہ اور قلعہ علائی یا کوشک سیری
نور کبیر ہجری — اور جہان پناہ ملکر ایک قلعہ ہوگیا تہا اور تینون قلعون کے تیس دروازے تہے
تیرہ تو جہان پناہ کی سات تو جنوب کیطرف مایل بشرق اور چہہ جانب شمال
مایل بغرب اور قلعہ علائی یا کوشک سیری کی سات دروازہ تہی چار تو
باہر کیطرف کہلتی تہی اور تین جہان پناہ کی شہر کی اندر کہلتی تہی اور قلعہ رای پتہورا
یا دہلی کہنہ کی دس دروازہ تہی کچہہ تو باہر کیطرف کہلتی تہی اور کچہہ جہان پناہ کی
شہر کی اندر کہلتی تہی اور یہہ بہت بڑا شہر آباد ہوگیا تہا [illegible] سنہ ہجری مطابق [illegible] سنہ ع
کی شیرشاہ کیوقت مین ویران ہوا

کوشک بیجی منڈل یا بدیع منزل

مشاہدہ — یہہ عمارت درحقیقت ایک برج ہی قلعہ جہان پناہ کا مگر اس برج کو محمد عادل
تغلقشاہ نی بہت نفیس و لطیف بنایا تہا برج کی اوپر چار دروازونکا کمرہ و اسکی

دیوار

دیوار و میں ابھی جا بجا نگار رستہ ہیں اور اِنکی زمانہ میں سنگین بہت خوشنما
بارہ دری تھی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہیں اس برج کو پہلے گرو منڈل کہلی
جاتی تھی سلطان سکندر لودی کے وقت میں شیخ حسن طاہر اسی برج میں آ رہے تھے
اس برج کے پاس جو قبرستان ہے وہ اونکا اور اونکی اولاد کا ہے سنہ ۹۰۹ ہجری
مطابق سنہ ۱۵۰۳ء کی انکا انتقال ہوا تھا اور شیخ ضیاء الدین خلیفہ شیخ شہاب الدین
سہروردی کا بھی اسکے پاس مزار ہے

نمبر ۱۲ کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ

جبکہ نوبت سلطنت کی فیروز شاہ تک پہنچی اونسے سنہ ۷۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۴ع — تاریخ فرشتہ
کے [illegible] کنارہ سر چشمہ حوض کا دین میں اس کوشک کو بنایا اور اوسکے — تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
متصل شہر بسایا اور اس کوشک میں نقبیں بنائی تھیں کہ اپنی محل کی عورتوں کو — آئین اکبری
ہمیشہ سواری نہ راہ میں چلی جاتی تھی ایک نقب دریا کی طرف تھی پانچ جریب
لمبی اور ایک جہان نما کی طرف تھی دو کوس لمبی اور ایک پرانی دلی کی طرف تھی
پانچ کوس لمبی اور واضح ہو کہ پرانی دلی سے قلعہ اور شہر رای پتھورا مراد ہے
کیونکہ تیسری نقب اسی جانب کو ہے اور ڈھہ گئی ہے اب ذرا بھی نشان کہیں نہیں ہے کہ
نقب مع منزل اور حوض خاص تک جاتی تھی راجہ اشوک کی لاٹھ جسکا حال
تیسرے باب میں ہے اوسکا موضع توپرہ پرگنہ سالورہ ضلع خضرآباد سے لاکر
فیروز شاہ نے اسی کوشک میں کھڑی کری ہے

شہر فیروز آباد

اسی بادشاہ نے اپنے سن میں پرانی دلی کے پاس تہوڑے فاصلہ پر اس قصر سے ملاہوا
ایک شہر آباد کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہہ شہر بہت بڑا اور نہایت درجہ آباد کیا
قطر اس شہر کا پانچ کوس طول لانی تہا اب جو یہہ شہر شاہجہان آباد ہی اسمین سے بہی
ترکمان دروازہ کا سارا تہانہ اور بلبلی خانہ کا سارا محلہ جہان سلطان رضیہ کی
قبر ہی اور بہوجلا پہاڑ کا تہانہ یہہ سب فیروز آباد کی شہر مین داخل تہی اور کالی مسجد
جو اب شہر شاہجہان آباد کی چاردیواری کی اندر واقع ہی اوسی شہر مین کی
ایک مسجد ہی غرضکہ اس شہر مین قصبہ اندپت اور سرای ملک یار پران اور
سرای شیخ ابو بکر طوسی اور زمین موضع کادین اور زمین کتہواڑہ اور زمین
نزادت اور زمین اندہاولی اور زمین سرای ملکہ اور زمین مقبرہ سلطان رضیہ
یعنی محلہ بلبلی خانہ اور زمین بہاڑی یعنی بہوجلا پہاڑی اور زمین نرولہ اور زمین
سلطانپور وغیرہ اٹہارہ گانوئن شہر کی آبادی مین آگئی تہی اور ہر طرح کی چیز اور
ہر محلہ مین جانیکو کرایہ کی سواری یہان ملتی تہی اتنا بڑا یہہ شہر تہا کہ جب تیمور
یہان آیا تو اوسنے شہر کی دروازی کی باہر خیمہ کہڑی کئی تو وہان سی
حوض خاص جہان فیروزشاہ کی قبر ہی قریب تہا راجہ مانسنگہ نی گوالیر کی قلعہ
کی نیچی ایک محل بنایا تہا اور بادل گڑہ اوسکا نام رکہا تہا اوس جگہہ کانسی کا
ایک پل بنا ہوا تہا کہ مدت سی ہندو اوسکو پوجتی تہی سلطان ابراہیم لودی نی
اوتہوا

بحوالہ تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

بحوالہ ظفرنامہ تیموری شیخ علی یزدی

اوسکو فتح کیا تو اوس پل کو جو بانسی لا کر اس شہر کی بغدادی دروازہ پر لگایا تھا — تاریخ فرشتہ

اور اکبر کے وقت تک وہ پل موجود تھا

نمبر ۱۴ کوشک جہان نما یا کوشک شکار

اسی بادشاہ نے اپنی عمارتوں کی سات شہر فیروز آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک اور محل بنایا تھا اور اوسکا نام جہان نما رکھا تھا اور اوسکے پاس پہاڑ پر و نکا پانی روکنے کو ایک بند پختہ بنایا تھا کہ اوسکی دیوارین کہیں کہیں اب بھی موجود ہین یہ عمارت درحقیقت شکارگاہ ہے اور کوشک فیروز آباد سے اس عمارت تک ایک نقب بنائی تھی دو کوس کی لنبی کہ اوسمین ہوکر سواری محل کی عورتون سمیت چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ اس کوشک کی پاس بھی اکثر امرا نے مکانات بنائی تھے اور یہان بھی ایک بہت بڑی آبادی ہوگئی تھی اور یہ ایک شہر سا بس گیا تھا جب تیمور اول اول لونی کی جانب سی دلی مین آیا یعنی ۸۰۱ ہجری مطابق ۱۳۹۸ عیسوی تو اسی کوشک کی مقابل لشکر اوترا تھا راجہ اشوکا کی دوسری لاٹھ جسکا ذکر تیسرے باب مین آوے گا نواح میرٹھ مین سی لا کر فیروز شاہ نے اسی کوشک مین کھڑی کی تھی اگرچہ یہ کوشک بالکل ٹوٹ گیا ہے مگر ایک مکان کا نمونہ باقی ہے

آئین اکبری و تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

توزک تیموری

نمبر ۱۵ خضر آباد

دلی سی امیر تیمور کی جانے کی بعد جب خضر خان ایات اعلی بادشاہ ہو

اوسنی سنہ ۸۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۴۱۸ع دریا کی کنارہ ایک شہر بسایا اور اوسکا نام [illegible]
مگر اب اس قلعہ کا پتا نہین معلوم ہوتا کچھہ عجب نہین کہ موضع خضرآباد جو
اس زمانہ مین مشہور ہی وہی شہر خضرآباد آباد ہو مگر یہہ بات مشہور ہی کسی
تاریخ کی کتاب سی اسکا پتا نہین ملا

نمبر ۱۶ مبارک آباد

تاریخ فرشتہ جبکہ سلطان مبارک شاہ خضرخان رایات اعلی کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے سنہ ۸۲۴ ہجری
مطابق سنہ ۱۴۲۳ع کی ایک قلعہ اور شہر بنانا شروع کیا اور مبارک آباد اوسکا نام کیا
اور اس قلعہ کی عمارت دیکھنی کو خود بادشاہ جایا کرتا تھا ہنوز عمارت تمام
ہونی نہین پائی تہی کہ امرا نی مخالفت کرکی اسی قلعہ مین بادشاہ کو مار ڈالا
اور محمد شاہ کو تخت پر بیٹھایا عوام الناس اس قلعہ کو وہان جانتی ہین جہان اس
بادشاہ کا مقبرہ صفدر جنگ کی مقبرہ کی سامنی ہی چنانچہ وہ گانو بہی مبارک پور
کوٹلہ کرکر مشہور ہے لیکن ہماری رای مین تاریخ کی کتابون پر غور کرنی سی معلوم ہوتا ہی
کہ یہہ افواہ غلط ہی کیونکہ اوس بادشاہ نی یہہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارہ پر
بسایا تہا اور اوس زمانہ مین دریا مبارک پور کوٹلہ کی نیچی ہرگز نہین بہتا تہا
کیونکہ اوس سی پہلے کی بہی ایسے پاس عمارتین موجود ہین بلکہ ہماری نزدیک یہہ شہر
اور قلعہ دریا کے کنارہ پر اوس مقام پر ہو جہان کہ اب موضع مبارک پور ریتی
موجود ہی تو کچھہ عجب نہین بلکہ یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے

نمبر ۱۷

۲۰

نمبر ۱۷

دہلی شیر شاہ

جبکہ شیر شاہ دلی کا بادشاہ ہوا اوسکو بہی نیا شہر آباد کرنی کی ہوس ہوئی اور اوسنی دہلی علائی و کوشک سیری کو ویران کر کر اندرپت کی پاس دریا کی کنارہ پر[۱] سنہ ۹۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱ع میں ایک شہر آباد کیا کہ وہ شیر شاہ کی دلی مشہور ہی یہ شہر متصل کوٹلہ فیروز شاہ آباد ہوا تہا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمایون بادشاہ نے جو شہر آباد کرنا شروع کیا تہا وہ بسبب لڑائی کی جو اوسکی سلطنت میں واقع ہوئے آباد ہونی سی رہ گیا تہا اوسی شہر کو شیر شاہ نی از سر نو آباد کیا ہو کیونکہ اوسکے دیکہنی سی ثابت ہوتا ہے کہ اوس جگہہ کوئی اور ایسی جگہہ نہین ہے کہ ہمایون کے شہر کی سوا اور کوئی شہر آباد ہوا ہو۔

[۱] تاریخ شیخ عبدالحق و مرآت آفتاب نما

کابلی دروازہ دہلی شیر شاہ

اگرچہ اس شہر کا اب کچہہ نشان نہین ہے مگر شہر شاہجہان آباد کی دلی دروازہ کے باہر جیلخانہ سرکاری کی متصل ایک بہت خوبصورت دروازہ قائم ہے یہ دروازہ شیر شاہ کی دلی کا ہے اور اس دروازہ سے کابل کو راہ جاتی تہی اسواسطے کابلی دروازہ کہتے ہین یہہ دروازہ چونہ اور پتہر سے بہت خوبصورت بنا ہوا ہے اور دروازہ پر حجرہ اور نشیمن بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اور کار اس دروازہ کی ساری سنگ سرخ کی ہے اس سبب سے عوام میں لال دروازہ کی نام سے مشہور ہے

نمبر ۱۸

سلیم گڈہ یا نور گڈہ

مرآت آفتاب نما — اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نی سنہ ۹۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۶ع سی پانچ برس کی
مدت مین چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر بنایا لیکن صرف چار دیواری بننی پائی تہی
کہ اسلام شاہ مر گیا اور قلعہ یون ہی رہ گیا جلال الدین اکبر بادشاہ کی
توزک جہانگیری — عہد مین مرتضیٰ خان اکبری نی اس مین کچھ مکانات بنائی تہی یہہ قلعہ اب تک قلعہ
شاہجہان کی شمال مشرق کو دریا کی کنارہ پر موجود ہے اور جسکہ نورالدین جہانگیر
بادشاہ نی اس قلعہ کی دروازہ کی آگی پل بنایا اوس وقت سی نورگڈہ کی نام سی مشہور ہوا

نمبر ۱۹ قلعہ شاہجہان

شاہجہان نامہ و مرآت آفتاب نما — یہی قلعہ کا ندر بسا ہوا ہے نہ اردی بہشت ست نی کل پیدا ہے
شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نی اپنی تخت گاہ اکبرآباد کو دار الخلافہ رکہا سنہ ۱۲
عیسوی مطابق سنہ ۱۰۴۸ ہجری موافق سنہ ۹۱ ملکشاہی اور سنہ ۱۶۳۹ عیسوی کی دلی مین قلعہ بنانی کا حکم دیا
اور اوسی سال بارہوین ذی الحجہ کو دریا کی کنارہ سلیم گڈہ کی پاس قلعہ بننا شروع ہوا
اوستاد حامد اور اوستاد احمد معمار جو اپنی فن مین یکتا ہی اس قلعہ کو بنوانی لگی تہی
مگر اس کا مل دلیل ہی کہ دیوان عام مین سنگین تخت کی پیچہی ایک مرقع تصاویر
کا جو ریفیل اٹلی کی مصور نی آرفیوس کی گانی کا کہینچا تہا شہر کی پچکاری کا نمونہ ہوگیا ہے
جسکا حال اوسکی مقام پر بیان ہوگا یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی یورپین ان کی
ملک کا بہی اس قلعہ کی بنائی مین شریک تہا پہلی پہل غیرت خان کو اس قلعہ کا
اہتمام ملا اور پانچ مہینہ دو دن اوسکی اہتمام سی قلعہ کی بنیادین کہدین اور

ہم

کہ یہہ سارا مسطح ہوا اور کہین کہین سی منہا اونچی ہی ہوا اِتنی مین عزت خان
ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اور قلعہ کا اہتمام اللہ وردی خان کو سپرد ہوا
دو برس ایک مہینہ گیارہ دن مین اوسکے اہتمام سی قلعہ کی چارون طرف کی
دیوار بارہ بارہ گز اونچی ہو گئی پہر اسکا اہتمام مکرمت خان کی سپرد ہوا
اور بیسوین سال جلوس مین اوسکے اہتمام سی بن چکا کل مدت تعمیر قریب
نو برس کی ہوئی چوبیسوین ربیع الاول ۲۱ سنہ جلوسی مطابق ۱۰۵۸ سنہ ہجری کی
بادشاہ نی اس قلعہ مین پہلا جلوس کیا اسی سی اوس دن تک یہہ قلعہ سنگ سرخ
کا بنا ہوا ہی اور ہر ایک مقام پر کنگوری اور مرغولین بہت خوبصورتی سی بنی ہین
اس قسم کا ہشت پہل بنا ہی طول اسکا ہزار گز اور عرض چھہ سو گز کا ہی جسکی
کل زمین چھہ لاکھہ گز ہوئی اس حساب سی یہہ قلعہ اکبرآباد کی قلعہ سی دوگنا ہی
فصیل اس قلعہ کی پچیس گز اونچی ہی اور گیارہ گز گہری بنیاد ہی دیوار کا آثار
بنیاد سی پندرہ گز اور اوپر سی دس گز کا ہی اس قلعہ کی جانب شرق جمنا بہتی ہی
باقی تینون طرف خندق جسکا محیط تین ہزار چھہ سو گز کا ہی پچیس گز چوڑی اور دس گز
گہری کہود کر پختہ بنا دی ہی کہ نہر کی پانی سی دن رات لبریز بہتی رہتی ہی اس قلعہ
کی بنی مین پچاس لاکھہ روپیہ خرچ ہوئی اور بعضی کتابون مین لکہا ہی کہ سو لاکھہ روپیہ
خرچ ہوئی ہین پچاس لاکھہ قلعہ کی بنی مین اور پچاس لاکھہ قلعہ کی اندر کی مکانون مین

دلی دروازہ و لاہوری دروازہ قلعہ

دو دروازے اس قلعہ کی بہت بڑی ہین ایک جنوبی دروازہ جو دلی دروازے کے
نام سے مشہور ہے اور دوسرا غربی دروازہ جو لاہوری دروازہ کے نام سے مشہور ہے
یہ دونو دروازے بہت خوبصورت بنے ہوئی ہین اور دروازون پر سنگتراشی
بہت خوشنمائی سے بنائی ہین لاہوری دروازہ پر قلعہ دار صاحب رہتی ہین مشہور ہے
کہ ان دروازون کی آگی کچھہ اوٹ نہتی اور قلعہ مین سے نگاہ دور تک چلی جاتی تہی
اورنگزیب عالمگیر کی عہد مین ان دونو دروازون کے آگی گہوگس بنائی گئی ہین
ان دونو دروازون کی آگی خندق پر تختہ تہا سنہ ۱۲۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۱ع مین
تختہ کی جگہہ پختہ پل بنائی ہین اور دونو پلون پر یہہ کتبہ لگایا ہے

هو الغنی

سنہ جلوس ۶ الا سنہ ۱۲۲۶ ہجری سنہ ۱۸۱۱ عیسوی در عہد شاہ جہان
محمد اکبر شاہ غازی صاحب قران ثانی باہتمام دلاور الدولہ رابرٹ سمتہ
بہادر دلیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت

چہتہ لاہوری دروازہ

یہہ چہتہ بہی بہت خوب بنا ہوا ہے اس چہتہ کا بہت اونچا ہے اور یہہ چہتہ بہت
لنبا ہے اور اوسمین منبت کاری بہت خوب کی ہے اور دونو طرف دو منزلہ مکان
بنے ہوئی ہین اور بیچمین ایک چوک ہے اور اوسکی چہت روشنی کی لئے کہلی مرتفع تہا
ہوئی ہے یہہ چہتہ بازار مسقف کی نام سے بہی مشہور رہا ہے ان دروازون کے سوا

کلی

اس قلعہ کی دو دروازہ اور چھوٹی چھوٹی اور دو کھڑکیاں اور بیس برج ہیں
اونمیں سی سات برج مدور اور چودہ مثمن ہیں

نقار خانہ یا ہتیا پول

دیوان عام میں جانیکا جو دروازہ ہی وہ نقار خانہ کہلاتا ہی یہ دروازہ بہی سرخ سنگ سرخ کا بہت خوبصورت بنا ہوا ہے اور اوسپر مکانات اور ایک بڑا دالان دونو طرف سے کہلا بنا ہوا ہے اسی دالان میں بادشاہی نوبت بجتی ہی اور یہی نوبت خانہ مشہور ہے اس دروازہ کی آگی پتھر کی دو ہاتی اوتنی ہی بڑی جتنا کہ سچ ہاتی ہوتا ہی بنائی تہی اور اسی سبب سے اسکو ہتھیا پول بہی کہتی ہیں اورنگ زیب عالمگیر کی عہد میں وہ ہاتی توڑی گئی اس دروازہ کی آگی دو سو گز کا لنبا اور ایکسو چالیس گز کا چوڑا چوک ہی اوسمیں بہت خوبصورت حوض ہی اور شمال اور جنوب کو بہت خوشنما بازار ہی اور اوسکی بیچ میں نہر بہی جاری ہی اس دروازہ کی اندر سوای شہزادون کی اور کوئی سواری پر نہیں جا سکتا اسی مقام پر سی اوتر لیتی ہیں

دیوان عام

یہہ مکان بہی بہت نامی ہی اور بہت خوشنما بنا ہوا ہی جب کبہی دربار عام ہوتا تہا تو اوسمیں بادشاہ جلوس کرتی تہی اوسمیں تین درجہ کی مکان ہیں کہ اوسکی تفصیل ہم بیان کرتی ہیں

نشیمن ظل الٰہی یا سنگین تخت

بعلمین دروازہ ہی اور اندر سی ہی ایک آراستہ ہی بادشاہ اس تخت پر دربار عام
کی دن اجلاس کرتی تہی اس تخت کی آگی ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا ہے
امرا مین سی جس کسی کو عرض کرنا ہوتا تہا اوس تخت پر چڑہ کر بادشاہ سے
عرض کرتا تہا یہہ تخت اتنا اونچا ہی کہ اس تخت کی چڑہنی پر سے آدمی کا گلا تخت
تک پہونچتا ہی

دالان دربار

اس تخت کی آگی تہ گہا دالان در دالان ہی سرشتہ گز کا لنبا اور گز کا
چوڑا ہر ایک دالان کی نو نو در ہین ہر ہر دالان مین سنگ سرخ کی ستون لگائی
ہین اور اون پر بہت خوبصورت محرابین بنائی ہین اور اوس پر سفیدی کہوٹ کر
سنہری نقاشی کی ہی باہر کی دالان مین بیچ کی در چہوڑ کر سنگ مرمر کا
کٹہرا لگایا ہی اور اوس پر سنہری کلسیان نہایت خوشنما لگائی تہین اب
اون کلسیون مین سی ایک بہی باقی نہین یہہ دالان امرا اور وزرا اور وکلا کی
حسب مرتبہ کہڑی رہنی کا تہا

گلال بارے

یہہ دربار کا دالان درحقیقت ایک چبوترہ پر بنا ہوا ہی جسکا ایک سو گز کا
طول اور ساٹہہ گز کا عرض ہی اوس چبوترہ کی بیچ مین یہہ دالان ہی اور باقی
چبوترہ اوسکی تین طرف باقی ہی اوس چبوترہ کی گرد قد آدم سنگ سرخ کا

ٹھہ اگا ہوا ہی اور اوسپر سنہری کلسیان تہین۔ تب و شمالی سی لگی ہوئی ہین
مکرابون کلسیو کا نام نشان نہین ہا یہہ بکبہ چوبدار اور نقیب اور احدیے
وغیرہ لوگونکی کہڑی رہنی کی تہی یہہ سب مکان بہت خراب ہوگئی تہی اور
کلال باڑی کر جگہہ سی اوکہڑ گئی تہی ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ
حال نی سنہ ۵ جلوسی مطابق سنہ ۱۲۵۳ ہجری موافق سنہ ۱۸۳۶ عیسوی کی اس دیوان عام
مرمت کی اور کلال باڑی کو درست کیا برسون کی بات ہی کہ مین بادشاہ کا
دیکہنے والا تو ایک شخص موجود تہا اور وہ بیان کرتا تہا کہ عالمگیر ثانی کی وقت سے
تو کسی بادشاہ نی اس دیوان عام مین جلوس نہین کیا اور غالب ہے کہ محمد شاہ کے
بعد کسی نی نکیا ہو بلکہ محمد شاہ کی جلوس کی زمانی مین ہی ... سے
۲۰۰ فٹ چار گز لنبا اور انگیسو ساٹھ ۱۶۰ گز چوڑا صحن ہی اور اوسکے چارون طرف
زینہ اور موقع سی مکانات بنی ہوئی تہین اور شمال کی طرف دیوان خاص مین
جانیکا دروازہ ہے

خاص محل یا چہوٹا رنگ محل

یہہ محل بیگمات خاص کی رہنی کا تہا یہہ کہا دالان ہی تین مین کا لنبا اور
پیچہی ایک اور درجہ ہی سولہ گز کا لنبا اور اٹہ گز کا چوڑا یہہ عمارت چار دیک
بالکل سنگ مرمر کی ہی اور اوس پر بہت پچہہ سفیدی کر کر بہت ایک لگائی
کی ہی اس محل مین ایک نہر ہی نزی سنگ مرمر کی تین گز چوڑی اور سنگ مرمر کا

ایک

ایک حوض تہی کہ اس حوض سی نہر ہوکر چادر کی طرح صحن مین گرتی تہی اور صحن مین
شہ رستہ گز مربع کا باغچہ تہا اور اوسکے بیچون بیچ پچیس گز کی قطر کا ہشت پہلو چوبچہ تہا
اور اوسمین پچیس فوارے کسی زمانہ مین ہوتے تہی

امتیاز محل یا رنگ محل

یہہ محل دیوان خاص کی پیٹہ پر واقع ہی اور بڑا نامی اور کوئی محل نہین صحن اسکا
نہایت وسیع تہا کہ اوسمین نہرین بہتی تہین فوارے چھوٹتی تہی باغ لگا ہوا تہا
اب سب برباد ہو گیا اور اس صحن دلکشا مین سترل مکان بن گئی ہین
اگلی زمانہ مین اس محل کی صحن مین ایک حوض تہا پچاس گز کی ہاتس الیتس گز مین
اور پانچ فوارے اوسمین ہوتی تہی اور ایک نہر تہی کہ اوسمین پچیس فوارے لگی ہوئی تہی
اور باغچہ تہا ایک سو سات گز کا لنبا اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا اور اوسکے گرد سنگ
سرخ کا مجہر لگا ہوا تہا اور اوسپر دو ہزار سنہری گلدستیان لگی ہوئی تہین اور اسی
طرف اس صحن کی سترہ گز کی حوض سی مکان دلکشا اور ایوان دلربا بنی ہوئی تہی
اور جانب غرب مین شرف برج تہا اور بائین باغ تہا جہروکا باہر یون ہی کر
کری دیکر ایک سو ترہ بنایا ہی اور اوسکے نیچی دو تہ خانہ ہین بہت خوب اور
اوس چبوترہ کو باجدیرہ تیرہ دالان بنایا ہی ستاون گز کا لنبا اور بیس گز کا چوڑا
بیچ کی در کی آگی صحن کی طرف ایک حوض ہی سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک پہر کا
پایہ دار کہ اوسمین ڈیڑہ گز کی اونچائی سی تین گز کی چوڑی چادر پڑتی ہی اور اوسمین نیچی

پھول نکلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اوس پیالہ میں ایک سوتا ہی اور ایک نہر بشدت تلملاتی ہی اور اوس پیالہ میں سی ولتی ہی پیالہ کے لبوں پر سی پانی کا آبشار اور جا بجا آب سی گل بوٹا نکالا ہوا دکھائی دیتا ہی ایک عالم طلسمات معلوم ہوتا ہی نہر بہشت جو سوتی محل اور دیوان خاص میں سی ہوتی آئی ہی اس محل میں سی ہوکر چمن سی گذری ہی اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہی اور ایک اور نہر اس محل میں اس حوض سی جانب شرق و غرب بہتی ہی اور جانب شرق اوس حوض میں جو صحن کی طرف رو کار کی سامنے کھدا ہوا ہی جا در ہوکر گرتی ہی ہر ایک نہر میں منبت کاری اور چینی بازی اور پچی کاری کا وہی حال ہی یہ محل چار رنگ اور اوسکے ستون کی پایہ بنا ہیں اور محرابیں سب کی سب سنگ مرمر کی ہیں اور انہیں پچی کاری کی ہوئی ہی علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا لپا ہوا ہے اور سونی کی کام سی گل بوٹی بنی ہوئی ہیں کہتی ہیں کہ اس محل کی چھت نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت میں کسی ضرورت کی سبب وہ چھت اوکھاڑی گئی اور اوسکے بدلے تانبی کی چھت چڑھا دی محمد اکبر شاہ ثانی کے وقت میں اس تانبی کی چھت کو بھی اوکھاڑ لیا اور اوسکے بدلے کاٹ کی چھت لگائی ہے کہ وہ بھی اب بوسیدہ ہو گئی ہے

چھوٹی بیٹھک

یہہ عمارت جانب جنوب امتیاز محل کی واقع ہی اور حقیقت میں قرینہ بھی خوابگاہ کا

وبری مثنگ کر کی مشہور ہے اگرچہ یہہ عمارت بہی بہت نفیس و لطیف و نہایت خوشنما ہے لیکن مرزا جہانگیر بہادر مرحوم نی اسمین تصرفات بیجا کئی تہی کہ قطع قدیم شاہجہانی ہمین نہ رہی

اسد برج

یہہ جنوبی برج قلعہ کا ہی اور قرینہ ہی برج شمالی کا جو شاہ برج کر کی مشہور ہے یہہ برج بڑا بہاری سیدہ کی ہنگامہ مین سبب بیداری گولون کی بالکل ٹوٹ گیا تہا محمد اکبر شاہ ثانی کی عہد مین دوبارہ بنا ہی اور جیسا تہا ویسا ہی ہو گیا ہے

خوابگاہ یا بڑی بیٹہک

یہہ خوابگاہ امتیاز محل کی جانب شمال کو واقع ہی اور یہہ عمارت بہی بہت نفیس و لطیف سری پاؤن تک سنگ مرمر کی ہی اور اوسمین طرح طرح کی منبت کاری کام اور سونی کی بیل بوٹی بنی ہوئی ہین اسکی بیچمین شہ نشین کی طرح ایک مکان ہی اور اوسکی جنوب و شمال کو دو برجی ہین لداؤ کی سنگ مرمر اور رنگین سازی ہی یعنی کہ اوس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چہہ گز کا ہی اور اوسکی دو محرابون پر ایک کتبہ کہ سعد اللہ خان نی انشا کیا ہی لکہا ہوئی اور گرد اجارہ کی بالا سونی کی پانی سی اشعار لکہی ہوئی ہین کہ ہم اون سبکو اسمقام پر نقل کرتی ہین

کتبہ محراب جنوبی

سبحان اللہ این چہ منزل است رنگین و نشیمن است دلنشین قطعہ ایست بہشت برین چون گویم کہ قدسیان بہمت بلند بتماشایش آرزومند اگر ساکنان اطراف و اکناف

آسمان

اساسی ست تا پا گزیر این بنا — بود قبهٔ اقبال او عرش سا
زهی دلنشین قصر پیراسته — بهشتی به بند خوبی آراسته
شرافت یکی آیه در شان او — سعادت در آغوش ایوان او
چو . . درین سرای سرور — کند . . . از جبهه دور
بپایش سر صدق هر کس که سود — چو دریای جوش آبرویش فزود
زمانه چو دیوار او برفراشت — به نقش رخ مهر آئینه داشت
ز بس روی دیوارش آراسته است — ز نقاش چین رونما خواسته است
بنان بر سرش دست ایام کرد — که گردون بلندی ز نو وام کرد
ز فواره و حوض دریا نشان — با آب زمین شسته رو آسمان
چو جای شهنشاه عادل بود — ازان بادشاه منازل بود

اس شہ نشین کی آگی ایک سہ در دالان ہی سنگ مرمر کا چمن کا بہت نفیس و لطیف بیس گز کا لنبا اور چھ گز کا چوڑا اور دہرا اور دہرا اوس دالا ہی محرابین ہین اور حجری ہین کہ غربی حجرہ مین سی دیوان خاص کو رستہ جاتا ہی اور اوسکو خاص ڈیوڑھی کہتی ہین اس دالان کی بیچ مین ایک حوض ہی مستطیل ہشت تختہ سنگ مرمر کا بغیر فوارون کی یعنی اوسمین فوارہ نہین ہی بلکہ اوسکی تہ پر طرح طرح کی رنگین اور بیش قیمت پتھرون سی ہزارون طرح کی گل بوٹی اور بیل بوٹی بنائی ہین اور ہر پہلو کی بیچ مین ایک ایک چہید رکہا ہی کہ اوسمین سی

پانی

فرش سنگ مرمر کا دالان کی صحن سی ویسی ہی دکن کی طرف بنا ہوا اور پانی
اوسمین گیا ہوا اور نہر بہشت بہتی ہی اور زنانہ محل تک چلی جاتی ہی

برج طلا یا مثمن برج

اس عمارت کی متصل جانب شرق یہہ برج مثمن ہے پاون تک سنگ مرمر کا
اور بدستور اور مکانات عالی کی اوسمین بہی سونے کا کام اور ریزہ کاری اوس پر
کی ہوئی ہی اور اسکا برج اور کلس سنہری ہی اور اسی سبب سے اوسکو سنہری
برج بہی کہتی ہین اور بسبب مثمن ہونیکے مثمن برج بہی کہلاتا ہی تین ضلع اسکے
عمارت خوابگاہ کی طرف ہین اور پانچ جانب دریا مشرف ہین اون پانچون
ضلعون مین سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین اور اوسمین ایک ورنشین بطور
برآمدہ کی جانب دریا بنا ہوا ہے

شاہ محل یا دیوان خاص

خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بہت بڑا چوک ہی اوس چوک کی ضلع شرقی مین
ڈیڑہ گز کا اونچا چبوترہ بنایا ہی اسی گز کا لنبا اور چہتیس گز کا چوڑا اوسکے بیچون
بیچمین دیوان خاص کی عمارت ہی جو بتیس گز کی لنبی اور چوبیس گز کی چوڑی
سر سے پاون تک سنگ مرمر کی اور تمام اسکی بیچمین چار گز کی عرض سے
نہر بہشت بہتی ہی اس عمارت کی بیچون بیچمین چوکور ستون لگا کر اٹہارہ گز کے
طول اور دس گز کی عرض سی مکان بنایا ہی اور اوسکے بیچون بیچمین ایک

چبوترہ ہی اوس چبوترہ پر تخت طاؤس کہا جاتا ہی جسپر بادشاہ اجلاس فرماتی ہیں
اور اس مکان کی گرد پایہ نما ستون لگا کر مکان بنایا ہی اور دیوار و ستون
و مرغول اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین جا بجا نگ
عقیق مرجان اور اور اور جواہر بیش قیمت سی پچی کاری کی ہی اور بیل بوتی پھول
پتی بنائی ہین اور اجزا سی اور چھت مکت سونیکا کام کیا ہوا ہے اور سونیکی
پانی سی کو پالیس دیا ہی اندر کی بیچ محرابون کے اوپر یہہ شعر لکہا ہی شعر

اگر فردوس بر روی زمین ست   ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

یہہ عمارت جانب شرق سی مشرف بدریا ہی اور اوسطرف کی در وں میں جالیان
لگا کر آئینہ بندی کی ہی اور جانب غرب اسکا صحن ہی ستر گز سی ساٹھہ گز کا
اور اوس صحن کی گرد مکانات اور ابواب سنگ سرخ سی بنی ہوئی ہین
جانب غرب اس صحن کی دروازہ ہے کہ دیوان عام سی وہین رستہ آتا ہے
اور اس دروازہ کی آگی لال پردہ تنا رہتا ہی اور سب امرا روقت دربار کے
اس لال پردہ کی پاس سے آداب تسلیمات بجا لاتی ہین اور جانب شمال اسد برجی
حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑہی محلات شاہی کی اور اس عمارت کی
بیچ کی در کی سامنی صحن کی طرف ایک کٹہرا ہی سنگ مرمر کا اوسکو جو کنندے
دیوان خاص کہا کرتی ہین اسکی چھت بہی بڑی چاندی کی تہی مرہٹہ اوسکو
پاش کر دی مین او کہڑ گئی

ایسی خوش قطعہ ہی کہ بیچ حال ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت تحفہ ایرانی قالین بچھا ہوا ہے
اس طرح کی پچی کاری سے ہی یقین ہوتا ہی کہ اس قلعہ کی تعمیر مین کوئی نہ کوئی اوستاد
اٹالین شریک تہا کیونکہ پچیکاری کا ایجاد اوسی ملک سی ہی اوس درجے کے
بیچون بیچ مین ایک حوض ہی مربع پچین کار اوسکے چارون کونون پر چار فوارہ
لگی ہوئی تہی اوسکے گرد ایک نہر ہی گز بہر کی عرض کی اور بہت کم گہری
نہایت نفیس مشہور ہے کہ جب چاہتی تہی اس نہر اور حوض مین گرم پانی ہوتا تہا
اور جب چاہی ٹہنڈا تیسرا درجہ اس حمام کا ازارہ تک بر سنگ مرمر کا ہی جانب
غرب حوض گرم پانی کی بنی ہوئی ہین اوسکے بیچون بیچ مین سنگ مرمر کا چبوترہ
کہ اوسپر بیٹہ کر نہاتی تہی جانب شمال ایک شہ نشین بنی ہوئی ہی اور اوسمین
مستطیل حوض ہی جب چاہین اوسمین گرم پانی بہرین اور جب چاہین سرد پانی بہرین
اس درجہ مین بہت تحفہ پچیکاری اور منبت کاری کی ہوئی ہی شاید کہ یہہ حمام
شاہجہان اور عالمگیر کی بعد پہر گرم نہوا ہو مشہور ہی کہ سوا سو من لکڑی سی گرم ہوتا ہے

موتی محل

یہہ ایک محل ہی سنگ سرخ کا اور اوسکو سنگ پتہانی سی سفید کر کی رنگکاری
اور طلا کاری کی گلبوٹی بنائی تہی اسمین ایک درجہ ہی سندرہ گز کا لنبا اور آٹہہ گز کا
چوڑا متصل دو شہ نشینون پر اور اوسکے بیچ مین ایک حوض ہی چار گز کا لنبا اور تین
گز کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کی پیچھی ایک تنگ درجہ ہی آٹہہ گز کا لنبا اور پانچ گز کا چوڑا
اور

اور ایوان بیچ پانچ پانچ در کی کہ جانب شرق سی مشرف بدریا ہی اور جانب غرب
مشرف بہ باغ حیات بخش او ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض بیس گز کا ہی
اندر کی عمارت مین چار دہک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور باقی سنگ سرخ کا تہا سفیدی
اور اوسکو سنگ مہتابی سی سفید کیا ہی اور اسمین حوض اور نہر ہی اور اسمین ایک
چادر دو گز کی حوض سی جانب باغ حیات بخش ایک حوض مین پڑتی ہی کہ وہ بہی نقش
بہی عجایب روزگار سی ہی کہ ایسا بڑا پتہر اور ایسا بڑا ہی جو بڑا حوض اور کہین نہوگا
حقیقت اسکی یہہ ہے کہ یہہ پتہر ایسا بڑا بجرم مکرانہ کی کان مین سے نکلا جو کہ صفائی اور
شفافی مین بی نظیر تہا اسواسطی بموجب حکم بادشاہ کی اوسکا حوض بنایا گیا کہ چار
گز کا مربع اور ڈیڑہ گز کا عمیق ہی یہہ وار بنا کہ تمام حوض معہ پایوں کی ایک پتہر کا ہے
بعد تیار ہونی اوس حوض کی مکرانہ سی کہ دار الخلافہ سی دو سو کوس دور ہی باحتیاط لائے
اور اسمقام پر لاکر رکہہ دیا اس ہوتی محل کی جانب جنوب اور جانب شمال بہی مکانات ہے
اور اب بہی موجود ہین مگر اونمین کچہہ نقصان بہی آگیا ہی

نہر بہشت

اس محل مین ہوکر جو نہر سنگ مرمر کی دیوان خاص اور بڑی بیٹہک اور رنگ محل مین
جاتی ہی وہ نہر بہشت کہلاتی ہی اور پہر وہان سی منشعب ہو کر ہر ایک محل اور
مکان مین بہتی ہے

باغ حیات بخش

سنہ بنا ان کا شکستہ در و ... سبزہ بہتا ہوا آب نشستہ دو
کسی زمانہ میں یہ باغ بہت خوب اور نہایت تیار تھا اب بالکل ویران اور خراب
ہو گیا اسکو اسکی ایک دفعہ توجہ نہیں مکان اس باغ میں تب خوب بنے بنگال
بیان کیا جاتا ہی بہت بہشت لیکن اب اسکا کچھ نام باقی نہیں اور کام
کی مرمت کو نہیں ہے

حوض و نہر

اس باغ کے چمن میں ایک حوض ہے بنا ہوا ۲۰ گز کا اور اسکے بیچ میں کسی زمانہ میں انچاس فوارے جاری کئے لگے ہوئے تھے اور دو نہریں جو بیچ میں تھے وہ بیچ کناروں کے چاروں طرف گئے ہوئے تھے اور ... فوارے جاری تھے جو انکے سبب دو نہریں بہتی تھیں حوض کی چاروں طرف سنگ سرخ کی نہر ہے حوض کی بیچ میں اور اس نہر میں بھی فوارے جاری تھے کہ ہر وقت چھوٹا کرتے تھے اب ان فواروں کا نام ہی نہیں ہے البتہ جس جگہ فوارے تھے وہاں ایک چھید باقی ہے عمر دراز شوق کا ہمیشہ ... نہر دیتا تھا اب جس جگہ کہ باغ کی پانی دریا اسی حوض میں بیچ میں تھا درشاہ ... شاہ جہان کی نہر محل بنا ہے

بھادون

اس باغ میں جانب جنوب ایک مکان ہے سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اسکو بھادون کہتے ہیں چہرہ اسکا یہ ہے کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہے اور اوسپر سولہ ستون

ستون ہین کہ ایک ایوان اونکا تمام بیچ مین اور دو ایوان جانب شرق و غرب
اور دو بنگلہ ہین آگی پیچہی ان ستون کی سبب چہوٹی چہوٹی حجری
بن گئی ہین اور بیچ مین ایک حوض سنگ مرمر کا ہی نہایت گزیدہ اور طشتہ مین اوپر
نیچی لگا کہ اوس مکان مین نہر بہشت سی نہر آتی ہی اور حوض مین جا دہوکر
پڑتی ہی اور پہر اوسمین سی نکلکر ایک اور چادر چہوٹتی ہی اور نہر مین پڑتی ہی
یہہ عمارت ہی بہت نادر ہی اور اوسمین پانی کا پہرنا اور چادر کا چہوٹنا ایسا
معلوم ہوتا تہا کہ گویا بہادون کا مینہ برستا ہی اور اسی سبب سی اس مکان کا
بہادون نام رکہا ہی اب اس مکان مین پانی آنیکا اور چادرین چہوٹنی کا رستہ بالکل
بند ہو گیا ہی اس مکان کی حوض اور چادرون مین محرابی چہوٹی چہوٹی طاق
بنا دی ہین کہ دنکو اونمین گلدستہ پہولون کی رکہی جاتی تہی اور رات کو شمع کافوری
روشن ہوا کرتی تہین اور اوسکی اوپر سی پانی کی چادر گرتی تہی اور اندر سی
اون پہولون کی خوشنمائی اور چراغون کی روشنی عجب عالم دکہاتی تہی اسکی
چارون کونون پر چہوٹی برجیان جو گنبد کی شبیہ سی بنی ہوئی ہین

ساون

اسی باغ مین جانب شمال یہہ عمارت ہی نری سنگ مرمر کی نہایت نقش و
بہت تحفہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سی باہر ہی اور چہرہ اسکا
بعینہ مثل چہرہ بہادون کی ہی بال برابر بہی فرق نہین گویا ایک نگاہ کو

پہیاؤ اور ایک کو نکالو ایک ذرہ فرق نہیں اور اسیطرح آئینہ ہی پایہ دیتی ہی بنوادی ہے
اور جو بنس ہی بنایی اور اسیطرح گلدان اور چراغدان کہنی کو محرابی طاق بنائی ہین
اس سبب سے کہ اسمکان مین پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور شور شور سے پانی کا بہنا ہے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسا ساون بہادون کا مہینہ اسواسطی اس عمارت کا نام ساون بہادون کہا ہے

شاہ برج

یہہ برج بہی عجب عمارت ہی قطر اس برج کا سولہ گز کا ہی اور اوسکی عمارت تین
طبقہ پر ہی پہلی طبقہ کو زمین سی بارہ گز گز ہی دیکر بنایا ہی اور اسکی چہت اندر سے
گول اور اوپر سی مسطح ہی یہہ عمارت تمام سنگین ہی اچارہ تک تو سنگ مرمر کی
بنی ہوئی ہی اور اوسمین اچار رنگین سی پچی کاری کی ہوئی ہی اور اچارہ سے
چہت تک سنگ تہبانی سی سفید کر کی سنہری گل بوٹی بیل تی بنائی ہین یہہ حجرہ
مثمن ہی اور اسکا قطر آٹہہ گز کا ہی اور اوسمین چار طاق اور دو نشیمن نیم مثمن نشست
بر ریا بنائی ہین اور اوسکی اوپر کار سنگ مرمر کی ہی طول اور عرض طاق شمالی
اور شرقی کا چار گز کا ہی اور غربی اور جنوبی طاقونکا طول چار گز کا اور عرض تین گز کا ہے
اور مثمن درجہ کی بیچمین ایک حوض ہی تین گز کی قطر کا نہایت دلربا اور نہایت خوشنما
کہ اوسکی منبت کاری دیکہہ کر عقل حیران ہوجاتی ہی اور صنعت الہی یاد آتی ہے
اور غربی طاق مین ایک آبشار ہی اور چہوٹی چہوٹی طاق محراب دار بنائی ہین
کہ اونمین دنکو پہول اور راتکو چراغ رکہا کرتی اوس آبشار کی آگی ایک حوض ہے

سنگ

سنگ مرمر کا ساڑھے تین گز کی طول اور ڈھائی گز کی عرض سے اور اس حوض سے
شرقی طاق کی کنارہ تک ایک پتھر ڈیڑھ گز کی عرض سے نری سنگ مرمر کے
بہت تحفہ اور پرچین سارا اور منبت کار اور یہہ دو نو حوض بہی نہایت پرچین ہیں
اور منبت کا ہیں اور عقیق اور مرجان اور اور پتھر بیش قیمت جڑے ہوئی ہیں اس نہر میں سے
ایک نہر نکلکر غربی طاق کی حوض میں گرتی ہے اور اوس سے برج کی نہر میں آن کر
اور ثمن حوض میں سے ہوکر شرقی طاق کی طرف بہتی ہے کہ اوسکے نیچے دریا کی طرف
ایک آبشار بنی ہوئی ہے سارے قلعہ میں اسی مقام سے نہر گئی ہے اور ہر جگہہ پانی کی جابجا
قلبہ اسی برج میں بنی ہوئی ہیں اور ہر ہر قلبہ پر نام لکہا ہوا ہے کہ یہہ فلانی حوض کا
قلبہ ہے اور یہہ فلانی نہر کا اور دوسرے درجہ کی عمارت بہی ثمن ہے نہایت
صفائی کی ساتھہ آٹھہ گز کی قطر ہے اور اوسکے آٹھوں ضلعوں پر سراسر ایوان ہیں
چوبیس ستونکا اور تیسرے درجہ کی عمارت ایک نشیمن ہے گنبدی آٹھہ ستون پر
اور اوسکا برج سنگ مرمر اور کلس سنہری ہے غرضکہ یہہ عمارت بہی بہت نفیس ہے

مہتاب باغ

یہہ باغ کسی زمانہ میں بہت اچہا ہوگا مگر اب تو بجز اسکے کہ ایک بہت چوڑی نہر
اوسمیں جاری ہے اور اسکے غرب کی جانب سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ
حال نے قطب صاحب کے جہرنہ کی نقل بنائی ہے اور کچہہ نہین

شہر شاہجہان آباد

۵۰

یکے را زندگانی شاد باشد که در شاہجہان آباد باشد

جبکہ یہ قلعہ بن چکا اور بادشاہ اسمین رہنی لگی یعنی ۱۰۵۸ سنہ ہجری مطابق ۱۶۴۸ سنہ ع
جب ہی سی یہ شہر بہی آباد ہونا شروع ہوا چنانچہ میر یحیی کاشی نی یہ تاریخ کہی

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد

مرات آفتاب نما
سنہ ۲۴ جلوسی مطابق ۱۰۶۰ سنہ ہجری موافق ۱۶۵۰ سنہ عیسوی شاہجہان کی حکم موجب مٹی اور
پتہر سی چار مہینہ کی عرصہ مین ڈیڑ لاکہہ روپیہ خرچ ہوکر شہر کی فصیل تیار ہوئی مگر
دوسرے برس برسات مین اکثر جگہہ سی گر پڑی اسواسطی شاہجہان نی چونہ اور پتہر سے
از سر نو بنی کا حکم دیا اور سات برس کے عرصہ مین یعنی ۱۰۶۹ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۸ سنہ ع
مین چار لاکہہ روپیہ خرچ ہوکر یہہ فصیل تیار ہوگئی طول اسکا چہہ ہزار چہہ سو چونسٹہہ
گز کا ہی اور چار گز کی چوڑی اور نو گز کی اونچی ہی اور اسمین ستائیس برج
دس گز کی قطر سی ہین ۱۸۰۳ سنہ ع مطابق ۱۲۱۸ سنہ ہجری کی جب سرکار انگریزی عملدار ہوئی
ہوئی تو یہہ فصیل اکثر جگہہ سی ٹوٹ رہی تہی سرکار کی حکم سی اسکی مرمت ہوئی
اور خندق اور دیوار بہت آراستگی سی درست کی گئی اجمیری دروازہ باہر کی غازی الدین خان
فیروز جنگ پدر نظام الملک آصف جاہ کا مقبرہ تہا جو مدرسہ کرکے مشہور ہے اسکی اسکو بہی
شہر پناہ کی اندر لیا اور قریب ۱۸۱۱ سنہ ع مطابق ۱۲۲۶ سنہ ہجری کی اس مدرسے کے گرد
بہی شہر پناہ سرکار کی حکم سی بنائی گئی اور اسنے شہر پناہ کی برج پر سنگ مرمر مین یہہ کتبہ کہود کر لگایا گیا

برج اکبر شاہ

اس شہر کی دروازہ بہت خوشنمائی سی بنی ہوئی ہین اکثر دروازونکی ایک سے قطع ہی ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۹ سنہ ہجری مین سرکار انگریزی کی حکم سی ایک اور تیار دوہرا دروازہ بنا ہی ایک دروازہ مین سی آتی ہین اور ایک مین سی جاتی ہین اور کلکتہ دروازہ اسکا نام رکہا ہی اور اوسپر یہہ کتبہ ہی

کلکتہ دروازہ ۱۸۵۲ء

اب اس شہر کی چودہ دروازہ اور چودہ کہڑکیان ہین اور اونکی نام یہہ ہین

نام دروازونکے

دلی دروازہ راج گہاٹ دروازہ خضری دروازہ کلکتہ دروازہ نگمبود دروازہ کیلہ گہاٹ دروازہ لال دروازہ کشمیری دروازہ بدررو دروازہ کابلی دروازہ پتہر گہٹی دروازہ سعدو لاہوری دروازہ اجمیری دروازہ ترکمان دروازہ

کہڑکیونکے نام

زینت المساجد کی کہڑکی نواب احمد بخش خانکی کہڑکی نواب غازی الدین خانکی کہڑکی نصیر گنج کی کہڑکی نئی کہڑکی شاہ گنج کی کہڑکی اجمیری دروازہ کی کہڑکی سعدو سیدہولی کی کہڑکی سعدو بلند باغ کی کہڑکی سعدو فراشخانہ کی کہڑکی مسیکے امیر خانکی کہڑکی خلیل خانکی کہڑکی بہادر علیخانکی کہڑکی نگمبود کی کہڑکی

اردو بازار اور چاندنی چوک

قلعہ کی لاہوری دروازہ کی آگی پچاس گز چوڑا اور ایکہزار پانسو بیس گز لنبا بازار ہے

مرآت آفتاب نما

اگلی تاریخ کی کتابون مین اس بازار کو لاہوری بازار کر کر لکھا ہی اس بازار کو سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نی بنایا ہی قلعہ کی لاہوری دروازہ سی چار سو اسی گز پر ایک چوک بنی تہی کر کا مربع اس چوک کہ مین کوتوالی چبوترہ ہی اس چوک سی چار سو گز آگی ایک اور چوک بی ہشت پہل سو گز در سو گز اس چوک کو چاندنی چوک کہتی ہین سب کی گرد بہت خوبصورت دوکانین بنی ہوئی ہین اور شمال کی طرف باغ ہی بیگم صاحب آباد یا بیگم کا باغ کہتی ہین اسکی آگی پانسو ساٹھہ گز لنبا بازار ہی اور سب بازار مین نہر بہتی ہی اس بازار کی سری پر فتحپوری مسجد ہی

فیض بازار

قلعہ کی دلی دروازہ کی سامنی ایک بازار ہی ایک ہزار پچاس گز لنبا اور تیس گز چوڑا اور اسکی دونو طرف پختہ دوکانین بنی ہوئی تہین اور بیچمین بہت خوبصورتی نہر بہتی تہی اس بازار کو اکبر آبادی محل شاہجہانی بیوی نی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ء مین بنایا تہا اور اکبر آبادی مسجد بہی اسی بازار مین ہی اس بازار کا نام تاریخ کی کتابون مین اکبر آبادی بازار بہی ہی دونو بازار شاہجہانی عہد کی ساتہہ کی بنی ہوئی ہین اور باقی اور بازار رفتہ رفتہ بنتی گئی ہین

مرآت آفتاب نما

آراستگی بازار اور شہر

شاہجہانی وقت مین ان سب بازارونمین نہر بیچ مین بہتی ہوئی تہین جنکی سبب بازار صاف رہتی تہی اور تحریر ہونی باقی ہی اب کہ عمارتونکو بالکل انقلاب ہوگیا وہ نہرو مین کچہہ تو بند ہوگئین کچہہ اور جگہہ گئین نہر اس سبب بازار خراب ہوگئی سنہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۷ء سی ستر اسی برس تک صاحب کلکٹر اور مجسٹریٹ صاحب نی شاہجہان آباد کی

بازار

بازارونکی صفائی اور شہر کی آبادی پر ہمت صرف کی الغرض جگہہ بجگہہ بدرو بنوا دئین
اور بعضی جگہہ پرانی بدرو ونکو درست کیا اور بڑے بازار مین دونون طرف دوکانون
کی نیچے نیچے بدرو بنا کر شہر کی ہر بائی نکلوا دیا دوکانونکی آگی سنگ سرخ کی
خوبصورت چبوترے بنوا دئے اور بڑی بازار مین انکو دو طرفہ لالٹینونکی روشنی ہوتی
تھی ان اسباب سے اس شہر کو اور بھی زیب و زینت اور رونق ہو گئی

فیض نہر

مرات آفتاب نما

اول بانی نہر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہی اوسنی سنہ ۶۹۱ ہجری مطابق سنہ ۱۲۹۱ عیسوی کے
اس نہر کو سواد پرگنہ خضر آباد مین جمنا سی کاٹا اور بیس کوس تک پرگنہ سفیدون مین جہان
اوسکی شکار گاہ تہی لا کر چھوڑ دیا بعد کسی بادشاہ کو اوسکا خیال نرہا کہ وہ نہر بند ہو گئی تہی
سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کی جلال الدین اکبر بادشاہ کی عہد مین شہاب الدین احمد خان صوبہ دار
دہلی نی اس نہر کو پہر صاف کرایا اور اپنی جاگیر مین لایا اور نہر شہاب اسکا نام رکہا ایک مدت
بعد یہہ نہر پہر بند ہو گئی تہی سنہ ۱۰۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۳۸ عیسوی کی شہاب الدین محمد شاہجہان نی اس
نہر کی سفیدون تک صاف ہونیکا اور سفیدون سی قلعہ شاہجہان آباد تک نئی کہدنیکا حکم دیا
چنانچہ یہہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ بن چکا تو قلعہ اور شہر مین جاری ہوئی ایک مدت بعد
اس نہر کا پہر بہی حال ہو گیا تہا آخر کار سنہ ۱۸۲۰ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۳۶ ہجری کی سرکار انگریزی نی
پہر نہر کو جاری کیا اور اب تک بدستور جاری ہی اور مرمت اور گشت
درختون سے تیار اور مصفا رہتی ہے

فہرست تیسری باب آثار الصنادید کی جسمین بادشاہون اور ہندؤن کی متفرق عمارتون کا ذکر ہے

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	صفحہ نمبر
۱	لوہے کی لاٹھ	راجہ بسدیو عرف دہاوا	رلجہ دہاوا	.	تخمینا ۸۹۵ سال قبل حضرت مسیح	اس لاٹھ پر سند ہیون پر قحبا کا کتبہ کندہ تھی کر رواج خط سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حرف پانچوین صدی بعد حضرت مسیح کی کندہ ہوئی ہین	۲
۲	لاٹھ اشوکا یا مینار زرین یا لاٹھ فیروز شاہ	رلجہ اشوکا	راجہ اشوکا	.	۲۹۰ سال ق م	پرانی خط مین بودہ کی مذہب کے احکام اور ناگری حرفون مین	۴
۳	لاٹھ اشوکا یا مینار [illegible]	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	.	۲۹۰ سال ق م	سلد بودہا کا کتبہ کندہ ہے اور کتبہ کندہ ہوا راے پتہورا کی وقت مین	۸
۴	انیک پور	انیک پال تونور	انیکپال تونور	سنہ [illegible]	سنہ ۶۷۶		۹
۵	انکپال	انیکپال تونور	انیکپال تونور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷۶		۱۰
۶	سورج کنڈ	سورج پال	انیکپال تونور	سنہ ۶۷	سنہ ۶۸۶		۱۱
۷	بتخانہ واقع قطب صاحب	پرتھی راج عرف راے پتہورا	راے پتہورا	سنہ ۵۳۸	سنہ ۱۱۴۳	سنہ ۵۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ عیسوی کے قطب الدین ایبک نے بتخانہ توڑکر	۱۱
	مسجد قوۃ الاسلام	قطب الدین ایبک سپہ سالار	سلطان معزالدین			مسجد بنائی اور بتخانہ پر اور لاٹھ کے پہلی درجہ پر کتبہ لگایا اور	۱۲
	ایضا	تعمیر سلطان معزالدین	سلطان معزالدین			سنہ ۵۹۴ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۷ عیسوی کے سلطان معزالدین کی پانچ	۱۳
	ایضا	تعمیر شمس الدین	سلطان شمس الدین			محرابین بنوائین سنہ ۶۲۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۹ عیسوی سلطان شمس الدین التمش [illegible]	۱۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سنہ بنا ہجری	سنہ بنا عیسوی	کیفیت	نمبر نقشہ
	ایضا	تمیران سلطان علاء والدین	سلطان علاوالدین			مین تین محرابین اور برج مین اور لاٹھ پر پانچ درجہ اور برجہاے سنہ ۷۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۱ عیسوی کی سلطان علاوالدین نی اس مسجد کو بنا چاہا تھا اور دوسری لاٹھ پہلی لاٹھ سی دوگنی بنانی چاہی کہ ناتمام رہگئی	۲۰
۸	لاٹھ قطب صاحب	پرتھی راج عرف رای پتھورا	رای پتھورا				۱۵
	ایضا	قطب الدین ایبک [illegible] محمد سام	سلطان معزالدین				۱۷
	ایضا	شمس سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین				۱۸
۹	دروازہ کلان متصل لاٹھ	سلطان علاوالدین	سلطان علاوالدین				۲۰
۱۰	ادونی یعنی ناتمام لاٹھ	سلطان علاوالدین	سلطان علاوالدین				۲۲
۱۱	حوض شمسی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۷	سنہ ۱۲۲۹	سنہ ۷۱۱ مطابق سنہ ۱۳۱۱ سلطان علاوالدین نی اس حوض کی بیچ میں برجی بنائی	۲۳
۱۲	مقبرہ سلطان غاری	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۹	سنہ ۱۲۳۱	ناصر الدین محمود سلطان شمس الدین کی بیٹی کا مقبرہ ہے	۲۳
۱۳	مقبرہ سلطان شمس الدین	رضیہ سلطان بیگم	رضیہ سلطان بیگم	سنہ ۶۳۳	سنہ ۱۲۳۵		۲۴
۱۴	درگاہ شاہ ترکمان	.	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۵	مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ	معزالدین بہرام شاہ	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۹	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۶	مقبرہ رضیہ سلطان بیگم	معزالدین بہرام شاہ	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۷	مقبرہ معزالدین بہرام شاہ	علاءالدین مسعود شاہ	مسعود شاہ	سنہ ۶۳۹	سنہ ۱۲۴۱		۲۶
۱۸	مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۸۳	سنہ ۱۲۸۴	خان شہید کی مرنے کی وقت اسکی قبر اور یہ مقبرہ بادشاہ نی بنایا	۲۶

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
١٩	حوض علائی یا حوض خاص	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین	سنہ ٦٩٥	سنہ ١٢٩٥	فیروز شاہ کے وقت میں حوض خاص اسکا نام ہوا	٢٧
٢٠	مقبرہ سلطان علاء الدین	قطب الدین مبارک شاہ	قطب الدین مبارک شاہ	سنہ ٧١٧	سنہ ١٣١٧		٢٧
٢١	باولی درگاہ حضرت نظام الدین	حضرت نظام الدین	غیاث الدین تغلقشاہ	سنہ ٧٢١	سنہ ١٣٢١	سنہ ١٢٨٦ ہجری مطابق سنہ ١٨٦٩ عیسوی کے محمد معروف نے اس باولی پر ایک مکان بنایا	[illegible]
٢٢	مقبرہ غیاث الدین تغلقشاہ	محمد عادل تغلقشاہ	محمد عادل تغلقشاہ	سنہ ٧٢٥	سنہ ١٣٢٤	محمد عادل تغلقشاہ کی بھی اسی میں قبر ہے	٢٩
٢٣	درگاہ حضرت نظام الدین	.	محمد عادل تغلقشاہ	سنہ ٧٢٥	سنہ ١٣٢٤	خلیل اللہ خان نے سنہ ١٠٦٣ ہجری مطابق سنہ ١٦٥٣ عیسوی کے مزار پر بارہ دری بنائی	٣٠
٢٤	ست پلہ	محمد عادل تغلقشاہ	محمد عادل تغلقشاہ	سنہ ٧٢٧	سنہ ١٣٢٦		٣١
٢٥	درگاہ شیخ صلاح الدین	.	فیروز شاہ	سنہ ٧٥٣	سنہ ١٣٥٢		٣٢
٢٦	مسجد درگاہ حضرت نظام الدین	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ٧٥٣	سنہ ١٣٥٣		٣٣
٢٧	مسجد جامع فیروز شاہ	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ٧٥٥	سنہ ١٣٥٤	تیمور کا خطبہ اسی مسجد میں پڑھا گیا	٣٤
٢٨	کوشک انور یا مہندیان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ٧٥٥	سنہ ١٣٥٤	.	٣٤
٢٩	بولی ہشیار کا محل	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ٧٥٥	سنہ ١٣٥٤		٣٥
٣٠	کالی مسجد نزد نظام الدین	خان جہان	فیروز شاہ	سنہ ٧٧٢	سنہ ١٣٧٠		٣٦
٣١	درگاہ روشن چراغ دہلی	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ٧٧٥	سنہ ١٣٧٣		٣٦
٣٢	قدم شریف یا مقبرہ فتح خان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ٧٧٦	سنہ ١٣٧٤		٣٧

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	صفحہ نمبر
				ہجری	عیسوی		
۳۳	مسجد چوراسی قدم شریف	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۶	سنہ ۱۳۷۴		۳۸
۳۴	درگاہ حضرت سید محمود بہار	.	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۸	سنہ ۱۳۷۶	.	۳۸
۳۵	کالی مسجد شہر	خان جہان	فیروز شاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۶	مسجد بیگم پور	خان جہان	فیروز شاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۷	مسجد کالو سرائے	خان جہان	فیروز شاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۸	مسجد کھڑکی	خان جہان	فیروز شاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۴۰
۳۹	مقبرہ فیروز شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	محمد شاہ ناصر الدین	سنہ ۷۹۲	سنہ ۱۳۸۹		۴۰
۴۰	خضر کی گمٹی	ابو الفتح مبارک شاہ	مبارک شاہ	سنہ ۸۲۴	سنہ ۱۴۲۱	خضر خان کا یہہ مقبرہ ہے	۴۱
۴۱	مبارکپور کوٹلہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۸۳۷	سنہ ۱۴۳۳		۴۱
۴۲	مقبرہ محمد شاہ	علاء الدین عالم شاہ	علاء الدین عالم شاہ	سنہ ۸۴۹	سنہ ۱۴۴۵		۴۲
۴۳	مقبرہ سلطان بہلول	سلطان سکندر	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۲
۴۴	پنج برجہ زمرد نوا	زمرد خان	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۳
۴۵	بستیے ودیے	بستیے خواجہ سرا	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۳
۴۶	موتھہ کی مسجد	شہاب الدین	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	صفحہ نمبر
۴۷	مقبرہ لنگر خان	۔	سلطان سکندر	سنہ ۹	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۸	قبر جسہ	۔	سلطان سکندر	سنہ ۹۰۰	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۹	راجو کمی شاہ من	دولتخان	سلطان سکندر	سنہ ۹۲۲	سنہ ۱۵۰۶		۴۵
۵۰	مقبرہ سلطان سکندر	سلطان ابراہیم	سلطان ابراہیم	سنہ ۹۲۳	سنہ ۱۵۱۷		۴۶
۵۱	درگاہ یوسف قتال	شیخ علاء الدین	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۳	سنہ ۱۵۲۶		۴۶
۵۲	درگاہ مولانا جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۳	مسجد درگاہ جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۴	نیلی چھتری	ہمایون بادشاہ	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۳۹	سنہ ۱۵۳۲		۴۸
۵۵	درگاہ امام ضامن	امام ضامن	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۴۴	سنہ ۱۵۳۷		۴۸
۵۶	درگاہ حضرت قطب صاحب	خلیل اللہ خان	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۴۹
۵۷	مسجد قلعہ کہنہ	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۰
۵۸	شیر منڈل	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۱
۵۹	مسجد و مقبرہ خیر پور	خبر خان	شیر شاہ	سنہ ۹۵۰	سنہ ۱۵۴۳		۵۲
۶۰	کہاری باولی	عماد الملک خواجہ عبد اللہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۲	سنہ ۱۵۴۵		۵۲

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۶۱	مقبرہ عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
۶۲	مسجد عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
۶۳	مسجد درگاہ قطب صاحب	اسلام شاہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۹	سنہ ۱۵۵۱	فرخ سیر نے اس مسجد کو بڑا کر بنایا	۵۳
۶۴	عرب سرا	حاجی بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹۶۹	سنہ ۱۵۶۱		۵۴
۶۵	خیر المنازل	ماہم بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹۶۹	سنہ ۱۵۶۱		۵۴
۶۶	بھول بھلیاں یا مقبرہ ادہم خان	اکبر بادشاہ	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۶۹	سنہ ۱۵۶۱		۵۴
۶۷	مقبرہ ہمایوں	حاجی بیگم	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۲	سنہ ۱۵۶۵		۵۵
۶۸	نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان	نواب نوبت خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۲	سنہ ۱۵۶۵		۵۶
۶۹	مقبرہ اتکہ خان	کوکلتاش خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۴	سنہ ۱۵۶۶		۵۷
۷۰	درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ	.	اکبر بادشاہ	سنہ ۱۰۱۲	سنہ ۱۶۰۳		۵۷
۷۱	درگاہ حضرت امیر خسرو	عماد الدین حسن	نور الدین جہانگیر	سنہ ۱۰۱۴	سنہ ۱۶۰۵		۵۸
۷۲	جیلخانہ یا سرائے فرید خان	فرید خان	جہانگیر	سنہ ۱۰۱۷	سنہ ۱۶۰۸		۵۸
۷۳	بارہ پلہ	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱۶۱۲		۵۹
۷۴	سندری	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱۶۱۲		۵۹

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	صفحہ نمبر
				ہجری	عیسوی		
۷۵	کوس مینار	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۹	سنہ ۱۶۱۸		۹۰
۷۶	پل سلیم گڈھ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۱	سنہ ۱۶۲۱		۹۰
۷۷	مقبرہ شیخ فرید	شیخ فرید	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۲	سنہ ۱۶۲۳		۹۱
۷۸	نیلہ برج یا مقبرہ فہیم	عبد الرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۲	سنہ ۱۶۲۳		۹۱
۷۹	چونسٹھ کھمبہ مقبرہ اولاد اتکہ خان	مرزا عزیز کوکلتاش	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۳	سنہ ۱۶۲۴		۹۲
۸۰	مقبرہ خانخانان	عبد الرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۹۲
۸۱	مقبرہ سبز بُرج	نذر خان	شاہجہان	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۹۳
۸۲	خاص محل	خاص محل	شاہجہان	سنہ ۱۰۴۲	سنہ ۱۶۳۲		۹۳
۸۳	مقبرہ شیخ عبد الحق	شیخ الاسلام	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۲	سنہ ۱۶۴۲		۹۳
۸۴	جامع مسجد	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۹۴
۸۵	دار الشفا و دار البقا	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۹۹
۸۶	باغ بیگم	جہان آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۹۹
۸۷	مسجد فتحپوری	فتحپوری بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷
۸۸	مسجد اکبرآبادی	اکبرآبادی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۰

نمبر	نام مکان	نام جس بانی کا	نام بادشاہ جن کے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	صفحہ نمبر
				ہجری	عیسوی		
۸۹	مسجد سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۱
۹۰	باغ شالامار	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۴	سنہ ۱۶۵۳		۷۱
۹۱	باغ روشن آرا	روشن آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۴	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۰	باغ سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۴	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۳	موتی مسجد	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۰۷۰	سنہ ۱۶۵۹		۷۳
۹۴	مقبرہ جہان آرا بیگم	جہان آرا بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۰۹۲	سنہ ۱۶۸۱		۷۳
۹۵	مقبرہ سرمد	.	عالمگیر	سنہ ۱۱۰۰	سنہ ۱۶۰۹		۷۴
۹۶	درگاہ حضرت سید حسن رسول نما	.	عالمگیر	سنہ ۱۱۰۳	سنہ ۱۶۹۱		۷۴
۹۷	جبرنہ	غازی الدین خان	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۲	سنہ ۱۷۰۰		۷۵
۹۸	مسجد اورنگ آبادی	اورنگ آبادی بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۴	سنہ ۱۷۰۳		۷۶
۹۹	مقبرہ زیب النساء بیگم	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۴	سنہ ۱۷۰۳		۷۷
۱۰۰	موتی مسجد قطب صاحب	بہادر شاہ	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۱	سنہ ۱۷۰۹		۷۷
۱۰۱	زینت المساجد	زینت النساء بیگم	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸
۱۰۲	مقبرہ غازی الدین خان	غازی الدین خان	شاہ عالم بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۰۳	مجبر شاہ عالم بہادر شاہ	جہاندار شاہ	جہاندار شاہ	سنہ ۱۱۲۴	سنہ ۱۷۱۲	شاہ عالم اور اکبر شاہ کے عہد میں بنا	۷۹
۱۰۴	برج مقبرہ [illegible]	.	رفیع الدرجات	سنہ ۱۱۳۱	سنہ ۱۷۱۸		۸۰
۱۰۵	سنہری مسجد کوتوالی چبوترہ	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۴	سنہ ۱۷۲۱		۸۰
۱۰۶	مسجد [illegible]	شرف الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۵	سنہ ۱۷۲۲		۸۱
۱۰۷	جنتر منتر	راجہ سوائی جے سنگھ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴	اس رصد خانہ میں انگریزی شریک ہیں	۸۱
۱۰۸	شاہ مردان	نواب قدسیہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴		۸۶
۱۰۹	فخر المساجد	فخر النساء خانم	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۸		۸۸
۱۱۰	باغ محلہ زمان	ناظر محلدار خان	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۹		۸۹
۱۱۱	[illegible]	.	محمد شاہ	سنہ [illegible]	سنہ ۱۷۲۷		۸۹
۱۱۲	مسجد روشن الدولہ	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۰	سنہ ۱۷۳۷		۹۰
۱۱۳	باغ ناظر	ناظر روز افزون	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۴	مجبر محمد شاہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۵	قدسیہ باغ	نواب قدسیہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۲	سنہ ۱۷۴۹		۹۲
۱۱۶	چوبی مسجد	احمد شاہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۴	سنہ ۱۷۵۰		۹۲
۱۱۷	سنہری مسجد	جاوید خواجہ سرا	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۵	سنہ ۱۷۵۱		۹۲
۱۱۸	مقبرہ منصور	شجاع الدولہ	عالمگیر ثانی	سنہ ۱۱۶۷	سنہ ۱۷۵۳		۹۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۱۹	کاکا کا حجرہ	.	شاہ عالم	سنہ ۱۱۷۸	سنہ ۱۷۶۴		۹۴
۱۲۰	لال بنگلہ	شاہ عالم	شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۳	سنہ ۱۷۷۹		۹۶
۱۲۱	مقبرہ نجف خان	.	شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۵	سنہ ۱۷۸۰		۹۷
۱۲۲	جینیوں کا مندر	سوہن گوال سکریائے	شاہ عالم	سنہ ۱۲۱۵	سنہ ۱۸۰۰		۹۷
۱۲۳	گرجا گھر	کرنیل اسکنر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۲	سنہ ۱۸۲۶		۹۸
۱۲۴	جوگ مایا	راجہ سیدھ مل	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۳	سنہ ۱۸۲۷		۹۸
۱۲۵	جینیوں کا مندر نیا	پنچایتی	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۸		۹۹
۱۲۶	کوٹھی جہاں نما	سمتھ صاحب بہادر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۸		۱۰۰
۱۲۷	مجسر بیسرا گھر	ممتاز محل	ولیم چہارم	سنہ ۱۲۴۸	سنہ ۱۸۳۲		۱۰۰
۱۲۸	ظفر محل	بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۲		۱۰۱
۱۲۹	ہیرا محل	بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۲		۱۰۱
۱۳۰	کوٹھی دلکشا	سمتھ صاحب بہادر	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۱	باؤلی قطب صاحب	حافظ داؤد	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۳
۱۳۲	آہنی پل سمندان	گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۴
۱۳۳	لاٹ کی	گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۴	پل جدید محمود	گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۸	سنہ ۱۸۵۲		۱۰۳

مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی باہتمام شیخ ظفر علی

سنہ ۱۲۷۰ ہجری و سنہ ۱۸۵۳ عیسوی

تیسرا باب

بادشاہون اور امیرون کی بنائی ہوئی عمارتون کے بیان مین

نمبر ۱ لوہی کی لاٹہہ

یہ لاٹہہ راجہ باوا یا سیدہاوی کی قطب صاحب کی مینار کی پاس ہی اور سر سی پانون تک لوہی کی ڈہلی ہوئی ہی ایسکی سری پر لوہی کی ٹکڑونمین بہت منبت کاری اور مرغولین بہت خوبصورت بنائی ہین بلندی اس لاٹہہ کی زمین پر سی بائیس فٹ چہہ انچہ اور محیط تہانی پر کا پانچ فٹ تین انچہ ہی ایک کہانی مشہور ہے کہ راے پتہورا کی وقت مین پنڈتون نی اس لاٹہہ کو راجہ باسک کے سر پر گاڑا تہا اس غرض سی کہ راے پتہورا کی خاندان مین عملداری کبہی ٹلنی نہ پاوی یہہ بالکل غلط ہی اس لاٹہہ پر سنسکرت زبان اور ناگری حرفون مین ایک اشلوک کندہ ہین تہا.

بنکا خلاصہ مضمون یہہ ہی کہ والی سندہ نی فوج جمع کی تہی راجہ دہاوا سے
انکو بعد لڑائی کی راجہ دہاوا نی فتح پائی اور یہہ لاٹہہ بطور یادداشت اپنی
فتح کی بنائی مگر قبل از نصب لاٹہہ کی مرگیا جمس پرنسپ صاحب لکہتی ہین کہ اس راجہ کا
اور کچہہ حال نہین معلوم ہوا بجز اسکے کہ ہستناپور کی راجاوٴن کا راجہ ہے اور
اس قسم کی ناگری حرف تیسری یا چوتہی صدی بعد حضرت عیسی مین جاری رہے
تہی اس سبب سے خیال کیا ہی کہ یہہ لاٹہہ پانچوین صدی سی بہت ورے کی
آٹہوین صدی مین بعد حضرت عیسی کی بہم اسباب کی بانی ہی انکار کرتے
ہین اسکا سبب یہہ ہے کہ راجاوٴن کی تاریخ ۱۱۹۳ عیسوی سے مسلمانون کی عملداری
ہونی تک بصحت تمام لکہی ہی مین کہیہ بہی نہین اون تاریخون مین اس راجہ کا ذکر
نہین علاوہ اسکے اس لاٹہہ پر سمت کندہ نہونی سی یقین ہوتا ہی کہ بکرماجیت
سی پہلی کی ہی کیونکہ بکرماجیت کی بہی سمت لکہنی کا اور کوئی نہ کوئی سنہ مقرر
کرنیکا بالکل رواج ہو گیا تہا اسکے سوا اوس زمانہ مین ہستناپور کے راجاوٴن کا
راج بالکل جاتا رہا تہا ان دلیلون سے ہماری نزدیک یہہ لاٹہہ راجہ بید ہستانی و
عرف راجہ دہاوا کی بنائی ہوئی ہی جو جدہشتر کی اولاد مین سے انیسوان
راجہ ہی اگرچہ یہہ راجہ اندرپت مین آبسی تہی بالاقدیم تخت گاہ اونکا ہستناپور
تہا اسی سبب سے ہستناپور کے راجہ کہلاتی تہی مذہب اس راجہ کا بشنوی تہا
لاٹہہ کے کتبہ سی یہی ہی مذہب معلوم ہوتا ہے مروج تاریخی کتابون سی ظاہر ہے

[1] دیکہو نمبر ا

[2] دیکہو جرنل سوسیٹی بنگال کتاب نمبر ۳ صفحہ ۴۹۵ و کتاب نمبر ... صفحہ ۷۹

[3] جرنل ایشیاٹک سوسیٹی کتاب نمبر ۲ صفحہ ۴۰۴

[4] دیکہو آئین اکبری

[5] بہاگوت و خلاصۃ التواریخ و راجاولی و سلسلۃ الملوک

کہ راجہ بسید ماوی ایکہزار نوسو پانچ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا
انگریزی مورخون نی جو صحیح حساب راجہ جدہشٹر کی مسند نشینی کا نکالا ہے
اوس حساب سی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ راجہ آٹہہ سو چہانوین سال قبل حضرت مسیح
مسند نشین ہوا تہا اور اسی سبب سے ہماری رای مین یہہ لاٹہہ نوین صدی مین قبل
حضرت مسیح بنی الا تمام پرانی ہی ایک مدت بعد کسی راجہ نی راجہ دہاوا کا
فتحنامہ جس صدی اوس راجہ نی اسکو بنایا تہا کہود کر لاٹہہ کو نصب کردیا کچہہ
عجب نہین کہ یہہ بات تیسری یا چوتہی صدی بعد حضرت عیسی کی ہوئی ہو جبکہ
رای پتہورا نی اس لاٹہہ کی قریب قلعہ اور بتخانہ بنایا تب یہہ لاٹہہ بتخانہ کے
صحن مین آگئی اور جب وہ بتخانہ توڑ کر قطب الدین ایبک نی مسجد بنائی تب یہہ
لاٹہہ مسجد کی صحن مین آگئی چنانچہ ایک مسجد کی صحن مین تو موجود ہی بہرحال یہہ لاٹہہ
ایک عجب چیز ہے اب تک اسمین کچہہ نقص نہین آیا شاید کولہ کی صدمہ سے
ایک مقام پر تہوڑا سا بال آگیا ہی نوجوان آدمی اس لاٹہہ کو کولہین پکڑتی ہین
اور یہہ کہیل کہیلتی ہین کہ جسکی کولہین یہہ لاٹہہ آجاوی وہ حلال کا اور جسکی کولہین
نہ آوے وہ حرام کا ہے

نمبر ۲ لاٹہہ اشوکا یا منارہ زرین یا لاٹہہ فیروز شاہ

یہہ لاٹہہ پتہر کی ہی اور لوگ کو رنڈ کا پتہر بتاتی ہین اور بہت صاف بنائی ہی ایسی
ساتہہ کی پانچ لاٹہین ہین ایک رادہیا مین دوسری بہتیا مین تیسری الہ اباد مین
ہی

تو بہی سرتہہ کی نواح مین پانچون موضع نوہرہ مین ان پانچون لاٹہون کو راجہ اشوکا نی
بنایا تہا چنانچہ اس لاٹہ پر دو کتبہ کہودی ہوئی ہین پہلا کتبہ اسی راجہ کی	دیکہو کتبہ نمبر ۱
نام کا ہی اس کتبہ کی زبان پالی اور سنسکرت آمیز ہی اور حروف بہی بہت پرانی
ناتراشیدہ ہین جو دیوناگری حروف سی پہلی تہا اور اسمین بودہ کی مذہب کی
تعلیم اور جاندار کو دکہ نہ دینی اور مجرم پر سزائی قصاص اور سیاست
نہ دینی جاری کرنی کی احکام لکہی ہین لیکن یہہ کتبہ کسی پہلی زمانہ مین پڑہا نہین گیا	منتخب اقلیم
اور فیروز شاہ نی بہی بہت پنڈت جمع کیی الا ان سی بہی پڑہا نہین گیا	تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
مگر مس پرنسپ صاحب نی اس کتبہ کو پڑہا وہ کہتی ہین کہ راجہ اشوکا پوتا تہا چندر گپت کا	آرکیولاجیکل سوسائٹی بنگال کتاب
اور یہہ دو ہزار دو سو تین کا تین سو چونتیس برس قبل حضرت مسیح کی مسند نشین ہوا اور سینتیسویں	نمبر ۱ صفحہ ۹۰۲ و مقابلہ
جلوس سلطنت کی دو سو اٹہانوین سال قبل حضرت مسیح یہہ لاٹہ بنائی فارسی تاریخون سی	صفحہ ۹۱ و ہر دو ایشیاٹک سوسائٹی کتاب ۳ صفحہ ۶۹۰
معلوم ہوتا ہی کہ یہہ راجہ دراصل کشمیر کا راجہ تہا اور تمام ہندوستان مین	آئین اکبری و تاریخ کشمیر
معہ قنوج اوسکا عمل تہا اور اوسکے وقت مین مذہب کی بابت گفتگو ہوئی جسکی
سبب سی تمام رعایا ناراض ہوگئی اور اوسکو لاچار ریاست چہوڑنی
پڑی ان لاٹہون پر مذہب کی گفتگو کندہ ہونی سی یقین پڑتا ہی کہ یہی راجہ اشوکا ہی
جسکی دار السلطنت کشمیر تہی اپنی فارسی تاریخون سی یہہ بہی معلوم ہوتا ہی
کہ راجہ اشوکا تخمینا ایکہزار تین سو تہتر سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تہا
مگر ہم پہلی مدت کو صحیح جانتی ہین دوسرا کتبہ اس لاٹہ پر بیسلدیو چوہان کا ہی	دیکہو کتبہ نمبر ۲

نام کا ہی بنی بیسدیو نسا ہبر کا راجہ تہا جیان سی چوہانونکا نکاس ہے اوسنے
فوج کشی کرکر تورون کو جو دلی کی راجہ تہی فتح پائی رای پتہورا انہی کی نسل سے تہا
یعنی سمت ۱۲۲۰ مطابق ۱۱۶۳ع کی اس لاٹہہ پر اپنی پر کہا کا فتح نامہ لکہوا دیا اس
کتبہ کی ناگری حرف اور سنسکرت زبان ہے ایسلئے اشلوک بخوبی پڑہی جاتے
ہین اس کتبہ مین بیسدیو کی تعریف اور اوسکی خوبیونکا بیان اور یہہ بات کہ
اوسنے فتح کرکر ہندوستان مین دہرم قایم کردیا لکہا ہوا ہے جس زمانہ مین کہ
فیروز شاہ بعد بنانی کوتلہ کی ٹہٹہہ کیطرف گیا اور پہر وہان سے پہر کر دلی مین آیا
یعنی قریب ۷۵۷ ہجری مطابق ۱۳۵۶ع کے تو اوس زمانہ مین یہہ لاٹہہ موضع توپرہ
پرگنہ سالورہ ضلع خضرآباد مین نصب تہی جو دلی سی پہاڑ کیطرف نوے کوس کی
فاصلہ پر ہے اور اوس زمانہ مین مشہور تہا کہ بہیم کی گوتن چرانے کی یہہ لاٹہی ہے
فیروز شاہ نی ارادہ کیا کہ اسکو یہان سی اوکہار کر دلی مین لیجایا جاے تو
کہ مدت تک یادگار رہی کی اس خیال سی گرد نواح کی قصبات اور دیہات سے
بہت سی آدمی جمع کئی اور روئی کی بوری بہروا کر اس لاٹہہ کی گرد چن دی
اور اوسکی جڑ کو کہود ڈالا۔ وہ گیا جب کہ جڑ تک کہد چکی تو بہری ہوکر اون
روئی کی بورون پر تہم گئی پہر ایک ایک بورہ روئی کا بیچ بیچ نکالی گئی اور
لاٹہہ کو زمین پر لیتی گئی اسکی جڑ مین ایک بہت بڑا مربع پتہر تہا جسمین یہہ لاٹہہ گڑہے
کی تہی اوس پتہر کو بہی نکالا اور جب یہہ لاٹہہ زمین پر لیٹ گئی تو اسکے گرد

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

پیال

بانس باندہی اور کچہی جہڑ وسی ہماری لاٹہہ کو منڈہ دیا کہ کسیطرحکا صدمہ نہ پونہچی اور
اوسکے لادنیکو ایک چہکڑہ بیالیس پہیہ کا بنایا اور بہت سے آدمیون نے
ملکر رسیان باندہ کر اس لاٹہہ کو اوٹہایا اور چہکڑہ پر رکہا اور اوسکے ہر ایک پہیہ مین
بہت مضبوط رسیان باندہین اون رسیون کو دو دو سو آدمی ملکر کہینچتی تہی تب
چہکڑا چلتا تہا اسطرح بہزار شوکت لاٹہہ کو دریا کی کنارہ پر لائی جو موضع توپرہ کی
نیچی بہتا تہا اور بہت بڑی بڑی کشتیان باندہ کر اس لاٹہہ کو کشتیون پر چڑہایا
اور دریا دریا شہر فیروزآباد مین لائی اور کوشک فیروز شاہ مین مسجد کے پاس
اس لاٹہہ کی کہڑا کرنیکو پتہر کا مکان بنانا شروع کیا جب ایک درجہ تیار
ہوجاتا تب لاٹہہ کو اوٹہا کر اوسپر رکہتی اور پہر دوسرا درجہ بنانا شروع کرتی
جب وہ بہی تیار ہوجاتا تو اس لاٹہہ کو اوٹہا کر اوس درجہ پر رکہتی اسیطرح کئی
درجہ بنگئی جب لاٹہہ کو کہڑا کرنا چاہا تو بہت موٹی موٹی رسی بنا کر ایک سرا
اونکا لاٹہہ مین باندہا اور زمین مین بہت مضبوط مضبوط چرخ لگا کر دوسرا سرا
رسونکا انمین باندہا اور بہت آدمی ملکر اون چرخونکو پہیرتی تہی اور بہت زور
کرتی تہی جب آدہ گز لاٹہہ اونچی اوٹہتی تہی اوسوقت اوسکے نیچی بڑی بڑی
لکڑ اور روئی کی گدّے رکہہ دیتی تہی تاکہ کسیطرحکا صدمہ مکان کو یا لاٹہہ کو نہ پہونچے
اسیطرح بہت دنونمین یہ لاٹہہ سیدہی کہڑی ہوئی اور اوسکے گرد
وہی مربع پتہر بدستور رکہدیا اور پہر چونہ اور پتہری بہر واکر مضبوط کر دیا اور

اوسکے سر پر سنگ مرمر اور سنگ موسی کی بہت خوبصورت برجی بنائی اور تانبی کا کلس سنہری سلمع دار بہت خوبصورت اوسپر لگایا اور اسی سبب سے منارہ زرین اسکا نام رکھا مگر افسوس کہ اب وہ برجی نہی اور نہ وہ کلس ہے بلکہ لاٹھہ کی سر کا کچھہ ٹکڑا بہی ٹوٹ گیا بعضی کہتی ہین کہ بجلی کی صدمہ سے گرا اور بعضے کہتی ہین کہ گولہ کی صدمہ سے ٹوٹا طول اس لاٹھہ کا ۳۲ گز کا ہے آٹھہ گز اوسمین سی عمارت مین گڑی ہوئی ہے اور چوبیس ۲۴ گز بلند عمارت کے اوپر نکلی ہوئی ہے

نمبر ۲ لاٹھہ دوم اشوکا یا منارہ کوشک شکار

یہہ دوسری لاٹھہ بہی راجہ اشوکا کی جو سیوالک واب مین میرٹھہ کی پاس تہی اوسی زمانہ مین جبکہ فیروز شاہ نی منارہ زرین اپنی کوشک مین لگایا یہہ دوسری لاٹھہ کوشک جہان نما یا کوشک شکار مین لاکر لگائی اگرچہ یہہ لاٹھہ پہلی لاٹھہ سی چہوٹی ہی تو بہی اس لاٹھہ کی لانی مین بہی وہی دقتین اور مشکلین اوٹھانی پڑین جو پہلی لاٹھہ مین اوٹھائی تہین جبکہ یہہ لاٹھہ اس کوشک پر کہڑی ہو چکی تو بادشاہ نی جشن کیا اور سارے شہر کی خلقت کو تماشا دیکہنی کا حکم دیا اور ہر جگہہ شربت کی سبیل مخلوقات کے پینی کو رکہوادی تہی بہت مدت ہوئی کہ ایک میگزین اوڑنی کی سبب جو اسکی قریب تہا یہہ لاٹھہ ٹوٹ گئی اوسکے پانچ ٹکڑی ٹوٹی ہوئی اب بہی ولیم فریزر صاحب کی کوٹہی کی قریب پڑے ہین اگر ان پانچون ٹکڑون کو ملاوین تو پونی تینتیس فٹ لنبی

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

ہو

ہوتی ہی نظر سے موٹی ٹکڑیکا مین فٹ دو انچہ اور سب سے پتلی ٹکڑیکا ڈہائی فٹ ہے اور وزن تمام ٹکڑونکا مین سو ہتہر من انور کتبہ کی حرف بالکل ناقص ہوگئی ہین اور اونچے بچرین او کہڑ جانیکی سبب دیکہنی کی قابل ہبی نہین ہی

نمبر ۴۴

انکپور

قلعہ تغلق اباد سی تین میل پر راجہ بلمکدہ کی عملداری مین ہی یہ کانو ہی جبکہ سمت ۳۲ بکرماجیت مطابق ۳۳۶ع اور سنہ ۳۱۴ ہجری راجہ انیکپال تونور دلی کا راجہ ہوا اوس نے سیر و شکار کی واسطی پہاڑونکے بیچ مین ایک بہت عمدہ بند بناکر پانی کو روکا تہا اس بند کے دو طرف تو پہاڑ ہین اور بیچ مین چہوٹی سی کہاٹی تہی اوس کہاٹی کو بند سے بند کر دیا ہی ایسا خوبصورت بند اور کہین نہین ہی اور اب تک باوجود گذرنے اسقدر زمانہ کی قایم ہی پیچ اس بند کا دو سو سترہ فٹ اور دو نو بازو اوس کے تیس تیس فٹ لنبی ہین جسکا کل طول ایکسو نواسی فٹ ہوا اور شمالی اور جنوبی ضلع پچاس پچاس فٹ کی ہین اور اتار بند کا زمین کی برابر سی ڈیڑہ سو فٹ کا ہے اس بند کی دیوار مین سیڑہیان بنائی ہین چنانچہ اب بہی ستر سیڑہیان زمین کے اوپر موجود ہین اور پرانے زمیندار بیان کرتی ہین کہ ہماری ہوش مین قد آدم سے سوا اور نیچا تہا اور کئی سیڑہیان اور نکلی ہوئی تہین اب مٹی سی دب گئی ہین مگر اس بند کی اتنی بڑی ہے کہ کہڑا آدمی اوسمین سی چلا جاتا ہے اگرچہ اس بند مین اب پانی نہین تہرتا مگر اوسکے جڑ مین سی ہر موسم پانی رستا ہی اوسی زمانہ مین راجہ

انیکپال نی اس بند کی پاس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بنانا شروع کیا تھا ہنوز یہ
کہ اس قلعہ کی چار دیواری کی سوا اور کچھ تمام نہین بنی پایا اب وہ چار دیوار بھی
قایم نہین رہی کہین کہین سی دیوار کا ٹوٹا ہوا نشان معلوم ہوتا ہے گوجر ہوبال
جو انیکپال کا بارہوان بیٹا تہا یہان آباد ہوا چنانچہ ابتک اس کا نو زمین اوسکی اولاد پوتی بہات
بستے ہی اور یہی لوگ وہان کی زمیندار ہین لیکن ہوبال کی بعد جو تہی پشت مین
سمی ساکرانی کو جرے گہر مین ڈال لی تہی ور اوس سے اولاد ہوئی اس واسطے
یہ لوگ تو روز مین ہی خارج ہو کر گوجرون مین مل گئی اب یہان کی زمیندار گوجر کہلاتے
ہین متصل اس قلعہ کی ایک پہار ہی اوسمین بلور کی کان ہی اور بہت تحفہ بلور
نکلتا ہی کسی سبب سے راجہ نی اس کان کو بند کر دیا ہے

نمبر ۵ انیک تال

اسی راجہ نی اپنی زمانہ حکومت مین یعنی سمت ۳۳ بکرماجیت مطابق ۶ سنہ عیسوی
موافق شہ ہجری کی قریب موضع مہرولی کی ایک تالاب بنایا تہا اگرچہ
وہ تالاب اب بالکل منہدم ہو گیا ہی الا قطب صاحب کی لاٹہہ کی قریب جانب
شمال ابتک ایک عمیق گڑہا موجود ہی اور انیک تال کی نام سی مشہور ہی
معلوم ہوتا ہے کہ ۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ع تک یہ تالاب قایم تہا کیونکہ جب
سلطان علاؤالدین نی مینار کی پاس دوسرا مینار اور مسجد بنانی شروع کی
تہی تب اس تالاب مین سے اپنی مسجد مین پانی لایا تہا چنانچہ ابتک پانی آنے
براہ

کی بڑہ کا نشان وجود ہے

نمبر ۶ سورج کنڈ

یہ ایک تالاب ہے پختہ مدور اور نہایت خوبصورت اور بہت عمیق سورج کنڈ متصل
موضع اینکپور سرحد موضع لکڑپور علاقہ سرکار انگریزی میں غالب ہی کہ ایسا
خوبصورت تالاب اور کہیں نہو چاروں طرف اس تالاب کی مدور سیڑہیاں بنائی
ہیں اور ایک طرف جانوروں کی پانی پینے کا گوگہاٹ بنایا ہی اور ایک طرف
آدمیوں کی آمد ورفت کی سیڑہیاں کہین ہین اور ایک طرف پہاڑ و نکا پانی
اینکا رستہ رکہا ہی اور جانب شمال اس تالاب کے کنارہ پر بطور محل کے
ایک عمارت بنائی تہی اور تالاب میں ہی وس محل مین جانیکی نہایت خوبصورت
سے سیڑہیاں بنائی ہین اگرچہ وہ محل بالکل منہدم ہوگیا ہی مگر وہ سیڑہیاں اب تک
باقی ہین اس تالاب کو کنور سورج پال راجہ اینکپال کی پانچوین پشت نی تخمینا پوتی ہبلث
سمبت ۹۹۶ مطابق سنہ ۶۰ ہجری میں بنایا ہی بہادون سدی چہٹ کو ہر سال اس تالاب
نہان ہوتا ہے اور اس تالاب کے کنارہ پر سیر ہوتی ہے اور ایک پیپل کا درخت ہے
اوس پر پوجا کی بعد ناریل چڑہاتی ہین اور وہاں نکلا چڑہاوا اینکپور اور لکڑپور کے
برہمن لیتی ہین مگر بہت زیادہ نہین ہوتا

نمبر ۷ بتخانہ رای پتہورا

قلعہ رای پتہورا کی پاس ہی ایک بتخانہ تہا نہایت نامی چاروں طرف اس بتخانہ کے

دو گئی اور تہ گئی اور جو گئی دالان بنی ہوئی تہی اور بیچ مین صحن تہا اور جنوبی اور شمالی اور شرقی
ضلعون مین دروازہ تہی اور غربی سمت مین مورت تہی اسی طرح اس تبخانہ کی باہر دالان
بنائی تہی اور اونکو برکہا کی دالان کہتی تہی یہہ مندر بہت ہی صناع کی ساتہہ یعنی سنگتراش
بکرماجیت مطابق سنہ ۱۱۴۳ ع موافق سنہ ۵۳۹ ہجری مین بنا عمارت اس مندر کی نہایت مستحکم سنہ ۱۲۰۰ بکرماجیت
اور ایسی اوستاد سنگتراشون کا کام بنا یا ہوا ہے کہ اوس سے بہتر بنانا خیال مین
نہین آتا ہر ایک پتہر پر منبت کاری مین ایسی ایسی خوشنما صورت گلکاری کی بنائی ہی اور
ایسی ایسی بیل بوٹی کہودی ہین کہ بیان سے باہر ہی ہر ایک جگہہ در و دیوار
ستون پر تصویرین مورتون کی بنی ہوئی ہین اور زنجیرون مین گہنٹی لٹکتی ہوئی کہودی
تہی چنانچہ اب تک اس تبخانہ کا صحن شرقی اور شمالی بدستور موجود ہی اور اس مندر
مین تو ہی بی لاتہہ کو جو بیچ مین صحن کی ہی بدستور قایم رکہنی اور در و دیوار گرا
اوتار اور مہادیو اور گنیش اور ہنومان کی مورتین کہودنی سی یقین ہوتا ہی
کہ یہہ مندر بشنو مذہب کا تہا اگرچہ مسلمانون کی وقت مین سب مورتین توڑ
ڈالی گئی ہین الا اون ٹوٹی مورتون ہی غور کرنی سی معلوم ہو سکتا ہی کہ یہہ فلانی
مورت تہی ہماری راے مین اس تبخانہ مین ان دالانون سوا سنگ سرخ کی بہی
مورت تہی کہ وہ بہی توڑی گئی کیونکہ اس قسم کی پرانی پتہر صورت دار
بہی پائی جاتی ہین

مسجد ادینہ دہلی یا مسجد جامع دہلی یا مسجد قوۃ الاسلام

جگہ

تاج المآثر

سنہ ۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ع موافق ۱۲۴۸ سنبت بکرماجیت قطب الدین ایبک معز الدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کی سپہ سالار نی دلی کو فتح کیا تب اس بتخانہ کو مسجد بنا دیا اور مورت مندر میں سے نکال ڈالی اور جس جگہہ دیواروں میں اور دروازوں میں اور ستونوں میں بتوں کی مورتیں بنی ہوئی تھیں انہوں نے انکو بالکل توڑ دیا اور انکا چہرہ مٹا دیا مگر بتخانہ کی عمارت بدستور قایم رہنے دی اور ستائیس بتخانوں کا اسباب جو پانچ کروڑ اور چالیس لاکھ دلیوال کا تھا اس مسجد میں چڑھا دیا اور شرقی دروازہ پر فتح کی تاریخ اور اپنا نام کندہ کرکے لگا دیا

دلیوال ایک سکہ ہے اس زمانہ کا جیسا کہ بہلول اور سلطان معز الدین اور سلطان شمس الدین کی بہت سے تنکے دلی والوں کے پاس موجود ہیں اور انکا ذکر ارکیولجکل سوسیٹی بنگال کتاب نمبر ۲ نقشہ نمبر ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ وغیرہ میں مندرج ہے

تعمیر سلطان معز الدین

بعد اسکے جبکہ قطب الدین ایبک دوبارہ اجمیر اور قلعہ رنتہبور اور نہروالہ گجرات کو فتح کرکر غزنین گیا تب سلطان معز الدین نی حکم دیا کہ اس بتخانہ میں مسجد کی عمارت بھی بنائی جاوی غزنین سی مراجعت کرکر ۵۹۲ سنہ ہجری میں مطابق ۱۱۹۶ع میں بادشاہ کی حکم بموجب اس بتخانہ کی غربی ضلع کی سامنی پانچ در بطور مسجد کے سنگ سرخ سی بنانی شروع کئی اور شمالی دروازہ پر تعمیر شروع ہونیکی تاریخ کندہ کرکر لگا دی ۵۹۴ سنہ ہجری مطابق ۱۱۹۷ سنہ عیسوی کی یہہ عمارت بنکر تیار ہوگئی چنانچہ بیچ کی در کی بائیں بازو پر یہہ تاریخ کندہ ہے ان پانچوں دروں میں سے بغلی دو دو در تو تخمینا اٹھائیس اٹھائیس فٹ اونچی ہیں اور بیچ کا بڑا در

دیکھو کتبہ نمبر ۳ و ۴

تاریخ فرشتہ و تاج المآثر

دیکھو کتبہ نمبر ۵

دیکھو کتبہ نمبر ۶

نقش کی ترتیب اونچا او کتبے نسخ جو ان دروں پر نہایت تکلف کی
منبت کاری اور طرح طرح کی بیل بوٹے پھول بنے ہوئے ہیں کہ بیان سے
باہر ہیں پانچوں دروں پر کلام اللہ کی آیتیں اور حدیثیں کندہ ہوئی ہیں جب یہ
مسجد تیار ہوئی تو اسکی درودیوار پر نہایت تیار سنہری کلس چڑھائے — تاج المآثر
گئے تھے ان دروں میں بھی بتخانہ کے پتھر لگے ہوئے ہیں چنانچہ بیچ کے در کا ایک پتھر
گر پڑنے سے اندر کا ایک پتھر دکھائی دیتا ہے جسمیں ٹوٹی مورتیں کھدی ہوئی تھیں
دور ہی سے وہ مورت بخوبی دکھائی دیتی ہے غرض اسقدر مسجد جو سلطان
معز الدین اور قطب الدین ایبک کے وقت میں تھی بحساب گز او طول اہتر گز ہے
گز ہی اس مسجد کا متولی فضل ابن ابو المعالی مقرر ہوا چنانچہ غربی دالان کے
ایک ستون پر اوسکا نام کندہ ہے — دیکھو کتبہ نمبر

تعمیر سلطان شمس الدین التمش

بعد اوسکے سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کو بڑھانا چاہا اور سنہ ۶۲۷ ہجری
مطابق ۱۲۲۹ع کے اس مسجد کے دونوں طرف جنوباً اور شمالاً تین تین در اور بنائے
اور ان سے پرے بتخانہ کی باہر کی دالان تک مسجد بڑھا دی یہ در بھی سنگ
سرخ کے ہیں تختہ بنے ہوئے ہیں اور نسخ اور کوفی خط میں آیات قرآنی کندہ
ہیں اور بہت تختہ بیل بوٹے پھول پتی منبت کاری کے بنے ہوئے ہیں جنوبی
دروں میں سے بیچ کے در کی بائیں بازو پر تاریخ تعمیر کی کندہ ہے ان دروں کی اکثر — دیکھو کتبہ نمبر

محرابیں ٹوٹ گئی ہیں بلکہ شمالی درمیں کا ایک دروا بکا سا بار اشک میں اگیا ہے
بلکہ ۶۳۱ ہجری مطابق ۱۲۳۳ عیسوی میں سلطان شمس الدین نے مالوہ اور اوجین کو فتح کیا — تاریخ فرشتہ
اسوقت بتخانہ مہاکال کو توڑ کر وہاں کی مورتیں راجہ بکرماجیت کی تصویر بہت
دلی میں لا کر اس مسجد کی دروازوں کی آگے ڈالدین نہیں یہہ مورتیں اس درمیانی عربی
کی جانب شمال اور جنوب کو جو شمس الدین التمش نے بنائی ہیں تیس تیس گز
اور ایک ایک فٹ لنبی ہیں اور بیچکا در آٹھ گز کا چوڑا ہے اور جنوبی ضلع اسکا
بتخانے کے قدیم دالان ہیں جو پتھر کاٹ کے لئے بنائی تہی اُنکا طول اکیس گز
تہ فتی گز سی ہے

نمبر ۸ قطب صاحب کی لاٹھ یا مینار اذانہ

اس عمارت کی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہیں کیا جاسکتا
حقیقت میں یہہ عمارت ایسی ہی کہ روی زمین پر اسکا مثل نہیں کہتی نقل مشہور ہے
کہ اگر اوسکے نیچی کہڑی ہو کر اوپر دیکہو تو ٹوپی والی کو ٹوپی اور پگڑی والی کو
پگڑی تہام کر دیکہنا پڑتا ہے اس لاٹھ پر سی نیچی کی آدمی ذرا ذرا سی معلوم ہوتی ہیں
اور چہوٹی چہوٹی آدمی ننہی ننہی ہاتی گہوڑی دکہائی دیتی ہیں عجب کیفیت
معلوم ہوتی ہی اسطرح نیچی والوں کو اوپر کے آدمی بہت چہوٹی چہوٹی
معلوم ہوتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا فرشتہ آسمان سے اوتر رہی ہیں
غرضکہ یہہ لاٹھ عجایب روزگار سے ہی باوجود اسقدر بلندی اور عظمت کے

ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہی کہ بی اختیار دیکھنی کو جی چاہتا ہے
اس لاٹھہ کی نیچی کی درجہ کی ایک پہلو مدور اور ایک کمر کی بنائی ہی اور دوسرے
درجہ کی سب پہلو مدور ہین اور تیسرے درجہ کی سب پہلو کمر کی ہین اور اوپر کے
دونو درجہ گول ہین اور تمام تہہ پر سنگ سرخ لگا ہوا ہے مگر جو بیچ درجہ مین سنگ مرمر
بھی ہی اور ہر جگہ پر منبت کاری اور گلکاری ایسی خوبصورتی سی کی ہی کہ اوسکی
ہر ایک بیل سلسل پر ہزارون معشوقون کی زلف دوتا قربان ہے اور اسکے
ادنی ادنی پھول پتی پر سیکڑون گلرخون کے لب جان بخش نثار ہین مگر
اس لاٹھہ کی بنا مین بہت گفتگو ہی مسلمانون مین بہت مشہور ہے کہ یہہ لاٹھہ
سلطان شمس الدین التمش کی بنائی ہوئی ہی اور اکثر تاریخ کی کتابون مین اور — تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
کتبہ عہد سکندر بہلول مین اس لاٹھہ کو سلطان شمس الدین التمش کی لاٹھہ کرکر
لکھا ہی اور بعضی تاریخون مین اس لاٹھہ کو مسجد کا ماذنہ لکھا ہی اور بعضی کتابون — تقویم البلدان
اس لاٹھہ کو سلطان معزالدین کی لاٹھہ لکھا ہی مگر اس سبب سے کہ اس لاٹھہ کا — فتوحات فیروز شاہی
پہلا دروازہ شمال رویہ ہی اور ہندوون کی مندر کی عمارت کا دروازہ ہمیشہ
شمال رویہ ہوتا ہے برخلاف ماذنون کی کہ اونکی دروازہ ہمیشہ شرق رویہ ہوتے
ہین چنانچہ سلطان علاء الدین نی جو لاٹھہ بنانی شروع کی اوسکا شرق رویہ
دروازہ رکھا اور نیز اس سبب سے کہ اکثر مسلمانون کی عادت ہے کہ ایسی
عمارت کو کرسی دیکر بناتی ہین جیسی کہ سلطان علاء الدین نی اپنی لاٹھہ کو

کر

نرسی دیکر بنانا شروع کیا تہا برخلاف ہندوؤن کی کہ وہ بہ دن گری بنانی ہین جیسی کہ یہہ لاٹہہ بنی ہوئی ہی اور نیز اس سبب سے کہ اس لاٹہہ کی پہلی درجے کے پہر کنگورے تہے مقام سی ایسی معلوم ہوتے ہین جیسی پیچہی کر لگائی ہین اور نیز اس وجہ سی کہ جسطرح اس بتخانہ مین زنجیرون مین گہنٹی لٹکتی ہوئی پتہرون پر کہودی ہین اوسیطرح اس لاٹہہ کی کہنڈ پر زنجیرون مین گہنٹی لٹکتی ہوئی کہدی ہوئی ہین اور نیز اس دلیل سی کہ جسطرح کتبہ فتح نامہ کا بنام قطب الدین ایبک سپہ سالار اور دوسرا معز الدین کے نام کا اصل بتخانہ پر ہی اوسیطرح اس لاٹہہ پر ہی غالب ہے کہ پہلا کہنڈ اس لاٹہہ کا ہندوؤن کی وقت کا ہی کچہہ عجب نہین کہ اس پہلی کہنڈ مین جہان جہان کتبہ کہدا ہوا ہے وہان پہلی بتون کی مورتین ہون اس سبب سے وہ پتہر نکال کر یہہ کتبہ جنمین بادشاہ کے نام اور قران کی آیتین ہین لگائی ہون جسمین بادشاہ کی تعریف ہے اور جو بات کہ مدت سے مشہور چلی آتی ہی کہ یہہ لاٹہہ رای پتہورا نے اپنی قلعہ اور بتخانہ کے ساتہہ یعنی سمت ۱۱۰۰ بکرماجیت مطابق ۱۰۴۳ع موافق ۴۳۵ ہجری کے بنائی صحیح معلوم ہوتی ہی کیونکہ اوسکے مت سورج بنسی مذہب کی تہی اور ہندو جمنا کو سورج کی بیٹی اعتقاد کرتی ہین اسواسطے اس مذہب والے جمنا کا درشن کرنا بہی بڑا دہرم جانتے ہین اس سبب سے جمنا کی درشن کو اس لاٹہہ کا پہلا کہنڈ بنا ۵۸۹ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی مین جب یہہ بتخانہ مسلمانون نی فتح کیا تو امیر اپنی نام کے کتبہ لگائی اور فضل ابن ابو المعالی کو متولی کیا

دیکہو کتبہ نمبر ۵

اور اوسکا نام پتھر پر کھود کر دروازہ کی پاس لگا دیا جس زمانہ مین سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کے ادھر اودھر مین در بڑہائی یعنی سنہ ہجری کے مطابق سنہ ۱۲۲۹ عیسوی کی اوسی زمانہ مین اس لاٹھ کو بھی بڑہایا اور دوسرے گنبذ کی دروازہ پر اسکا حال کھدوایا اور جب یہ اسکا نام ماذنہ رکہا اور بڑے دروازہ پر اسی نام کا کتبہ اور جمعہ کی نماز کی آیت کو کہودا اور معمار کا نام لکہا اگرچہ اب اس لاٹھ کی پانچ گنبذ ہین لیکن اسمین بھی کچھ شک نہین کہ جس طرح مشہور ہے پہلے اس لاٹھ کی سات گنبذ تہی اور منارہ ہفت منظری کی نام سی بھی یہ لاٹھ مشہور تہی اور جہان اب کٹہرا لگا ہوا ہے وہان ایسی کنگورے بنی ہوئی تہی جیسی فصیلون کے ہوتی ہین اور پانچوین درجہ پر ایک درجہ تہا کہ اوسکے چارون طرف دروازے تہے اور اوسکے اوپر بطور لمبی برجی کی شکل اس مخروط لداؤ تہا کہ ساتوان درجہ شمار مین آتا تہا یہ ساتوان درجہ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۳۶۸ عیسوی مین فیروز شاہ نے بنایا تہا کیونکہ وہ لکہتا ہی کہ مرمت کی وقت مینی اس لاٹھ کو جتنی پہلی تہی اوس سے اونچا کر دیا اور اس لاٹھ کی مرمت کا حال پانچوین گنبذ کی دروازہ پر کہدوا دیا بعد اوسکے پھر لاٹھ مرمت طلب ہوگئی تہی سنہ ۹۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۰۳ عیسوی مین فتحخان نی سلطان سکندر بہلول کیوقت مین مرمت کی اور اسکا حال کہدوا کر پہلے دروازہ کی پیشانی پر لکہوا دیا مشہور ہے کہ تخمینا سنہ ۱۱۹۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۸۲ عیسوی کی کالی آندہی اور بھونچال کی صدمہ سے اوپر کے گنبذ

دیکھو کتبہ نمبر ۱

دیکھو کتبہ نمبر ۲

دیکھو کتبہ نمبر ۳

فتوحات فیروز شاہی

دیکھو کتبہ نمبر ۴

دیکھو کتبہ نمبر ۵

گر پڑا

گر پڑی تھی اور تیسرے سبب پرانے ہونے کے پہلی کھنڈ کی تھر ہٹ کر بگڑ گئی تھی اور
اکثر جگہ سے شکستہ ہوگئی تھی سنہ ۱۸۲۹ء مطابق سنہ ۱۲۴۰ ہجری کے سرکار دولتمدار
انگریز کے حکم سے مسٹر سمتھ صاحب کپتان نے اس لاٹھ کی اول سے
آخر تک مرمت کی اور جس جگہ کہ کنگورہ تھے وہاں سنگین کٹہرہ بہت مستحکم
لگا دیا اور پانچویں درجہ پر برجی کٹہرہ بہت خوبصورت بنا دیا اور چھٹے کھنڈ کے
جگہ سنگین آٹھ دری برجی نہایت خوبصورت اور ساتویں کھنڈ کی جگہ
کاٹھ کی برجی لگائی تھی اور اوس پر پھریرا لگا کرتا تھا مگر افسوس ہے کہ وہ دونوں
بدلن بہم زدہ سنگین اس سبب سے سنگین برجی کو لاٹھ پر سے اوتار کر نیچے کھڑا کر دیا
اور کاٹھ کی برجی ضائع ہو گئی مگر نہایت افسوس ہے کہ مرمت کے وقت اس
لاٹھ کی ایتوں کی حرف جو گر پڑی تھی بالکل غلط بنائی ہیں اکثر جگہ صورت لفظوں کی
بنا دی ہے جب غور کر کر دیکھو تو وہ لفظ نہیں ہے صرف نقش ہیں اور بعضے
غلط لفظ بنا دی ہیں اور بعضی جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت لکھ دی ہے
کہ اصلی کتبہ کے مضمون سے بالکل علاقہ نہیں رکھتی آج تک اس لاٹھ کی کتبہ نہیں پڑھے
گئی تھی ہمنے ساری کتبہ دوربین کی استعانت سے پڑھے پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا
بتیس گز کی اونچا اور دوسرا کھنڈ سترہ گز اونچا اور تیسرا کھنڈ تیرہ گز اور چوتھا
کھنڈ سوا آٹھ گز اور پانچواں کھنڈ بھی معہ اوس تھوڑی سی اونچائی کے جو
کٹہرہ کے اندر ہے سوا آٹھ گز اونچا ہے اس حساب سے کل اونچائی اس لاٹھ کی

پانچوین گنبد تک جو اب موجود ہین قریب اسی گز کی موٹی ہی اور سنگین برجی کی اونچائی جو سرکار انگریزی نی چڑہائی تہی وہ اب اوتار کر رکہدی ہی چہہ گز کی ہی کہ جو بیچ کی ہی اور ہر پردہ کی اونچائی ملا کر یہہ لاٹہہ سو گز اونچی ہی اور مشہور یہی ہی کہ جب اس لاٹہہ کی ساتون گنبد قایم تہی تو یہہ لاٹہہ سو گز اونچی تہی اس لاٹہہ کی نیچی کے جز کا پچاس گز کا محیط ہی اور سب سی اوپر کا دس گز کا ہی یہہ لاٹہہ اندر سی بالکل خالی ہی اور اوسمین چکردار سیڑہیان بنی ہوئی ہین پہلی درجہ مین ایکسو چہین اور دوسری درجہ مین اتہتر اور تیسری درجہ مین باستہہ اور چوتہی مین اکیالیس اور پانچوین مین اکیالیس ہین کہ کل سیڑہیان اس لاٹہہ کی تین سو اتہتر ہوئین اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ پہلی بہی اسیقدر سیڑہیان ہونگی کیونکہ اوپر کی دونو درجون مین جسقدر سیڑہی کا رستہ تہا

نمبر ۹ تعمیر سلطان علاؤ الدین

لاٹہہ کی پاس کا بڑا دروازہ

جبکہ سلطان علاؤالدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا اور اوسکی دلمین عمارت کا شوق آیا اوسنی سنہ ۷۱۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۰ عیسوی اس مسجد کی لیے بہت بڑا دروازہ لاٹہہ کے پاس بنوایا یہہ دروازہ[١] بالکل سنگ سرخ کا ہی اور کہین کہین سنگ مرمر کا بہی لگا ہوا ہی اسکی چارون طرف چار دروازہ بنائی ہین اور چہت کا بطور گنبد کے بہت اونچا لداؤ ہی ہر ایک جگہہ بہت تحفہ منبت کاری اور گلکاری بنی ہی اور حدیثین اور قرآن کی آیتین کہدوا دی ہین اور غربی اور جنوبی اور شرقی

[١] خزاین الفتوح یعنی تاریخ علائی

شیر دیکہو کتبہ نمبر ۱۵۱ دیکہو کتبہ نمبر ۱۵۲ دیکہو کتبہ نمبر ۱۵۳

دروازہ

دروازہ پر اپنی نام کا کتبہ لگایا ہی مگر اس کتبہ کی بہت پتہر گر پڑی ہین اور بعضے
حرفون کو شوہدون نے کہرچ کیا ہی اس دروازہ کے بن جانی کی بعد پادشاہ نی حکم دیا کہ
اس مسجد مین جو تہا درجہ اور بنایا جاوے پہلا درجہ تو سلطان معز الدین کا بنایا ہوا تہا
اور ادہر ادہر کے دو دو درجہ سلطان شمس الدین التمش کے بنائی ہوئی تہی
شمال کی طرف جو تہا درجہ سلطان علاء الدین کی حکم سی بنا شروع ہوا یہہ درجہ
ایکسو چہتیس ۱۳۶ گز کا تہ فہ گز سی بنایا تہا اور نو درونکی بنیاد رکہی تہی اور پہلا درجہ سولہ
گز کا کہڑا کیا تہا ۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ سنہ ع مین یہہ عمارت بن رہی تہی افسوس کہ
بادشاہ کی عمر نی وفا نہ کی کہ ۷۱۵ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۵ سنہ عیسوی کی مر گیا اور یہہ مسجد
ناتمام رہ گئی اگر یہہ عمارت پوری ہو جاتی تو ساری مسجد ملکر ضلع شرقی و غربی
اسکا دوسو اکتالیس ۲۴۱ گز کا لنبا اور ضلع جنوبی شمالی ایکسو تیس گز کا لنبا ہوتا
اس جانب کو بادشاہ نی ایک دروازہ بنانا شروع کیا تہا مگر وہ بہی ناتمام
رہ گیا ان ناتمام عمارتون مین بہی نہایت محنت کاری کی پتہر لگائی تہی اور کتبہ
اور حدیثین کہدوائین تہین معلوم نہین کہ یہہ پتہر کون اوکہیڑ لیگیا کیونکہ صاف پتہر
اوکہڑی ہوئی معلوم ہوتی ہین اور اب بجز جو یہہ اور پتہر کی چنائی کے اور کچہہ
نہین ہی اس مسجد کی تعریف قران السعدین مین امیر خسرو نی لکہی ہے اور
یہہ ایک شعر اوسمین کا ہے شعر مسجد او جامع فیض اله
زمزمۂ خطبہ او تا ماہ

خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

اس بادشاہ کو اپنے نام اور یادگار کا بہت شوق تہا اس سبب سے جب اوسنے
مسجد بڑہانیکا حکم دیا یعنی ۷۱۱ ہجری مطابق ۱۳۱۱ع مین تو اوسکے ساتہہ ہی یہہ
حکم دیا کہ اس مسجد کی صحن مین ایک مینار بہی بنا دین کہ پہلے مینار سے دو گنا ہو
چنانچہ سو گز کی محیط سے مینار بننا شروع ہوا اور اس مینار کی بنیاد مسلمانون کے
طریق پر رکہی یعنی کرسی بہی دی اور پہلا دروازہ غرب کی جانب بہی رکہا اور
یہہ ارادہ کیا کہ دو سو گز اونچا بنایا جاوے ہر چند اس مینار کی بہت بنیاد رکہی
مگر عمر کی کچہہ مضبوطی نہو سکی کہ ہنوز ایک درجہ بہی پورا ہونے پایا تہا کہ
بادشاہ کی عمر پوری ہو گئی اور یہہ عجب عمارت ادہوری رہ گئی اس لاٹہہ کا بہی
پتہر سب اوکہڑ کہاپی نزاجوئی اور پتہر کا ڈہیر کہڑا ہی امیر خسرو قران السعدین
مین اس مینار کی بہی تعریف لکہتی ہین اور یہہ اوسہین کی دو شعر ہین شعر

تکملہ منارہ جو ستونی ز سنگ | از پی سقف فلک شیشہ رنگ
سقف سما گر کہ کنکرہ شد نگون | در تہ او داشتہ سنگین ستون

تاریخ کی کتابون مین اس مسجد کو مسجد آدینہ دہلی اور مسجد جامع دہلی کرکر لکہا ہے
مگر مسجد قوۃ الاسلام اسکا نام کہین نہین ملا معلوم نہین کہ یہہ نام کب رکہا گیا ظاہر
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہہ بتخانہ فتح ہوا اور مسجد بنائی گئی اسوقت اسکا نام
قوۃ الاسلام رکہا ہوا ایسی مسجدین اصلی نام سی مشہور نہین ہوتین بلکہ

خزاین الفتوح یعنی تاریخ علائی

جامع مسجد کرکر مشہور ہو جاتی ہین جیسی شاہجہان اباد کی مسجد کہ اصلی نام اسکا
مسجد جہان نما ہی مگر جامع مسجد کرکر مشہور ہے

نمبر ۱۱ حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب

قطب صاحب کی نواح مین سلطان شمس الدین التمش نی قریب ۶۲۶ سنہ ہجری تاریخ فرشتہ
مطابق ۱۲۲۹ سنہ عیسوی کی یہ حوض بنایا تھا مشہور ہے کہ یہ حوض سنگ سرخ کا بنا ہوا تھا
مگر اب سب ٹوٹ گیا ہی اور نرا تالاب رہ گیا ہی یہ تالاب دوسو جریب پختہ
کا ہی جب یہ حوض بنا ہوا تیار ہوگا تو خیال کرنا چاہیے کہ کتنا بڑا ہوگا سلطان خزائن الفتوح مشہورہ تاریخ علائی
علاؤالدین نی قریب ۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ سنہ عیسوی کے اس حوض کو کہ مٹی سے
اٹ گیا تھا صاف کرایا اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک لداؤ کا چبوترہ بیچ سے
خالی بنا کر اوسپر برجی نہایت خوبصورت بنائی چنانچہ ایک وہ برجی
موجود ہے فیروز شاہ نی بھی اپنی زمانہ بادشاہت مین اس حوض کی مرمت کی فتوحات فیروز شاہی
اور پانی انی کی رستہ صاف کرائی مگر اب یہ تالاب بہت اٹ گیا ہے
اور تین چار مہینی سی سوا اسمین پانی نہین ٹہرتا

نمبر ۱۲ مقبرہ سلطان غاری

قطب صاحب سے دو کوس پرے جانب غرب یہ مقبرہ ہی سلطان ناصرالدین محمود
پسر کلان سلطان شمس الدین التمش کا جو لکھنوتی کا حاکم تھا اور ۶۲۶ سنہ ہجری مطابق تاریخ فرشتہ
۱۲۲۹ سنہ عیسوی کے اپنی باپ کے جیتی جی مر گیا اوسکی لاش کو دلی مین لاکر یہان

دفن کیا اور ۶۲۶ سنہ ہجری مطابق ۱۲۲۹ عیسوی کے سلطان شمس الدین التمش نے یہ مقبرہ
بنایا یہ مقبرہ بہت عجیب نفیس ہے اسکے اندر چاروں طرف مکان ہیں اور جانب غرب
نرے سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور بیچوں بیچ میں ایک غار زینے
کے بندرہ سیڑھیاں اوتر کر اوسمیں جاتے ہیں اور اوسمیں یہ قبر ہے اور اوس غار میں
ستون کھڑے کر کر چھت پاٹ دی ہے اور چھت پر ہشتمن چبوترہ چار فٹ اونچا ہے
سات انچ کا اونچا بنایا ہے دروازہ ہے اس مقبرہ کا سنگ مرمر کا ہے اور
دیکھو کتبہ نمبر ۱ — اوسپر آیات قرآنی بخط نسخ و کوفی اور کتبہ کھدا ہوا ہے اور چار دیواریں
سنگ خارا سے بہت مستحکم بنائی ہیں چاروں کونوں پر چار برج ہیں دروازہ
اتنا کرسی دیکر بنایا ہے کہ بائیس سیڑھیاں چڑھ کر اوسمیں جاتے ہیں

نمبر ۱۳ مقبرہ سلطان شمس الدین التمش

مرات آفتاب نما — قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس یہ مشہور مقبرہ ہے جسکہ سلطان شمس الدین التمش
۶۳۳ سنہ ہجری مطابق ۱۲۳۵ع مرا تو یہاں دفن کیا غالب ہے کہ یہ مقبرہ رضیہ
سلطان بیگم اوسکی بیٹی نے بنایا اس مقبرہ کی عمارت باہر سے نرے سنگ خارا کی
ہے اور اندر سے سنگ سرخ کی ہے اور کہیں کہیں سنگ مرمر بھی لگا ہے تمام
دیواروں پر آیات قرآنی کندہ ہیں اور بہت اچھی منبت کاری کی ہوئی ہے
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس مقبرہ پر ستونوں کا گنبد نہیں تھا مگر اب گر پڑا ہے
فتوحات فیروز شاہی — فیروز شاہ لکھتا ہے کہ میں نے اس مقبرہ کی بھی مرمت کی اور صندل کا چھپر کھٹ بنایا
اور

دراو سکے گنبذ مین مہر کی سہ ہی تراش کر لگائی محراب ان حجرونکا یہ تہین ہا

نمبر ۱۴ درگاہ شاہ ترکمان

یہ درگاہ شہر شاہجہان آباد کی اندر ترکمان دروازہ کے پاس واقع ہے شاہ ترکمان صاحب بڑی بزرگون مین سی ہین شمس العارفین انکا لقب ہے چوبیسوین رجب ۶۳۸ ہجری مطابق ۱۲۴۰ عیسوی معز الدین بہرام شاہ کی وقت مین اپ کا انتقال ہوا اور تب ہی سے یہہ مزار بنکر گچہ عمدہ مکان یہان بنا ہوا نہین ہے قبر کی گرد سنگ مرمر کا کٹہرا ہی اور تہوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہے سو وہ ہی حال کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے ہر برس چوبیسوین رجب کو یہان عرس ہوتا ہے اور بہار کے موسم مین یہ عرس بڑی ہی دہوم دہام سی بسنت ہوتی ہی شہر کا ترکمان دروازہ اپہی کے مزار کی سبب اس نام سی مشہور ہے

مرات آفتاب نما واخبار الاخیار

نمبر ۱۵ مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ

زیر دیوار مقبرہ سلطان غاری سواد موضع ملکپور یہہ مقبرہ ہی صرف آٹھہ ستون کہڑی کرکرا و سپر برج بنا دیا ہی جبکہ ۶۱۵ ہجری مطابق ۱۲۳۶ عیسوی یہہ بادشاہ رضیہ سلطان بیگم سی لڑکر پکڑا گیا اور قید مین مرا تب اس مقام پر دفن ہوا فیروز شاہ نے اپنی سلطنت مین اس برج کی از سر نو مرمت کی

فتوحات فیروز شاہی

نمبر ۱۶ مقبرہ رضیہ سلطان بیگم

شہر شاہجہان آباد مین بلبلی خانہ کی محلہ مین ترکمان دروازہ کی پاس ایک

تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف

ٹوٹی پھوٹی چار دیواری اور ہوتی سی قبر رضیہ سلطان بیگم بنت سلطان شمس الدین التمش کی ہی جو خود آپ چند مدت تخت پر بیٹھی ۶۳۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۱ سنہ عیسوی معز الدین بہرام شاہ کے وقت مین قتل ہوئی جب یہہ مقبرہ بنا مگر اب بجز ٹوٹی پھوٹی اور کچھہ نہین

نمبر ۱۷ مقبرہ معز الدین بہرام شاہ

فتوحات فیروزشاہی

مقبرہ سلطان غاری کی زیر دیوار سواد موضع ملکپور مین ہے یہہ مقبرہ بھی صرف آٹھہ ستون کھڑی کر کر اوپر برج بنایا ہی جبکہ ۶۳۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۱ سنہ عیسوی کے امرائی اس بادشاہ کو مار ڈالا اور علاء الدین کو تخت پر بٹھایا اب اس مظلوم بادشاہ کی قبر پر یہہ گنبد بنا فیروز شاہ کی وقت مین اس مقبرہ کی مرمت ہوئی تہی

نمبر ۱۸ مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن

جہان قطب صاحب کی قدیم آبادی کی ٹوٹی کہنڈر ہین وہان یہہ مقبرہ بھی ہے جبکہ ۶۸۶ سنہ ہجری مطابق ۱۲۸۶ سنہ عیسوی کے یہہ بادشاہ مرا تو یہان دفن کیا یہہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہی اور پتھر سب اوکھڑ گئی ہین جو یہہ کا ڈھیر رہ گیا ہی اسی مقبرہ کی نزدیک ایک اور قبر ہی مشہور ہے کہ وہ قبر خان شہید بیٹے کی ہی جو ۶۸۳ سنہ ہجری مطابق ۱۲۸۴ سنہ عیسوی کے لاہور کی طرف لڑائی مین مارا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مقبرہ اس بادشاہ نی اپنی سامنی بنایا تہا جب کہ خود مرا تو وہ بھی یہان دفن ہوا

حوض

نمبر ۱۹ حوض علائی یا حوض خاص

یہ حوض در حقیقت سلطان علاء الدین کا بنایا ہوا ہے جسنے قریب اپنی تخت نشینی کے (فتوحات فیروز شاہی و اخبار الاخیار)
یعنی قریب ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ عیسوی کے بنایا تہا یہ حوض بہی انگلستانی بلکہ تخمینہ
میں بہی بہا ہے چاروں طرف اسکی پختہ دیواریں بنی ہوئی ہیں فیروز شاہ کے وقت میں
یہ حوض مٹی سے بہر گیا تہا اور پانی نہیں رہتا تہا اوسنے تخمیناً ۷۵۵ ہجری (فتوحات فیروز شاہی)
مطابق ۱۳۵۴ عیسوی کے اس حوض کو مٹی سے خالی کیا اور جہاں جہاں سے
ٹوٹ گیا تہا اوسکی مرمت کی اور اوسکے اوپر ایک مدرسہ بنایا اور (اخبار الاخیار)
طالب علم مقرر کئے اور مدرس نوکر رکہے تب سے اسکا نام حوض خاص مشہور ہو گیا
بڑے مدرس اس مدرسہ کے سید یوسف بن جمال حسینی تہے جنکا انتقال ۷۹۰ ہجری
مطابق ۱۳۸۸ عیسوی میں ہوا اور اسی مدرسہ کے صحن میں دفن ہوئے اور مقبرہ
فیروز شاہ کا بہی اسی مقام پر ہے

نمبر ۲۰ مقبرہ سلطان علاء الدین خلجی

قطب صاحب کی لاٹھ کی پاس سے قوۃ الاسلام کی مسجد کے پیچھے نہایت ٹوٹا ہوا (مرأت آفتاب نما)
ایک گنبد رکہا ہے یہہ مقبرہ ہے سلطان علاء الدین خلجی کا اگرچہ یہہ بادشاہ ۷۱۶
ہجری مطابق ۱۳۱۶ عیسوی کے مرا لیکن غالب ہے کہ یہہ مقبرہ ۷۱۷ ہجری مطابق
۱۳۱۷ عیسوی کے قطب الدین مبارک شاہ کی عہد میں بنا ہے اسکے پاس ایک مسجد تہی
اور ایک مدرسہ وہ بہی بالکل شکستہ ہو گیا ہے کچھ کچھ نشان پائی جاتی ہیں

فیروز شاہ نے اپنے عہد میں اس مقبرہ اور مدرسہ اور مسجد کی بھی مرمت کی تھی اور صندل کا چھپر کھٹ پڑا پایا مگر یہ مقبرہ بالکل چونیکا ڈھیر ہے سب پتھر اوکھڑ گئے ہیں اور قبر تک بھی ٹوٹ گئی ہے

نمبر ۲۱ باولی حضرت نظام الدین

مشہور ہے کہ یہ باولی حضرت نظام الدین نے اپنے جیتے جی قریب ۷۲۱ھ ہجری کے مطابق ۱۳۲۱ عیسوی کے بنائی ہے اس باولی کا پانی بھی متبرک گنا جاتا ہے اور جن اوسنے اور بہوت نہا کئے اور پیٹ رہنے کی منت سے اسمیں نہایا جاتا ہے یہ باولی بہت خوب اور نہایت درستی سے پانی کی اندر تہ ملک اسمیں گول سیڑھیاں بہت خوشنمائی سے بنی ہوئی ہیں ۸۱۱ھ ہجری مطابق ۱۳۷۹ عیسوی کے محمد معروف ابن حمید الدین نے اس باولی کی جنوبی ضلع پر فیروز شاہ کے عہد میں کچھ مکانات بنائے اور جانب جنوب ایک پتھر چند اشعار لگائے وہ پتھر اور اشعار ناموزون و خط زشت اٹک قافیے اس باولی کی اوپر اور بھی مکانات اور قبرستان بن گئے ہیں اور سلسلے کے میلے کے دن ہزاروں آدمی اس باولی پر جمع ہوتے ہیں اور بہت اونچی اونچی جگہہ سے تیرنے والے لوگ کودتے ہیں بڑا تماشا یہ ہوتا ہے کہ تماشائی اوپر سے پیسہ پھینکتے ہیں اور کود نے والے اوسکے ساتھہ کودتے ہیں اور تہ میں سے لے لیتے ہیں اس درگاہ کے چار دیواری نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروزپور نے بنوادی ہے اور دروازہ پر یہ مصرع لکھوادیا ہے مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

مقبرہ

نمبر ۲۲ مقبرہ تغلق شاہ

قلعہ تغلق آباد کی پاس یہہ مقبرہ ہی غیاث الدین تغلق شاہ کا جبکہ وہ بادشاہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے مرا تو اوسکے بیٹی محمد شاہ تغلق نی جسکو محمد عادل تغلقشاہ بہی کہتی ہین یہہ مقبرہ بنایا قطع اس مقبرہ کی بہت خوبصورت ہی برج کی چارون دیوار بالکل سنگ سرخ کی ہی اور گنبد سنگ مرمر کا سنگ سرخ مین جا بجا سنگ مرمر کی دہاریان لگی ہوئی ہین اور بہت خوبصورت صنعت کاری کی ہوئی ہی اسکی برج کا لداو بہت بلندی پر ایسی خوب وصل کی ہین کہ ایک ذرا نقصان نہین آیا گرد اس مقبرہ کی چونہ اور پتہر کی نکونیہ فصیل ہی اور فصیل کی دیوار مین اندر کی رخ حجرے بنی ہوئی ہین جسمین بڑی سیدار ستی ہین فصیل کا دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اور اوسمین تئیس سیڑہیان ہین اس دروازہ سی قلعہ تغلق آباد تک ایک پل بنا ہوا ہی تاکہ قلعہ مین سی مقبرہ مین انیکا رستہ ہو کیونکہ اسکے چارون طرف جنگل کا پانی بہرا رہتا تہا اس مقبرہ مین ایک تو اسی بادشاہ کی قبر ہی دوسرے مخدومہ جہان اسکی بیوی کی تیسری سلطان محمد عادل تغلقشاہ اسکے بیٹی کی جو سنہ ۷۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۱ عیسوی کے رود سندہ کی کنارہ پر مرا تہا دروازہ کے پاس جو فصیل کا برج ہی اوسپر بہی ایک چہوٹا سا گنبد ہی معلوم نہین کہ اوسمین کسکی قبر ہی فیروز شاہ کے وقت مین یہہ مقبرہ دار الامان کہلاتا تہا اور فیروز شاہ نی ان قبرون پر صندل کا چہپر کہٹ اور خانہ کعبہ کی پردہ چڑہائی تہی اور جن

فتوحات فیروز شاہی

لوگون کو کہ سلطان محمد عادل تغلقشاہ نی مار ڈالا تہا یا اونکی ہاتہہ پاؤن ناک
کان کاٹ ڈالی تہی یا اندہا کر دیا تہا اونکو اور انکے وارثونکو روپیہ دیکر راضی کیا
اور عفو جرایم کی سندین لیکر اور ایک صندوق مین بند کر کر قبر کی سرہانے
رکہوا دیا تہا

درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

نمبر ۲۳

یہہ درگاہ پرانی قلعہ سی ایک میل کی بہت نامی ہی جبکہ حضرت نظام الدین کا
۷۲۵ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی انتقال ہوا تو آپکی مزار پر ایک چہوٹا سا گنبد اور
جالیان تہین فیروزشاہ نی اپنی وقت مین اوسپر صندل کا چہپر کہٹ چڑہایا فتوحات فیروزشاہی
ور برج کی چارون کونون مین سونی کی کٹوری سونی کی زنجیرون مین لٹکائے
۹۷۰ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۲ عیسوی سید فریدون خان نی بڑی اکبر کی عہد مین گنبد کے
گرد سنگ مرمر کی جالیان لگائین اور گنبد کے اندر ایک لوح پر چند اشعار
تاریخ کی لکہائی کہ مادہ تاریخ اوسکا قبلہ گہ خاص و عام ہی ۹۷۰ بعد اسکے نورالدین
جہانگیر بادشاہ کی عہد مین فرید خان المخاطب بمرتضی خان نی ۱۰۱۷ سنہ ہجری
مطابق سنہ ۱۶۰۸ عیسوی آپکی مزار پر سیپ کی بچکاری کا بہت تحفہ چہپر کہٹ چڑہایا
حقیقت مین اسکی بچی کاری بہت تحفہ ہی اور اوس بچکاری مین چند اشعار تاریخ
کندہ ہین کہ مادہ تاریخ اوسکا قبہ شیخ ہی ۱۰۱۷ بعد اسکے ۱۰۶۳ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۲
عیسوی شاہجہان کی عہد مین خلیل اللہ خان نی اس گنبد کے گرد سنگین بارہ دری

سنگ

سنگ سرخ کی ستونونکی بنائی اور اوسکے دو سو برس اور جو بنی در پر کتبہ ہی اوس سے ظاہر ہی دیکہو کتبہ نمبر ۹۱
سنہ ۱۱۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۵ عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نی چند اشعار اردو اونکی مہر پر
کہدوا کر گنبد کے اندر لگا دئے بعد اسکے سنہ ۱۲۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۷ عیسوی کے نواب
احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور نی غلام گردش کی سنگ سرخ کے
ستون نکلوا ڈالی اور سنگ مرمر کی ستون بہت تحفہ اور خوبصورت لگا دیے
سنہ ۱۲۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۰ عیسوی کے فیض اللہ خان بنگش نی غلام گردش مین ثانی
کی چہت جڑہا دی اور سونی اور لاجورد سے بہت تحفہ مینا کاری کروا دی بعد
سنہ ۱۲۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۳ عیسوی کے اکبر شاہ ثانی نی اوس برج کو سنگ مرمر کا بنوایا
اور اوسپر بہت خوشنما سنہری کلس لگوا دیا اب یہہ درگاہ بہت عمدہ عمارت مین
سی ہی سترہوین ربیع الثانی کو ہر برس بڑی دہوم سی یہان عرس ہوتا ہے
اور موسم بہار مین بسنت بہی بہت دہوم سی ہوتی ہی مسجد اس درگاہ کی فیروز شاہ
کی بنائی ہوئی ہی

نمبر ۲۲ ست پلہ

موضع کہڑکی کی سرحد مین متصل درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی یہہ پل ہی سنہ ۷۲۷
ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۶ عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلقشاہ نی یہہ پل بنایا ہی درحقیقت اخبار الاخیار
یہہ بند ہی اور دور دور کا پانی اسمین گہیرا ہی نالہ کی نکلنی کو بیچ مین سات در
بطور پل کی بنائی ہین اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہے اسکی اوپر ہی مکان

ی ہوئی ہین اورد و دروازہ ہشت جو شنمائی سی بنائی ہین ایک جگہ پر یہ
ہیہ پل ٹوٹ گیا تہا وہان لگا بند بنا دیا ہی اس پل کی درون کی پاس
ایک کنوان ہی اگرچہ وہ کنوان اب نہین ہا مگر نالی مین ایک گہڑا کر پانی جمع
کرتی ہین اور اوسکو تبرک سمجہتی ہین بیمارونکو نہلاتی ہین اور بچون کی لیئی تہلیون مین
پانی بہر کر اور سر پر رکہہ کر دور دور لیجاتی ہین کاتک کی مہینہ مین
دیوالی کی قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کی دن بڑا ہجوم ہوتا ہی صدہا زن و مرد
اور بچی نہانی کو آتی ہین تاکہ آسیب جن اور بہوت اور جادو سی محفوظ رہین
کہتی ہین کہ یہان حضرت روشن چراغ دہلی نی وضو کیا تہا اوسکی
سبب یہان کی پانی کو بزرگ جانتی ہین دیوالی کی دنونمین یہان پانیکی تنگی سی
ہوتی ہی تہلیا چہہ ٹکی کو بکتی ہی

نمبرہ ۲۵۰ درگاہ شیخ صلاح الدین

۱ اخبار الاخیار

حضرت شیخ صلاح الدین سلطان محمد عادل تغلقشاہ کیوقت مین تہی اور آپ
مرید ہین شیخ صدر الدین کے محمد تغلقشاہکو ہمیشہ سخت جواب دیتی تہے
جب ایکا انتقال ہوا تو موضع کہرکی کی متصل دفن کیا یقین ہے کہ سنہ ۷۵۲
ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۲ عیسوی کے فیروز شاہ کی وقت مین ہے یہ درگاہ بنی ایکی مزار پر ایک
گنبد ہے اور اوسکے چارون طرف جالیان ہین اوسکے پاس بہت
بڑی مسجد تہی اب اکثر جگہ سی گر پڑی ہی اوسکے پاس مجلس خانہ کا

دالان

دالان ہی اور چھوٹی سی گنبد مین اور قبرین ہین اتہا مسون صفر کو ہر برس بہان عرس ہوتا تہا اب مسجد ہی موقوف ہو گیا ہے

نمبر ۲۶ مسجد درگاہ حضرت نظام الدین

یہہ مسجد کتابون مین جماعت خانہ کرکر لکہا ہی حضرت نظام الدین کی درگاہ مین ہے اس مسجد کو فیروز شاہ بادشاہ نی قریب ۷۵۰ سنہ ہجری مطابق ۱۳۵۰ سنہ عیسوی کے بنایا ہے خود فیروز شاہ لکہتا ہی یہہ جماعت خانہ نی سر سی مینی بنایا پہلی یہان نہ تہا اس سی ثابت ہوتا ہی کہ خاد مون جو اس مسجد کا پہلی سے ہونا مشہور ہے غلط ہے یہہ مسجد بہت نادر ہی اس مسجد کا بیچکا درجہ بڑا سنگ سرخ کا ہی اور چودہ فٹ کے قطر کا گنبد ہے اور سکے بیچمین سونی کا کٹورا لٹکتا ہی جاٹون نی ہمین کولیان مارین ہین مگر ٹوٹا نہین دو درجہ اس بڑی درجہ کی ادہر اودہر ہین اور انکی چہت پر دو دو برج ہین کہ ساری مسجد کی پانچ برج ہوئی مسجد کی درون کی پیشانی پر بعضے جگہہ نسخ خط اور بعضی جگہہ کوفی خط مین آیات قرانی کندہ ہین مگر تاریخ نہین ہے باہر کی دیوار پر صحن کی رخ نہو ... ن ہوئی ہوئی کہ کسی شخص نی حضرت نظام الدین کی انتقال کی تاریخ کہود دی ہی مگر پہلی کی کہودی ہوئی نہین ہے

تاریخ

نظام دو گیتی شہ ما و طین	سراج دو عالم شدہ بالیقین
چو تاریخ فوتش بجستم ز غیب	ندا داد ہاتف شہنشاہ دین

ی ۱۲ امنہ

فتوحات فیروز شاہی مین ہے شیخ علی محمد نبیرہ شیخ بہا الحق ذکریا کی موتی ... اب تاریخ جو ... مین لکھی ہی یہہ مسجد کی شاد ... در معرفت خان سلطان ... لی ہوئی بنائی ہی ... ۷۵۰ سنہ ۱۳۵۰ مطابق ... بن لوا سعیو ... جماعت خانہ فیروز شاہ کا ہو کا جو بخشی نی ... مسی سیمو

مسجد جامع فیروزی

نمبر ۲۷

فیروز شاہ نے اپنے کوٹلہ مین قریب ۷۵۵ سنہ ہجری مطابق ۱۳۵۴ سنہ عیسوی کے یہہ مسجد بنائی
تاریخ فرشتہ — تہی چنانچہ اب تک یہہ مسجد ٹوٹی ہوئی لاٹہہ کے پاس موجود ہے اس مسجد کا گنبد ہشت پہلو
تہا اور اوسکے آٹہون طرف بادشاہ نے تاریخ فتوحات فیروز شاہی کا
خلاصہ جو اس بادشاہ نے خود اپنے حالات مین تصنیف کی تہی پتہر مین کہود کر
لگا دیا تہا اور اسمین خلاصہ اون احکامات کا تہا جو اس بادشاہ نے درباب اوقاف
اور درباب نکرنے سیاست بدنی اور لینے خراج اور آسایش رعایا مین
جاری کئے تہے لیکن اس گنبد کا اب نشان بہی نہین رہا ٹوٹی ہوئی پتہر تہے
کہین نہین ملتی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ گنبد جہانگیر بادشاہ کے زمانہ تک تہا
تزک تیموری — پہر معلوم نہین کہ کس زمانہ مین ٹوٹا ۸۰۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۹۸ سنہ عیسوی مین جب تیمور نے
دلی کو فتح کیا تو اسی مسجد مین تیمور کے نام کا خطبہ پڑہا گیا

نمبر ۲۸ کوشک انور یا مہندیان

یہہ ایک کہنہ عمارت ہے کوٹلہ فیروز شاہ کے سامنے جیلخانہ کے پاس اگرچہ اسکا حال
اخبار الاخیار — کچہہ معلوم نہین مگر کتابون مین اسکا نام کوشک انور لکہا ہے اسکے نام ہی سے یقین
پڑتا ہے کہ کسی بادشاہ کی بنائی ہوئی ہے کیونکہ اسطرح کے نام اوس زمانہ مین
بادشاہی عمارتون کے ہوتے تہے اور جس موقع پر یہہ عمارت محاذی کوٹلہ کے
واقع ہے اس قرینہ سے متصور ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے پہر کچہہ

برج

عجب نہین کہ قریب ۸۰۰ھ ہجری مطابق ۱۴۰۵ عیسوی بنی ہو ہندوستان مین رواج ہو گیا ہی کہ برسون دن بڑی بڑی اُسکے بنانے مین باعث یہ برجی جسکو مہندی کہتی ہین بنا کر اوسکے چارون طرف روشنی کرتی ہین یا تو اس سبب سے کہ اس عمارت کی صورت اوسی طرح کی ہی اور یا اس سبب سے کہ خاص اوسی دن کی روشنی کو بنی تہی مہندیان اسکا نام مشہور ہو گیا ہے ہر حال اسکے دونو نامون سی ثابت ہی کہ یہہ عمارت روشنی کرنی کے لی بنی ہی یہہ مکان نئی قطعہ کا ہی اسکی نیچی درہ لاد کر کرسی دی ہی اور پر اوسکے اوپر پانچ برج بنائی ہین چار چارون کونون پر اور ایک بیچ میں برجون کے قطعہ بہی بہت خوبصورت ہی مگر اب یہہ مکان بہت شکستہ ہو گیا ہے اور چونکہ نری چونہ اور پتہر سی بنا ہوا تہا ہو بطلی بالکل گر پڑا ہی دو ایک برج باقی رہ گئی ہین

نمبر ۲۷ بولی بہٹیاری کا محل

ایک بند ہی شہر شاہجہان اباد کی باہر تہوڑی فاصلہ پر درگاہ سید حسن رسول نما کی پاس غالب ہی کہ یہہ بند فیروز شاہ کا اوس زمانہ کا بنا یا ہوا ہو جس زمانہ مین کہ اوسنے کوشک شکار بنایا یعنی ۷۷۶ھ ہجری مطابق ۱۳۷۴ع کا اور اس بند پر ایک مکان چہوٹا سا بہت بد قطع بنا ہوا ہے اوس مکان کا نام یہی مشہور ہے کہ کسی زمانہ مین بو علیخان بہٹی اسمکان مین رہتی تہی جیسی بولی بہٹیاری

مشہور ہو گیا ہے یہہ بند بہت خوب بنا ہوا ہے اور اسباب غرق ہونے سے
نقصان کی اوسکی کچھہ نہیں بگڑا اسی بند پر ہر سال اساڑہ کی مہینے میں پورنماشی کو
پون پرچہیا کا میلہ ہوتا ہے اور برہمن جا کر اسی بند پر ایک جہنڈا کہڑا کر کر ہوا کو
دیکہتے ہیں اور اوس سے موسم کی بہلائی برائی کا حال بتاتے ہیں اور اوس روز
یہان بڑا میلہ اکٹہا ہوتا ہے

نمبر ۲۸ کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کی یہہ مسجد خانجہان فیروز شاہی کی بنائی
ہوئی ہے اوسنے ۷۷۲ ہجری مطابق ۱۳۷۰ عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی ایسی ہی جیسے
کالی مسجد اور بیگم پور وغیرہ مسجدوں کی ہے چونہ اور پتہری یہہ مسجد بنی ہے اور
دروازہ پر کتبہ سال بنا کندہ ہے — دیکہو کتبہ نمبر ۲

نمبر ۲۹ درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہہ درگاہ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہے انتقال آپکا اٹہارہویں
رمضان ۷۵۷ ہجری مطابق ۱۳۵۶ عیسوی جمعہ کی دن ہوا ہے مگر یہہ عمارت فیروز شاہ
بادشاہ نے ۷۷۵ ہجری مطابق ۱۳۷۳ عیسوی میں بنائی ہے درگاہ کی گنبد کے بارہ در ہیں
اور سنگ خارا کی ستون لگی ہوئی ہیں سب دروازوں میں سنگ سرخ کے
جالیاں ہیں جنوب کے ایک در میں دروازہ ہے گنبد چونہ پتہری بنا ہے اور اوسپر
سنہرے کلس ہے اور گنبد کے اندر سنہرے کٹورہ لٹکتا ہے سنگین چہجہ گنبد میں

خواجہ

نواب محمد خان نی سال میں بنوا دیا ہی اور میرزا غلام سید نی گنبد کی گرد بارہ دری
بنوائی تہی کہ وہ گر پڑی درگاہ کی صحن میں دو گنبد ہین ایک میں حضرت شیخ
فرید شکر گنج کی پوتی کی قبر ہی اور دوسری میں مخدوم زین الدین کی قبر ہے
جو آپکی بہانجی اور خلیفہ تہی اوسکے پاس مخدوم کمال الدین کی قبر ہی جو پوتے
فخر الدین صاحب کے بیرون میں ہین اور اسی مقام پر نواب فیض طلب خان بخش
کی قبر ہی درگاہ کی پاس ایک مسجد ہے فرخ سیر کے عہد کی اس درگاہ کا دروازہ
ہی گنبد نما ہی اور اوس پر فیروز شاہ کی نام کا کتبہ لگا ہوا ہے ۷۷۲ سنہ ہجری مطابق دیکہو کتبہ نمبر ۲۱
۱۳۶۹ سنہ عیسوی کی محمد شاہ بادشاہ نی اس درگاہ کی گرد پونی چار لاکہہ روپیہ
خرچ کرکر شہر پناہ بنوادی ہی اور اوسمین چار در دروازہ اور ایک کہڑکی ہے

نمبر ۳۰ قدم شریف یا مقبرہ فتح خان

یہہ درگاہ بہت نامی اور در حقیقت یہہ مقبرہ ہی شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ کا
جبکہ ۷۷۶ سنہ ہجری مطابق ۱۳۷۴ سنہ عیسوی کے شاہزادہ فتح خان نی انتقال کیا تو اوسکی تاریخ فرشتہ
لاش یہان دفن ہوئی اور فیروز شاہ نی اوسکی گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد
بنائی اور چار دیواری کے پاس ایک بہت بڑا حوض بنوایا کہ اب موجود ہے
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک معجزہ ہوا تہا کہ اوسکی سبب
پتہر پر نقش قدم پڑ گئی تہی چنانچہ اکثر کتابوں میں یہہ مذکور ہی مشہور ہے کہ اوسمین قصیدہ بزیہ
نقش قدم کی پتہر دونون کا ایک پتہر فیروز شاہ کی عہد میں لایا اور اوسنی وہ پتہر

بطور تبرک اپنی بیٹی کی قبر پر لگا دیا اور اسی سبب سے یہہ مقبرہ قدم شریف کے
نام سے مشہور ہے اس قبر پر حوض بنا دیا ہی اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا
کٹہرا لگا یا ہی اوسمین پانی بہرتی ہین اور نقش قدم کو دہو کر پانیکا تبرک
لی جاتی ہین اور زبان حال سی یہہ شعر پڑہتی ہین شعر ای خضر دل اسکی
پی سی نجات ہی پانی قدم شریف کا آب حیات ہے بارہوین ربیع
الاول کو ہر سال یہان بہت بڑا میلہ ہوتا ہے تمام خلقت جمع ہوتی ہی اور نذرانہ
ملنگ اتی ہین اور دروازہ اکی دیکہ بہال کرتی ہین

نمبر ۲۱ مسجد چوراہیہ قدم شریف

یہہ مسجد ہے فیروز شاہ کی وقت کی بنی ہوئی ہی اور قطع اسکی ایسی ہی ہے
جیسے خانجہان کی بنائی ہوئی مسجدین ہین مگر خیال مین یہہ آتا ہی کہ جب
فیروز شاہ نی یہہ مقبرہ بنایا یعنی قریب سنہ ۷۸۴ ہجری مطابق سنہ ۱۳۸۲ عیسوی کی تب اوسنی
آپ یہہ مسجد بہی بنائی یہہ مسجد چونہ اور پتہر سی برجیون دار بنہایت مستحکم بنی ہوئی
ہی اور چوراہیہ قدم شریف کی مسجد کی نام سی مشہور ہے

نمبر ۲۲ درگاہ حضرت سید محمود بحار

یہہ درگاہ سرحد موضع کیلوکہری مین واقع ہی اور اگرچہ یہان کوئی عمدہ عمارت
نہین مگر یہہ درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہی حضرت سید محمود بحار بڑے
عالم اور بہت بڑی ولی تہی حضرت سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد مین
سنہ [illegible]

نشنہ ہجری مطابق ۱۳۷۶ عیسوی کو انکا انتقال ہوا مشہور ہے کہ انکی دعا سے ایک مردہ جی اوٹہا تہا اس سبب سے محی العظام اور راجہ ہاڑ کوٹہا انکا لقب ہو گیا تہا. ستائیسوین صفر کو ہر برس یہان عرس ہوتا ہے.

نمبر ۳۳

کالی مسجد یا کلان مسجد

فیروز شاہ کے وقت مین جب شہر فیروز آباد آباد ہوا تہا اوسکے ایک محلہ مین خانجہان نے ۷۸۹ ہجری مطابق ۱۳۸۷ عیسوی کے یہہ مسجد بنائی تہی جب وہ شہر ویران ہوا اور شاہجہان نے یہہ شہر بسایا تو یہہ مسجد شہر مین آگئی اس مسجد کو بہت کرسی دیکر بنایا ہے کہ تیس سیڑہیان چڑہ کر مسجد مین جاتے ہین اندر سے مسجد کو نہ کہا بنایا ہے اور ہر کہہ مین پانچ پانچ در ہین اور اوسکی چہت پر لداو کے چہوٹی چہوٹی گنبد بنائی ہین اور اوسکے دروازہ پر کتبہ ہے دیکہو کتبہ نمبر ۲

نمبر ۳۴

مسجد بیگم پور

یہہ مسجد بہی منجملہ اونہی مسجدونکی ہے جنکو خانجہان فیروز شاہی نے ۷۷۲ ہجری مطابق ۱۳۷۰ عیسوی کے بنایا تہا یہہ مسجد نری چونہ اور پتہر کی ہے قطع اسکی نرے بہدی بالکل پٹہانون کے وقت کی ہے مگر البتہ مستحکم خوب ہے اسکی قطع اور کہڑکی کی مسجد کی قطع بہت قریب قریب معلوم ہوتی ہے

نمبر ۳۵

مسجد کالو سرائے

متصل مسجد بیگم پور کے ایک اور مسجد ہے خانجہان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی.

یہہ بہہ ہی جونہ اور نہر سی برجیون وارنی ہوئی ہی اور جبکہ یہہ سب مسجدین خانجہان نی قریب قریب زمانہ مین بنائی ہین اسواسطی انکی سال بنا بہی قریب ۷۷۹ سنہ ہجری مطابق ۱۳۷۷ع تصور کی جاتی ہی اس مسجد کی ضلع شمالی و جنوبی منہدم ہوگئی ہین اور اب مسدار اسمین بستی ہین

نمبر ۳۶ مسجد کہڑکی

موضع کہڑکی مین ست پلہ کی پاس یہہ مسجد ہے قریب ۷۸۹ سنہ ہجری مطابق ۱۳۸۷ع فیروزشاہ کی وقت مین خانجہان نی یہہ مسجد بنائی ہی اب اس مسجد مین زمیندار بستے ہین یہہ مسجد چوکہونٹی ہی اور چارو طرف مربع کی ضلعو نکے بیچ مین ایک ایک مربع بطور تاج کی نکالا ہی تین طرف دروازہ ہین اور قبلہ کے طرف سے بند ہی تمام مسجد مین بہت سے ستون لگائی ہین ایک ایک برج چارون تاج کی مربعون پر ہے اور مسجد کی چہت پر نو جگہہ ملی ہوئی نو برج ہین ہر ہر برج کی تلی چار چار ستون ہین مسجد کی صحن مین چار چوک چہوٹی ہین اس قطعکی مسجد اس نواح مین کہین نہین ہی بلاد روم کی مسجدو نکی قطع معلوم ہوتی ہے

نمبر ۳۷ مقبرہ فیروزشاہ

یہہ مقبرہ حوض خاص کی کنارہ واقع ہی جبکہ ۷۹۰ سنہ ہجری مطابق ۱۳۸۸ سنہ عیسوی فیروزشاہ کا انتقال ہوا تو اسمقام پر دفن کیا میری راے مین یہہ مقبرہ ناصر

ناصرالدین محمد شاہ کی وقت مین ۷۹۷ سنہ ہجری مطابق ۱۳۹۴ سنہ عیسوی بنا ہی یہہ مقبرہ
بالکل چونہ اور پتہری کا بنا ہوا ہی اسکی پیشانی پر چونہ کی حرفون سی کتبہ بہی کندہ تہا دیکہو کتبہ نمبر ۲
مگر اکثر حرف جہڑ گئی ہین اس جگہہ اور بہی چہوٹی چہوٹی برج نما ہوئی ہین
اور ناصرالدین محمد شاہ اور علاءالدین سکندر شاہ کی ہین قبرین ویران ایک
ہو گیا ہی برج شہاب الدین تاج خان اور سلطان ابو سعید کا ہی اور اوسپر
کتبہ لکہا ہوا ہی دیکہو کتبہ نمبر ۴

نمبر ۲۸ خضر کی گنٹی

دریا کی کنارہ موضع اوکہلہ کی سرحد مین خضر خان کا یہہ مقبرہ ہی ۸۲۲ سنہ ہجری
مطابق ۱۴۱۹ سنہ عیسوی مین ابو الفتح مبارک شاہ اوسکی بیٹی نی یہہ مقبرہ بنایا
یہہ مقبرہ کچہہ اچہا نہین ہی صرف ایک گنبد تہا کہ وہ گر گیا فصیل مین
کا ایک برج باقی رہ گیا ہی البتہ دریا کی ہنی اور کشتیون کی چلنی
کی ایک کیفیت ہی

نمبر ۲۹ مبارکپور کوٹلہ

یہہ مقبرہ موضع مبارکپور مین شاہجہان آباد سی تین چار کوس جنوب کی طرف
واقع ہی سکہ معزالدین ابو الفتح مبارک شاہ ۸۳۷ سنہ ہجری مطابق ۱۴۳۳ سنہ
عیسوی مین مر گیا تب یہہ مقبرہ بنا یہہ مقبرہ بہی بہت خوش قطعہ ہی سنگ
خارا سی بنا ہوا ہی اور سنگ خارا ایسی خوبصورتی سی لگایا ہی

کہ دکھنی سی علاقہ رکھتا ہی بعضی لوگ یون خیال کرتی ہین کہ اس بادشاہ نے
شہر مبارک آباد جسی استمام پر آباد کرنا چاہا تھا مگر یہہ بات صحیح نہین
بلکہ اس بادشاہ نی موضع مبارکپور ریتی مین شہر مبارک آباد آباد کرنا چاہا تھا

مقبرہ محمد شاہ

نمبر ۴۰

منصورہ کے مقبرہ کی سامنی سواد موضع خیر پور مین یہہ مقبرہ ہی سلطان
محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا جو سلطان معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ
بن خضر خان کی بعد تخت پر بیٹھا جبکہ ۸۴۹ھ ہجری مطابق ۱۴۴۵ء عیسوی
اس بادشاہ کا انتقال ہوا تو یہان دفن کیا اور یہہ مقبرہ اوسکے بیٹے
علاؤ الدین عالم شاہ نی بنایا یہہ مقبرہ زرا چونہ اور پتہر کا بنا ہوا ہے ایک قطع
ایسکے بہت نفیس ہی اندر کا مکان اور باہر کی غلام گردش اور اسکے
برجیان بہت خوبصورتی سی بنائی ہین

نمبر ۴۱ مقبرہ سلطان بہلول لودی

جبکہ سلطان بہلول لودی موضع بہداولی نواح سکیت مین ۸۹۴ھ ہجری
مطابق ۱۴۸۸ء عیسوی مرا اوسکے نعش کو استمام پر حضرت روشن چراغ دہلی
کی درگاہ کی پاس لاکر دفن کیا اور سلطان سکندر اوسکے بیٹے نے
یہہ مقبرہ بنایا یہہ مقبرہ عجب قطع کا بنا ہوا ہے نیچے تو بارہ در ہین اور اوپر
پانچ برج ہشت مجموعی مقبرہ کی ہیئت خوبصورت ہی استمام پر اور یہہ

قر

قبرستان بن گیا ہی اور سنگ تراشی کے کئی مجرمین قبرین بنی ہوئی ہین یہان بہی
روشن چراغ دہلی کی درگاہ کی فصیل جو محمد شاہ نی بنائی ہی اور ایک دروازہ
فصیل کا بہت خوشنمائی سی دکہائی دیتا ہے

نمبر ۲۴ پنج برجہ زمرد پور

زمرد پور ایک گانو ہی شاہجہان آباد دہلی سی جانب جنوب پہلی اس گانو کا
نام کنجن سرای تہا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلطان سکندر بہلول کی وقت مین
زمرد خان کی جاگیر مین ملا جب سی زمرد پور نام پڑا اس گانو مین زمرد خان کا
قبرستان ہی اور قبرون پر چہوٹی چہوٹی اور بڑی بڑی برج ستون دار
بنی ہوئی ہین عمارت دیکہنی سی کچہ شک نہین رہتا کہ یہہ عمارت سلطان سکندر
کی وقت کی ہی یہی سبب ہی اس قبرستان کی بنا بہی تخمینا پندرہوین صدی
یعنی قریب ۹۰۴ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۸ سنہ عیسوی کی خیال کی گئی ہے

نمبر ۲۵ بستی باولی

یہہ مقبرہ بی قریب درگاہ حضرت نظام الدین کی سلطان سکندر بہلول کی
وقت مین بستی خواجہ سرا تہا اوس نی اپنا مقبرہ قریب ۹۲۴ سنہ ہجری مطابق
۱۵۱۸ سنہ عیسوی بنایا اس مقام پر ایک باولی بہت نفیس ہے اوس مین نیچی اوپر دالان
بنی ہوئی ہین جانب غرب باولی کی ایک مسجد ہے اور اوس پر چونہ کی
منبت کاری مین آیات قرآنی کندہ ہین مسجد کی نیچی بائین طرف دروازہ ہے

او، اوسپر ہی برج بنا ہوا ہے اوس دروازہ کی سامنی قبر کا کتبہ ہے پہلی تو
جب اونچا تہوترہ بنا کر اوسمین کمری کی طور پر کہر بنائی ہین اور اوسپر قبر
بنائی ہی اور قبر پر برج بنی برج معہ لداو اور ستونون کی سنگ سرخ کا بہت
نفیس بنا ہوا ہی چبوترہ بہی بہت خوبصورت ہی اوسکے چارون کونون پر
خوشنمائی کی لئی چار برجیان بنائی تہین اونمین کی تین برجیان قایم ہین اور
ایک توٹ گئی ہی

نمبر ۴۴ موتہہ کی مسجد

مبارکپور کوتلہ سی تہوڑی دور آگی یہہ مسجد اور اوسکے سامہنے کا ایک کنواں ہے
مگر یہہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چونہ اور تہیر کی ہی دروازہ اسکا
مسجد سی ہی اچہا بنا ہوا تہا سنگ مرمر مین آیات قرآنی کندہ تہین مگر اب
بالکل شکستہ اور خراب ہو گیا ہی مشہور ہے کہ کسی شخص نی راہ چلتی مین زمین پر
پڑی موتہہ کا دانہ اوتہا لیا تہا اوس دانہ کو بوایا جو اوسمین خوشہ لگے دو
برس پہر اسکو بوایا یہان تک کہ چند سال مین بہت روپئی موتہہ کے ہو گئے
اوسکی یہہ مسجد بنی اور اسی سبب سے موتہہ کی مسجد مشہور ہے کنوین کے اندر
ایک کتبہ سنگ سرخ کی تہیر پر ہی اوسکے اکثر حرف شور لگنی سی جہڑ گئے
ہین جسقدر کہ باقی ہین اونسی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مسجد اور کنواں سلطان سکندر
بن سلطان بہلول کی وقت مین یعنی تخمینا ۹۲۰ سنہ ہجری مطابق ۱۵۱۴ عیسوی کے بنی ہین

دیکہو کتبہ نمبر ۲۵

نمبر

نمبر ۵۴

مقبرہ لنگر خان

موضع زمرد کی پاس برائی پور ایک گانو ہی اوسکی سرحد مین یہہ مقبرہ ہے لنگر خان سلطان بہلول لودہی کی وقت کے امیرون مین سی تہی اونکا یہہ مقبرہ ہی اور اسی زمانے مین اسکے بنا تخمیناً سنہ ۹۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۴۹۴ عیسوی کے خیال کی گئی ہی یہہ مقبرہ نہایت بہدا چونہ پتہر کا بنا ہوا ہے مگر اسکے اندر کی قبر اتنی اونچی بنائی ہی کہ اگر آدمی اسکے پاس کہڑا ہوکر ہاتہہ اونچا کری تو بہی اونگلیان قبر کی سرے تک نہین پہنچتین اسی مقبرہ کی پاس ایک خوگنبدے کی برجی اور بہی اور اوسمین بہی کسیکے قبر ہی شاید کہ انہی کی خاندان مین سی کسیکے ہو گی

نمبر ۵۶

تین برجہ

موٹھہ کی مسجد کی پاس تین برج برابر برابر ہین معلوم ہوتی کہ یہہ کسیکے مقبرہ ہین مگر اسمین کچھہ شک نہین کہ سلطان سکندر کی عہد کی یعنی تخمیناً سنہ ۹۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۴۹۴ عیسوی کے بنی ہوئی ہین یہہ تینون مقبرہ چونہ اور پتہر سے بنی ہوئی ہین پہلا مقبرہ اور مقبرون سی اچہا بنا ہوا ہے اور کہین کہین اوسمین سنگ سرخ بہی لگا ہوا ہے

نمبر ۵۷

راجون کی باین

نواح قطب صاحب مین کوٹہی دلکشا سی تہوڑی دور پرے یہہ باولی ہے

سنہ ۹۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۰۶ عیسوی کے سکندر شاہ کی وقت مین دولت خان نی اسکو
بنایا ساخت اس باولی کی بہت اچھی ہی اسمین ہے باون یک جونہ پتہر کی
اور ابتک سب جگہہ سی ثابوت ہی اسکے پاس ایک مسجد ہے اور اوسکے
صحن مین گنبد ہے پتہر کی ستون کہڑی کرکر اوسپر برجی بنائی ہی اگلے
زمانہ مین اس باولی کی مکانات مین راج آلسی تہی جب سے راجون کے
دیکھو کتبہ نمبر ۲۶ آنے مین مشہور ہے اس باولی کی برج کی پیشانی پر یہہ کتبہ لگا ہوا ہے

نمبر ۴۸ مقبرہ سلطان سکندر بہلول

موضع خیرپور کی پاس یہہ مقبرہ ہی سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودہی کا یہہ مقبرہ
سنہ ۹۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ عیسوی کے سلطان ابراہیم اوسکے بیتی نی بنایا
اگرچہ یہہ مقبرہ نری چونہ اور پتہر کا ہی الا اندر کا درجہ اور باہر کی غلام گردش
اور اوپر کی برجیان بہت خوشنمائی سی دکہائی دیتی ہین

نمبر ۴۹ درگاہ شیخ یوسف قتال

اخبار الاخیار کہڑکی کی مسجد کے پاس یہہ درگاہ ہی شیخ یوسف قتال کی جو مرید ہین قاضی
جلال الدین لاہوری کی سنہ ۹۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ عیسوی کے انکا انتقال ہوا اور
دیکھو کتبہ نمبر ۲۷ شیخ علاء الدین حضرت شیخ فرید شکر گنج کی نواسے نی یہہ مکانات بنائے
یہہ درگاہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی چارون طرف کی جالیان بہی
سنگین ہین برج چونہ کا ہی اور اوسکے حاشیہ پر چینی کا کام بنا ہوا ہے

اونکا

اوسکے پاس ایک مسجد ہے جو پتہر کی بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت ٹوٹ گئی ہے۔

نمبر ۵

درگاہ مولانا جمالی

نواح قطب صاحب مین یہہ بہت مشہور درگاہ ہی شیخ فضل اللہ معروف جلال خان کی سنہ ۹۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۴ عیسوی کے اپنی جیتی جی یہہ گوتہری بنائے تہی اور آزاد دو طرح امین بستی تہی جب سنہ ۹۴۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۵ع کی انکا انتقال ہوا تو اسی حجرہ مین مدفون ہوئی بابر اور ہمایون اور سلطان سکندر کے عہد کی بڑی نامی شاعرون می ہین اور جمالی اپنا تخلص کرتے تہی اسی سبب سے درگاہ مولانا جمالی مشہور ہے یہہ حجرہ بہت اچہا چونہ کا بنا ہوا ہی اور تہوڑی تہوڑی جینی کاری بہی کی ہوئی ہی حجرہ کی اندر چونہ کے منبت کاری مین وغزلین انہی کی کہی ہوئی کہدی ہوئی ہین

اخبار الاخیار

نمبر ۱ ۵

مسجد درگاہ مولانا جمالی

مولانا جمالی کی درگاہ کی پاس یہہ مسجد ہی بہت بڑی اور نہایت شاندار چونہ اور پتہر کی بنی ہوئی اس مسجد کو بہی مولانا جمالی نے اپنی جیتی جی قریب سنہ ۹۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۸ عیسوی کے بنایا تہا جسکی ... یہہ مسجد واقع ہے پہلی آبادی قطب صاحب کی ایہتمام پر تہی چنانچہ اب بہی اس جگہہ پر انی بستی کی کہنڈریڑی ہوئی ہین بلکہ جس زمانہ مین تہورا نی یہان قلعہ بنایا اوس زمانہ مین بہی آبادی اسی مقام پر تہی

اخبار الاخیار

نیلی چہتری

نمبر ۲ ۵

سلیم گڈہ کے نیچے دریا کی کنارے نگمبود کی گہاٹ پر ایک چہوٹی سی بارہ دری ہے
بنگلہ نما اور اوسپر چینی کاری کا نیلہ رنگ مین کام کیا ہوا ہے اس سبب سے
توزک جہانگیری اوسکو نیلی چہتری کہتی ہین سنہ ۹۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۲ عیسوی کے ہمایون بادشاہ نے
دریا کی سیر دیکہنی کو یہہ چہتری بنائی اگرچہ سنہ ۔ اس چہتری کو پانڈونکی وقت کے
بتاتی ہین اور کو یہہ بات صحیح ہو مگر اتنی بات مسلم ہی کہ اس چہتری مین جو پتہر
کی اینٹین لگی ہوئی ہین وہ اور کسی ہندوؤنکی جگہہ سی اوکہاڑ کر اسمین لگائی ہین کیونکہ
اون اینٹون مین مورتین شکستہ اور برہم خوردہ موجود ہین اور مورتونکی تاقین
ہوجاتی ہی کہ کسیکا سر ہی وہ کیا ہی کسیکا دہڑ ہی باقی ہی اور بلکہ توان کے
انتظام کی اولٹ پلٹ ہونی سی صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ انٹین اور جگہہ سے
اندرپرست مہاتم اوکہاڑ کر یہان لگائی ہین ہندوؤنکی تاریخ کے موجب راجہ جدہشٹر نے اس گہاٹ پر
جگ کیا تہا کچہہ عجب نہین کہ ہندوؤنکی عہد مین اس گہاٹ پر کسی مقام کو اس
جگ کی جگہہ تصور کر کر چہتری بنا دی ہو اور ہمایون کی عہد مین وہی چہتری
ٹوٹ کر یہہ چہتری بنی ہو سنہ ۱۰۲۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۹ عیسوی کے جب جہانگیر بادشاہ
دیکہو کتبہ نمبر ۲۸ بارادہ جانے کشمیر کے دلی مین پہونچا تو اوسنے ایک کتبہ اسمین لگا دیا
دیکہو نمبر ۲۹ اور جب سنہ ۱۰۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۰ عیسوی کے وہان سی پہرا تو دوسرا کتبہ لگا دیا

نمبر ۳ ۵ درگاہ امام ضامن یعنی مقبرہ سید حسین پاس منار

لاٹہ

اس قبہ کی پچھی بڑی دروازہ کی پاس ہے ایک مقبرہ ہی امام محمد علی مشہدی کا
مرات آفتاب نما[1] جنکو سید حسین پای منار بہی کہتی ہین یہہ بزرگ مشہد مقدس طوس سی سلطان
سکندر کی وقت مین دلی مین آئی اور اسی مقام پر سکونت اختیار کی
اور یہہ مقبرہ اپنی سامنی آپ بنایا جب سنہ ۹۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۶ عیسوی مین
انکا انتقال ہوا تو بموجب وصیت کی اسی مقبرہ مین دفن ہوئی قطع اس
مقبرہ کی بہت اچھی ہی برج بہی خوشنما ہی اندر سنگ مرمر کا فرش ہے
دیکھو نمبر ۴ اور دروازہ پر کتبہ لگا ہوا ہے

نمبر ۵۴ درگاہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہہ درگاہ ہے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ
علیہ کی انکا انتقال شب دوشنبہ چودہوین ربیع الاول سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق
سنہ ۱۲۳۶ عیسوی کی ہوا اور اسمقام پر مدفون ہوئی مگر یہان کچھ عمارت نہی سنہ ۹۴۸
ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱ عیسوی شیر شاہ کی وقت مین خلیل اللہ خان نی
ایک چار دیواری بنوائی تہی کہ وہ چار دیواری اب نہین رہی
سنہ ۹۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی اسلام شاہ کی وقت مین یوسف خان نی
۹۵۸ بہی ایک دروازہ اس درگاہ مین بنایا کہ اوسکی تاریخ بنا درگاہ خواجہ قطب ہے
اسکی بعد سنہ ۱۱۱۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۷ عیسوی شاکر خان نی شاہ عالم بہادر شاہ کی
وقت مین ایک دروازہ جانب غرب بنایا کہ اب تک موجود ہے

اور سنہ ۱۰۲۳ ہجری مین سنہ ۱۶۱۴ عیسوی مین فرید نے اوس مزار کی گرد سنگ مرمر کی
بہت نفیس جالیان بنوا دین اور سنگ مرمر کی دروازہ بہت لطیف بنوائے
دیکھو نمبر ۲۰۲ اور اون پر دروازون پر کتبی لگائے

نمبر ۵ مسجد قلعہ کہنہ

تاریخ مرزا ہدایت اللہ خان جبکہ شیر شاہ بادشاہ ہوا تو اوسنے سنہ ۹۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱ عیسوی کے اس مسجد کو
پرانی قلعہ کی اندر شمالی دیوار کی متصل بنایا اوس زمانہ کی عمارتون مین یہ مسجد بہت
خوبصورت عمارت ہے اندر اور باہر ساری دیوار سنگ سرخ کی بنے ہوئے
اور کہین کہین نہایت خوشنمائی سے سنگ مرمر بہی لگایا ہی ہر جگہہ قرآن کی
آیتین نسخ اور کوفی خط مین کندہ ہین بعض جگہہ خراب ہوگئی اور گوشہ اور کونہ پر بہت تحفہ
منبت کاری اور بہت خوب پچیکاری کی ہوئی ہی اسکی ساخت قابل
دیکہنی کی ہی لدا اس مسجد کا نہایت عمدہ سنگ سرخ کی پتہرون کو
چہوٹا چہوٹا تراش کر بہت خوبصورتی اور دانائی اور اوستادی سی ایسا
خوبصورت اور مضبوط لدا ولا دا ہی کہ دیکہنی سی تعلق رکہتا ہی اوس لدائو مین
ہر جگہہ بہت تحفہ منبت کاری بنائی ہی اسکی صحن مین ایک بہت خوبصورت
سولہ پہلو کا حوض ہی بکرات بی مرمتی کی سبب بالکل خراب ہوگیا ہے
اس مسجد کی دیوارون کے آثار بہت چوڑی ہین اور آثارون مین چہت پر
چڑہنی کا زینہ اور طرح طرح کی نشیمن نکالی ہین اس مسجد کی چہت پر ایک
گنبد

ہے کہ بنیاد اب تک موجود ہے اور اوسکے گنبد کے ذو چھبریان ہین کہ ٹوٹ
گئی ہین اس مسجد کو اکبر نامہ مین جامع مسجد کرکر کہا ہی شاید ہمایون کیوقت مین یہ
جامع مسجد مشہور کئی ہو اس مسجد پر کہین تاریخ کا کتبہ نہین ہی الا مسجد کی پس طاق
کی دہنی بائین طاق مین چند شعر کندہ ہین — دیکھو کتبہ نمبر ۳۲

نمبر ۵۶ شیر منڈل

اسی پرانی قلعہ مین شیر شاہ نی ۹۴۸ سنہ ہجری مطابق ۱۵۴۱ سنہ عیسوی کے مسجد کے
پاس بہت بلند تہ منزلی ایک عمارت بنائی اور شیر منڈل اوسکا نام رکہا
کہ اب تک اسی نام سے مشہور ہے یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے
ہشت پہلو اور دوسرے درجہ کی بیچون بیچ مین ایک کمرہ بنا ہی اور چارون طرف ہشت
پہلو غلام گردش ہے اور دیوار مین سی اوپر کو زینہ چڑہایا ہی اور سب سے اوپر
درجہ پر ایک برجی بنائی تہی بجز سیر کے اور کچہ اس عمارت سے فایدہ معلوم
نہین ہوتا جبکہ ہمایون بادشاہ دوبارہ دلی مین بادشاہ ہوئے تو اسمکان مین
کتب خانہ رکہا تہا ۹۶۳ سنہ ہجری مطابق ۱۵۵۵ سنہ عیسوی شام کیوقت ہمایون — اکبرنامہ
بادشاہ اس کتب خانہ مین آئے اور اوسی رات احتمال تہا کہ زہرہ طلوع
کرے اوسکو دیکہنا چاہا جب وہان سے اوترنی لگی تو زینہ پر سے کہ
نہایت بیچدار ہے پاؤن پہسل گیا اور بادشاہ نیچے گر پڑے کنپٹی مین
بہت چوٹ آئی اور چند روز بعد مر گئے میرزا ہدایت اللہ خان نے

بہی تاریخ میں اس عمارت کو ہمایون بادشاہ کی بنائی ہوئی بتایا گیا ہے
یہ صحیح نہیں ہے

نمبر ۵ مسجد و مقبرہ خیرپور

ہمیں تو کچھ پتا نہیں کہ یہ مقبرہ اور مسجد ہمایون کی وقت کی ہی اور تخمینا سنہ ۹۵۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۳ عیسوی یعنی قریب قریب زمانہ شیر شاہ کی بنی ہوئی ہی اگرچہ اسکے بنانی والی کا نام تحقیق نہیں ہوا لیکن ہمیں کچھ شک نہیں رہا کہ ہمایون کی وقت کی کسی امیر کا اسکے نام پر یہ کانو آبادی ہے یہ مقبرہ ہے اور اوسکی یہ مسجد بنائی ہوئی ہی اگرچہ یہ مسجد چونہ اور پتھری کی بنی ہوئی ہے مگر اسکی خوش قطع ہونی میں کلام نہیں ہے اس مسجد میں چونہ کاری بھی ہے اور تختہ منبت کاری کی ہوئی ہی اور پیشانی میں چونہ کاری سے آیات قرانی کہدی ہوئی ہیں ایسی خوش قطعہ مسجد ہمایون کی وقت کی بہت کم دیکھنی میں آئی ہے

نمبر ۵۵ کھاری باولی

پہلے اہتمام میں عماد الملک کی خواجہ عبد اللہ نے اسلام شاہ کے وقت میں سنہ ۹۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۵ عیسوی ایک کنوان بنایا تھا چھ برس بعد یعنی سنہ ۹۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی کے اوس کنوے کی ایک باولی بنادی جب شاہجہان نے شہر بسایا تو یہ باولی بھی شہر میں آگئی اب یہان بہت لوگون نے

ملکا

کہ اب نشان زینہ کا بند ہو گیا ہی اور یہہ کتبہ اس باؤلی کی ہین۔ دیکھو کتبہ نمبر ۳۴

نمبر ۵۹ مقبرہ عیسی خان

مقبرہ عیسی خان

عرب سرای کی پاس ایک چار دیواری ہی اوسکو عیسی خان کا کوٹلہ کہتی ہین اس کوٹلہ مین یہہ مقبرہ ہی اس مقبرہ کو عیسی خان نی جو اسلام شاہ کی عہد کی بڑی امیرون مین سی ہین سنہ ۹۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۷ عیسوی کی اپنی جیتی جی بنایا مقبرہ کی اندر کتبہ لگا ہوا ہی ہمایون کی وقت کی عمارتون مین یہہ مقبرہ دیکھو کتبہ نمبر ۳۵ نہایت خوب صورت ہی چھجین برج ہی اور چارون طرف غلام گردش سنگ کی بنا اور چونہ کی بہت خوبصورت بنائی ہی اس مقبرہ مین کبوتر بستی ہین اور وہی نقش عمارت کو خراب کرتی جاتی ہین

نمبر ۶۰ مسجد عیسی خان

مسجد عیسی خان

یہہ مسجد عیسی خان کی مقبرہ کی پاس ہے اور اس مسجد کو بہی عیسی خان نی سنہ ۹۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۷ عیسوی کی اسلام شاہ کی وقت مین مقبرہ کی ساتھہ بنایا ہی یہہ مسجد بڑی چونہ اور پتہری کی بنی ہوئی ہی اور محرابون مین کہین کہین سنگ سرخ بہی لگا ہوا ہی

نمبر ۶۱ مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کی مزار کی پائین جالیون کی قریب یہہ مسجد ہے اس مسجد کی تین درجہ ہین پہلا درجہ جو محراب کا کچہ ہی صرف مٹی کا اس درجہ کو

حضرت قطب صاحب نے آپ بنایا تہا ۹۵۸ سنہ ہجری مطابق ۱۵۵۰ سنہ عیسوی کے سلیم شاہ کیوقت مین اوسکی کچہ درجہ گر گئے اوکی ایک اور درجہ بنا بعد اوسکے ۱۱۳۰ سنہ ہجری مطابق ۱۷۱۷ سنہ عیسوی کے فرخ سیر نے اوسکے اوکی ایک اور تیسرا درجہ بنایا اور اوسکے پیشانی پر تاریخ لکائی جسکا مادہ تاریخ بیت ربی مستجاب ہے

نمبر ۶۲ عرب سرا

ہمایون کی مقبرہ کی پاس یہہ سرا ہے اور اس سراکو نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نی سنہ جلوس اکبری مطابق ۹۶۸ سنہ ہجری موافق ۱۵۶۰ سنہ عیسوی کے بنایا ہی اس سرا مین تین سو عرب آباد ہوئی تہی اس سبب سیہ سرا اوسی نام سی مشہور ہے اگرچہ عمارت اس سرا کی بہت بدل گئی ہے الا قدیم دروازہ جو بہت خوبصورت اور نہایت تحفہ بنا ہوا ہے اب بہی موجود ہے

نمبر ۶۳ خیر المنازل

یہہ مدرسہ ماہم بیگم کا ہے جنہون نی بڑی اکبر کو دودہ پلایا تہا ۹۶۹ سنہ ہجری مطابق ۱۵۶۱ سنہ عیسوی کے یہہ مسجد اور مدرسہ پرانے قلعہ کی پاس بنایا یہہ عمارت بالکل چونہ اور پتہر کی ہی اور اب بالکل شکستہ ہوگئی ہی مسجد کی پیشانی پر یہہ کتبہ لکا ہوا ہے دیکہو کتبہ نمبر ۳۶

نمبر ۶۴ بہول بہلیان

قطب صاحب کے نواح مین لاٹہہ کے قریب ادہم خان ماہم انگہ کی بیٹا اور اکبر بادشاہ کے دودہ

کوکہ کا یہہ مقبرہ ہی ۷ سنہ جلوس اکبری بموافق ۹۶۹ سنہ ہجری مطابق ۱۵۶۱ سنہ عیسوی ادہم خان نی شمس الدین محمد خان اتکہ کو مار ڈالا اوسکے عوض بادشاہ نی ادہم خان کو قلعہ پرسی گرا کر مار ڈالا ماہم انکہ بھی اوسی زمانہ مین مرگئی اور دونو لاشین اکبراباد سی یہان لا کر دفن کین اور اکبر بادشاہ کی حکم بموجب یہہ مقبرہ بنا مآثر الامرا
یہہ مقبرہ نرا چونہ اور پتھر کا ہی اسکی ایک دیوار مین رستہ بنایا ہی اور جسکی دیوار اسطرح پر بنائی ہی کہ اوسکی گرد پھیر آ سکتی ہین اور اوسمین ایک مقام پر ایسا دہوکا رکہا ہی کہ ادمی یہہ خیال کرتا ہی کہ جس رستہ کو مین جاتا ہون اسی رستہ سی نیچی اترونگا حالانکہ برخلاف اپنی قیاس کی اوپر چڑہ جاتا ہی اور پہر جب اوترنیکا ارادہ کرتا ہی تو سبب اسکی کہ نیچی اترنیکا رستہ ایک کونہ مین نظر سی پوشیدہ ہی اوسی رستہ پر آن پڑتا ہی اور پہر اوپر چڑہ جاتا ہی اور اسی سبب سی بہول بہلیان یعنی مقام گم گشتگی اسکا نام مشہور ہوگیا ہی

نمبر ۶۵

مقبرہ ہمایون

ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوس برین   گو بیا این قصر و این باغ ہمایون را ببین

یہہ مقبرہ شہر شاہجہان آباد سی قریب تین کوس جنوب کیطرف معز الدین کیقباد کی کیلوکہڑی مین واقع ہی اور اسمین ہمایون بادشاہ کی قبر ہی اس مقبرہ کی عمارت ایسی خوب ہی کہ اپنا نظیر نہین رکہتی سنگ مرمر اور سنگ سرخ سی ملا کر اسکو بنایا ہی سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شرماوی اور اسکی آگی

دریائی خجالت مین ڈوب جاتا ہے اور سنگ سیاہ و نادر کہ گلاب کی پنکھڑیون
شرف بخشتا ہی برج اسکا از سنگ مرمر کا گویا خدائی قدرت سے دریا کا ایک
موتی ہی قطع اسکے ایسی خوبصورت ہے کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ
ہی جوڑان چکلان اونچائی مقبرہ کی نہایت مناسب ہے باوصف اسقدر بڑائی
کی بہت نازک دکھائی دیتا ہی صحن اوسکا بہت دلکشا اور مکانات اسکے
نہایت دلربا۔ صنع اسکے نہایت خوب قطع اسکے نہایت مرغوب کسی
زمانہ مین یہہ باغ بہی بہت آراستہ تہا چارون طرف نہرین جاری تہین جابجا
حوض بنی ہوئی تہی پانی لہراتا تہا فوارہ چھوٹتی تہی پہول کہلتی تہی بلبلین چہچہاتی
تہین کہ اب سب ویران ہوگیا اب سرو وہ قد یار پر طعنہ مارتی تہی وہ
پہول جو لب دلبرون پر ہنستی تہی نام کو بہی نہ رہی نہرین ٹوٹ گئین حوض بند
ہو گئی فوارہ چپ ہو رہے کوئی نشان انکی ہو گئی آبشارونکا نام نہ رہا نہ
کہین تو نہ ہوتا ان باتونکا نشان پایا جاتا ہے سنہ ۹۷۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۵ عیسوی کے
مرآت آفتاب نما نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نی سنہ ۱۴ جلوس اکبری مین اس مقبرہ کو
بنانا شروع کیا سولہ برس کے عرصہ مین پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر بنا
ہوا خاندان تیموریہ کا یہہ مقبرہ قبرستان ہے۔

نمبر ۶۶ نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان

پرانی قلعہ کے پاس یہہ مقبرہ ہی نواب نوبت خان اکبری کا اونہون نی
سنہ ۹۶۲

سنہ ۹۷۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۵ عیسوی کے یہ مقبرہ اپنے بیٹے جی نے بنایا اس مقبرہ کا برج چینی کے رنگ کا
نیلہ تھا اس سبب سے نیلی چھتری کرکر مشہور ہے اب یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہے
برج بھی گر پڑا ہے مقبرہ کی نمائش بھی خراب ہو گئی ہے

نمبر ۶۷ مقبرہ اتکہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا جنکا اعظم خان خطاب تھا جو اکبر کے
انا کے خاوند تھے سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۲ عیسوی کے ادہم خان نے اونکو مار ڈالا تھا بادشاہ نے مآثر الامرا
اوسکے بدلے ادہم خان کو دو دفعہ چھت پر سے گروا کر مار ڈالا دو خون شد
بر باد ی ایک کے اسکے تاریخ ہے اور یہ مصرع بھی تاریخ کا ہے رفت اعظم
سہ خصم زمان اور یہ قطعہ بھی تاریخ کا ہے قطعہ خان اعظم سپاہ اعظم خان
کہ جو اوس درین زمانہ ندید بشہادت رسید ماہ صیام شربت موت
روزہ دار چشید کاش سال دگر شنید شہید کہ گذشتہ سال فوت خان شہید
غرض کہ انکی ماری جانے کے بعد انکی لاش دلی میں لائی اور حضرت نظام الدین
کی درگاہ کے پاس دفن کیا سنہ ۹۷۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۶ عیسوی کے کوکلتاش خان
انکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوب ہے سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا
بنا ہوا ہے آیات قرانی اور گل بوٹے بہت خوبصورتی سے کندہ ہیں دروازے کے
پیشانی پر تاریخ بنا کا کتبہ لگا ہوا ہے دیکھو کتبہ نمبر ۳۶

نمبر ۶۸ درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

یہہ درگاہ شہر شاہجہان آباد سی تہوڑی دور فراشخانہ کی کہڑکی باہر واقع ہے
حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب نقشبندی کی یہہ درگاہ ہی سنہ ۱۰۱۲ ہجری مطابق
سنہ ۱۶۰۳ عیسوی کے آپکا انتقال ہوا اور جب ہی آپکا مزار بنا ہے رفتہ رفتہ ایک مقبرہ
بن گئی اور بہت قبرین ہو گئی ہیں آپکی مزار کی سرہانی ایک دیوار ہے کہ
اوسمین طاق طاق بنی ہوئی ہین اوسمین چراغان روشن ہوتی ہین

نمبر ۶۹ درگاہ حضرت امیر خسرو

حضرت نظام الدین کی درگاہ کی پاس یہہ درگاہ ابوالحسن عرف امیر خسرو کی ہے
اونتیسوین ذیقعدہ سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے آپکا انتقال ہوا اور اسمقام پر جو اخبار الاخیار
یارانی چبوترہ کہلاتا تہا دفن ہوئی آپکی مزار کی سرہانی لوح پر تاریخ انتقال
کندہ ہی جسکا پہلا مادہ عدیم المثل اور دوسرا طوطی شکر مقال ہی سنہ ۹۷۶ ہجری
مطابق سنہ ۱۵۶۸ عیسوی کے سید مہدی نی صرف محجر بنا کر یہہ عمارت جواب موجود ہے
سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ عیسوی کے عماد الدین حسن نی یہہ عمارت سنگ مرمر کی
تعمیر کی برج کی اندر چند اشعار اور کتبہ تاریخ بنا کندہ ہی اس درگاہ مین ہر برس دیکھو کتبہ نمبر ۳۸
سترہوین شوال کو بہت دہوم سی میلہ ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بہی
بہت خوب ہوتی ہے

نمبر ۷۰ جیلخانہ یا سرای فریدخان

درحقیقت یہہ سرای ہی نواب فرید خان جہانگیری المخاطب مرتضی خان کی بنائی ہوئی
ہی

تخمینا سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۱ عیسوی کے انہون نی یہہ سرا بنائی تہی جب پرانی دلی ویران ہو گئی یہہ سرا بہی ویران پڑتی تہی سرکار انگریزی نی اوسکی مرمت کی اور اوسکو جیلخانہ تجویز کیا اس سرا کا دروازہ بہت عالیشان بنا ہوا ہے اور اوسکے اوپر بہی مکانات ہین کہ داروغہ جیلخانہ اوسمین بفراغت رہ سکتا ہی اب اسکے قریب اور بہت سی مکانات جیلخانہ اور کانجی حوض اور پاگل خانہ کی بن گئی ہین

لمبر ۷۱

بارہ پلہ

یہہ پل شاہجہان آباد کی جانب جنوب کیطرف واقع ہی ایسا نفیس پل اس طرف نہین ہی اس پل کو جہانگیر بادشاہ کی عہد مین ۱۰۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۶۱۲ سنہ عیسوی کے مہربان آغا عرف آغا امان المخاطب بہ آغای آغایان خواجہ سرا نی بنایا ہے یہہ آغا اکبری اور جہانگیری عہد کی بڑے نامی خواجہ سراؤن مین سی توزک جہانگیری ہین اور یہہ پل بہی بہت خوبصورت پتہر اور چونہ سی بنا ہوا ہے اوسکے سر پر ایک پتہر پر چند شعر پل بنی کی تاریخ اور جہانگیر بادشاہ کی تعریف دیکہو کتبہ نمبر ۹۳ مین کندہ ہین

لمبر ۷۲

منڈی

یہہ منڈی مہربان آغا خواجہ سرا کی بنائی ہوئی ہی اور جس زمانہ مین کہ اوسنی بارہ پلہ بنایا یعنی ۱۰۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۶۱۲ سنہ عیسوی کے اوسی زمانہ مین یہہ منڈی بہی

تہا۔ اِس مَنڈی کا دروازہ بہت خوبصورت ہے اور اوسپر بانی کا نام کہدا ہے
منڈی کی اندر ایک مسجد تہی وہ ٹوٹ گئی مگر ایک کنوان سیڑہیون دار اب تک
موجود ہی اور بائین کی نام سی مشہور ہی اس قسم کی کنوی مالوہ کیطرف بہت ہین
مگر اسطرف ایسا کنوان عجایبات سی ہے۔

نمبر ۳، کوس منارہ

جہانگیر بادشاہ نی اپنی عہد مین بنگالہ سی اگرہ ہوتی ہوئی دریای اٹک تک سڑک
بنوا کر دو طرفہ درخت لگائی تہی سنہ ۱۴ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۲۸ ہجری موافق سنہ ۱۶۱۸ عیسوی کے
یہہ بہی حکم دیا کہ اگرہ سی لاہور تک ہر کوس کی سرے پر ایک منارہ بنوا دیا (توزک جہانگیری)
جاوی اور تین کوس پر ایک کنوان چنانچہ یہہ منار چونہ اور پتہر کی بہت مستحکم
اور بلند اب تک موجود ہین اکثر مناروں مین معلوم ہوتا ہی کہ تعداد کوس کے
لیی پتہر لگا کر کنکو خانہ چہوڑا ہی مگر کسی مین پتہر لگا ہوا نہین ہے

نمبر ۴، پل سلیم گڈہ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلیم شاہ نی جب سلیم گڈہ بنایا تہا تو اوسوقت دریا اسکے
نیچی بہتا تہا اور جنوب کیطرف پانی نہ تہا اور اوسیطرف کے دروازہ سے پانی
اس قلعہ مین جاتی تہی اور ایک دروازہ شمال کی جانب دریا کی کنارہ پر
شاید ایک مدت کی بعد پانی کی ٹکری جنوب کیطرف کا تر اثر ہوا دریا کاٹ کر گیا
اور اس قلعہ کی چاروں طرف پانی ہو گیا اور قلعہ مین جانیکا رستہ نہ رہا تب

نور

نور الدین جہانگیر بادشاہ نے ۱۶ سنہ جلوس مطابق ۱۰۳۱ سنہ ہجری موافق ۱۶۲۱ سنہ عیسوی کے
اس قلعہ کی جنوبی دروازے کے آگے ایک بہت پختہ اور نہایت مضبوط تختہ چونہ
اور پتھر کا پل بنوایا ہے کہ وہ پل اب تک موجود ہے اور اوس پر دو کتبے بھی کھدے دیکھو کتبہ نمبر ۴۴ و ۴۵
ہوئے ہیں جب شاہجہان نے قلعہ بنایا تو یہہ پل قلعہ میں ایسا مل گیا کہ گویا
اس قلعے کی لئے بنایا تہا

نمبر ۵

مقبرہ شیخ فرید

بیگم پور کی مسجد کی پاس ہی مقبرہ ہی شیخ فرید ابن شیخ احمد بخاری کا جنکو جہانگیر کے
عہد میں مرتضی خان کا خطاب ملا تہا اس مقبرہ کی مکانات بالکل ٹوٹ گئے
ہیں صرف دالان باقی رہ گیا ہی ۹ سنہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۰۲۴ سنہ ہجری کے
موافق ۱۶۱۵ سنہ عیسوی کے انکا انتقال ہوا کہ سال وفات اونکی قبر پر کندہ ہی اور
اسی زمانہ کی قریب یہہ مقبرہ بنا

نمبر ۶

نیلہ برج یا مقبرہ فہیم

یہہ مقبرہ ہی ہمایون کی مقبرہ کی پاس کوئی تو اسکو حجام کا مقبرہ بتاتا ہی اور
کوئی فہیم کا پہلی بات تو یقینی غلط ہی اور دوسری بات اگر صحیح ہو تو یہہ مقبرہ
عبدالرحیم خان خانخانان کا بنایا ہوا ہے ۱۰۳۳ سنہ ہجری مطابق ۱۶۲۳ سنہ عیسوی کے جبکہ
مہابت خان نے خانخانان کو براہ دغا نظر بند کیا تو پہلی فہیم پاس جو
خانخانان کی بڑی عزیز چیلون میں سی تہا پیغام سازش کا بہیجا اونے

مآثر الامرا — ناما اور بیٹی اور اپنی چالیس رفیقون کی ساتھ لڑکر مارا گیا غالب ہے کہ جب
توزک جہانگیری — خانخانان نے سنہ ۲۰ جلوس جہانگیری مطابق سنہ ۱۰۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۳ عیسوی کے جو تاحیات اونکی
یہہ مقبرہ بنایا یہہ مقبرہ بالکل چینی کاری کا ہی اور ایسی خوشرنگ اور خوبصورت
چینی کاری اور رنگ آمیزی کی ہوئی ہی کہ دیکھنی سی علاقہ رکھتی ہی برج
اس مقبرہ کا بالکل نیلہ رنگ کا ہی اور اسی سبب سے نیلہ برج کی نام سے مشہور ہی

نمبر ۷ چونسٹھ کھنبہ

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کی یہہ مقبرہ میرزا عزیز کوکلتاش خان مخاطب بہ
خان اعظم اتکہ خان کا ہی جبکہ سنہ ۱۰۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۳ عیسوی کے احمد آباد گجرات مین
جہانگیر کی عہد مین انکا انتقال ہوا تب اونکی لاش کو یہان لاکر دفن کیا اور یہہ
مقبرہ اونکی قبر پر بنا یہہ مقبرہ درحقیقت نئی طرح کا ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتا سر سے
پاؤن تک سنگ مرمر کا ہی اس عمارت مین چونسٹھ ستون سنگ مرمر کے
لگی ہوئی ہین اس سبب سے اسکو چونسٹھ کھنبہ کہتی ہین اسکی محرابونکا انداز اور
ستونون کی قطع اور سنگ مرمر کی نمایش بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہے

نمبر ۸ مقبرہ خانخانان

یہہ مقبرہ بارہ پلہ اور ہمایون کی مقبرہ کی پاس عبد الرحیم خان خانخانان بن بیرم خان
خانخانان کا ہی سنہ ۱۰۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۶ عیسوی بہتر برس کے عمر مین انکا انتقال ہوا
مآثر الامرا — اور اسی مقبرہ مین دفن ہوئی خان سپہ سالار کو اپنی مرنیکی تاریخ ہی یہہ مقبرہ بنوائی

ہی زمانہ مین بہت خوب بنا ہوا تھا سارا برج سنگ مرمر کا اور مقبرہ سنگ خارا کا
سنگ مرمر کی پچی کاری کا تھا آصف الدولہ کی عہد مین اس مقبرہ کا تمام سنگ اکھڑ گیا
افسوس ہے کہ یہ ایسی عمدہ عمارت یون خراب ہو گئی اب یہ مقبرہ زلزلونکا کہنڈ
اور بالکل کھنڈر ہو گیا ہے خانخانان اکبر اور جہانگیر کی عہد کی بڑی نامی امیرون
مین انکو سمسکرت مین بڑا دخل تہا اور شعر بہی خوب کہتی تہی

نمبر ۷۹ مقبرہ سید عابد

سید عابد نواب خاندوران خان کی رفیقون مین تہی کسی لڑائی مین مارے گئے
جب یہ مقبرہ تخمیناً سنہ ۱۰۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۶ عیسوی کے بنا لال بنگلہ جو مکان مشہور ہے
اسکے پاس یہ مقبرہ بہی ساخت سے اسکے بالکل چونہ اور اینٹ کی ہی اور کہین کہین
مینا کاری کا بہی کام ہی یہ مکان بہی اچھا بنا ہوا ہی اسکے صحن مین حوض تہا چارو طرف
نہرین تہین مگر اب خراب ہو گئی ہین دروازہ بہی اسکا خوش قطعہ بنا ہوا ہے
اور اوسپر ایک سہ درے معقول ہی

نمبر ۸۰ خاص محل

پرانی قلعہ کے پاس ایک محل تہا شاہجہان کی وفات کا سنہ ۱۰۴۲ ہجری مطابق
سنہ ۱۶۳۲ عیسوی کے رنجان کی بیٹی نی جسکا خاص محل خطاب تہا یہ محل بنایا تہا اب یہ
محل بالکل ٹوٹ گیا ہی دروازہ باقی ہے

نمبر ۸۱ مقبرہ شیخ عبد الحق محدث

حوض شمسی کے کنارے شیخ عبد الحق محدث کا یہہ مقبرہ ہے جو اکبر بادشاہ کے عہد کی بڑی نامی عالموں میں سے ہیں سنہ ۱۰۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۲ عیسوی انکا انتقال ہوا اور اوسی زمانہ میں یہہ مقبرہ بنا مقبرہ کے اندر قبر کے سرہانے ایک دیوار پر انکا سال انتقال لکھا ہوا ہے یہہ مقبرہ بڑی جو نہر کا ہے مگر تالاب کے کنارے پر واقع ہونے سے البتہ ایک سیر کی جگہہ ہے

نمبر ۸۲ مسجد جہان نما یا مسجد جامع

شاہجہان نامہ و مرات آفتاب نما

یہہ مسجد قصبہ اور یہہ بعد اعلی ارک شاہجہان آباد سے ہزار گز کے فاصلہ پر جانب غرب کیطرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے کہ وہ پہاڑی اوسمین ملائی گئی ہے اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہے. لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اسکے بیان سے باہر ہے آدمی کی طاقت نہیں کہ اوسکا بیان کرسکے ایسی خوش قطع اور خوشنما مسجد روئے زمین پر نہیں سر سے پاؤں تک ایک رنگ کی سنگ سرخ کی ہے اور اندر سے اجارہ تک سنگ مرمر کی اور جابجا سنگ سرخ میں سنگ مرمر کی دھاریاں اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی ہے برج اسکے تمام سنگ مرمر کی ہیں اور اوسمیں سنگ موسی کی دھاریاں بنی ہوئی ہیں ایسی مہندسوں نے بدل کے یہہ مسجد بنائی ہے کہ کوئی در و دیوار طاق و محراب مرغولہ و کنگورہ تناسب سے خالی نہیں دسوین شوال سنہ ہجری

ہوئی

موافق سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سال بست و چہارم جلوس مین اس مسجد کی بنیاد باہتمام
سعد الله خان دیوان اعلی اور فاضل خان خانسامان کی پڑی تہی اور
اور ہر روز پانچہزار راج مزدور بیلدار سنگتراش کام کرتی تہی باوجود اس
اہتمام کی چھہ برس مین دس لاکھہ روپیہ خرچ ہوکر یہ مسجد تمام ہوئی
اس مسجد کی تین گنبد ہین نہایت خوشنما نوی گز کی طول اور تیس گز کی
عرض ہین اندر کو سات محرابین ہین اور باہر صحن کیطرف گیارہ در ایک در
تو بہت بلند ہی اور پانچ پانچ در ادہر اودہر ہین بڑی در تو باہای در بطور
طغرا اور باقی درون پر کتبہ تمام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور مصارف دیکھو کتبہ نمبر ۲
سنگ موسی کی پچی کاری سی لکہا ہوا ہے۔ ان دو درون کی دونو طرف
مینار ہین نہایت بلند اور نہایت خوشنما اور اوسمین زینے بنی ہوئے
ہین کہ اوس زینے سے مینار کی اوپر چلی جاتی ہین میناروں کی اوپر
بارہ دری کی برجیان سنگ مرمر کی نہایت دلکشا دلربا بنی ہوئی
ہین ان میناروں پر چڑہنی سی شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور
نہایت سیر دکہائی دیتی ہی تمام شہر مثل کٹورے کے معلوم ہوتا ہے اور
درختوں کی رونق اور مکانوں کی خوشنمائی سی ایک عالم دکہائی دیتا ہے
شمالی مینارہ بسبب بجلی کی گر پڑا تہا اور اوس عمارت اور صحن کا فرش بہی
کہ تمام سنگ سرخ کا تہی جا بجا سی بگڑ گیا تہا سرکار انگریزی نی سنہ ۱۲۳۳ھ

مطابق ١٨١٧ عیسوی کے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کی عہد مین اس مینار کو بنوا دیا
اور فرش بھی درست کروا دیا کثرت نمازیون کی ماشاء اللہ اس مسجد مین
اور ہجوم بہی زیادہ ہوتی تہی اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیون کو نہین پہونچ
سکتی اسواسطی شاہزادہ میرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے
١٢٤٥ ہجری مطابق ١٨٢٩ عیسوی کے بڑی در کی بیچمین ایک مکبر سنگ موسی کا
بہت خوشنما بنوا دیا ہے کہ مکبر اوس مکبر پر کہڑی ہو کر آواز اللہ اکبر اور ربنا
لک الحمد سب کے کانکا اوبر کرتا ہی اس مسجد مین تمام فرش سنگ مرمر کا ہی
اور اوسمین سنگ موسی کی پچکاری سی مصلے بنا دی ہین منبر اس مسجد کا سنگ مرمر کا
اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہی کہ جسکا بیان ممکن نہین جنوب شمال کی دالانون مین
کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوة والسلام کی رکھی ہین اور وہ مقام
درگاہ آثار شریف کہلاتا ہی صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت
بخش ہی ایک سو چھتیس گز کی عرض و طول ہی اور اوسکے بیچون بیچمین حوض ہی
فرحت بخش روح افزا دلکش اور دلربا پندرہ گز سی بارہ گز کا نرا
سنگ مرمر کا اور اوسکے بیچمین فوارہ لگا ہوا ہے اور جمعہ اور عیدین اور
الوداع کو جو وضو کرتا ہی اوس حوض کی غربی گوشہ پر محمد تحسین خان
محلی بادشاہی نی ١١٨٠ ہجری مطابق ١٧٦٦ عیسوی مین یہ بات بیان کر کر کہ مینی
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اس جگہ بیٹھے دیکھا
ایک

ایک بیوشما کہرہ پتہر کا لگا ہوا ہے اس مسجد کی صحن کی چارو طرف ایوان بنا ہے خوشنما اور دالان بہی فرحت افزا اور حجرہ ہای دلکش اور مکانات فرحت بخش بنی ہوئی ہین اور چارون کونون پر چار برج ہین بارہ دری کی بہت دلچسپ کہ اوس سی ایک عجب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہی جنوبی اور شرقی دالان کی سامنی دائرہ بنا ہے وقت نماز جہان نکوسنا ہوا ہی اس مسجد کے تین دروازے بہت عالی ہین تینون دروازون پر برنجی کواڑ چڑہی ہوئی ہین

دروازہ جنوبی مسجد جامع

جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کی بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہے دروازہ پر رہنے کی لائق حجری بنی ہوئی ہین اس دروازہ کی تینتیس سیڑہیان ہین ان سیڑہیون پر تیسرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہے اور ساطی اپنی اپنی دوکانین لگاتی ہین اور طرح طرح کے چیزین بیچتی ہین اور فالودہ والہ اپنی دوکان لگاتا ہی اور شربت قند اور فالودہ رنگین بیچتا ہی کبابی ہر طرح کے کباب بناتی ہین کہ اوسکے بو ہر عاشق برشتہ جان حسرت لیجاتی ہین عجب عجب طرح کے جانور اور ابیل صنیل مرغ بکتی ہین اور جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز مین انڈے لڑاتی ہین کہ آسمان بہی اونکی جفاکاری اور نیرنگی پر رشک کہاتا ہی یاران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتہ مین ہاتہ دئی ہوئی سیر و تماشا کرتی پہرتی ہین

دروازہ شمالی مسجد جامع

دروازہ شمالی اس مسجد کا پایہ والون کے بازار کی طرف واقع ہی یہہ دروازہ بہی
بہت خوبصورت ہی اور اوسپر بہی حجرہ رہنی کی لایق بنی ہوئی ہین اور سطرف
اونتالیس سیڑہیان ہین اگرچہ سطرف بہی کبابی بیٹہتی ہین اور سودے والی
دوکانین لگاتی ہین لیکن بڑا تماشا سطرف مداریون اور قصہ خوانونکا ہوتا
ہے ہر ایک قصہ خوان مونڈہا بچہائی ہوئی بیٹہتا ہی اور داستان امیر حمزہ
کہتا ہی کسیطرف قصہ حاتم طائی اور کہین داستان بوستان خیال ہوتی
ہی اور صدہا آدمی اوسکے سننے کو جمع ہوتی ہین ایکطرف مداری
تماشا کرتا ہی اور بہانمتی کا کہیل ہوتا ہی اور نوٹ ہیئے کو جوان اور جوان کو
بوڑہا بناتا ہے

دروازہ شرقی مسجد جامع

دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کیطرف ہی یہہ بہت بڑا دروازہ ہے
اوسپر مکانات بہی بہت بنی ہوئی ہین اس دروازہ کی آگی پینتیس سیڑہیان
ہین ان سیڑہیون پر ہر روز گذری ہوتی ہی یہہ گذری بہی شاہجہان آباد مین
گویا ہر روز کا میلہ ہے ہزار طرح طرحکے کپڑی الگنیون پر ڈالتی ہین اور
عجب عجب خوشنمائی کی در و دیوار باغ سا کہلا معلوم ہوتا ہے جو اہالیان عشق
سرشت طرح طرحکے جانور پنجرون مین لئی ہوئی سیر کرتی پہرتی ہین اور اونکے بیچنے

اچی

اپنی اپنی وازین سناتی ہین ایک طرف کبوتر والہ کبوتر بیچتے ہین اور ایکطرف
کبوتر بیچنے والی کبوتر لیے کہڑی ہین خریدار جوق جوق بڑے پہرتے ہین
اور ایک ایک چیز نقد دام کے بدلے مول لیتے ہین

نمبر ۸۲ دار الشفا اور دار البقا

اس مسجد کے گرد بہت چوڑا بازار چھوڑ کر شرقی دونوں کونوں کیطرف دو حوض
بہت بڑے بڑے بنائے تہے اب وہ حوض بند ہو گئے ہین اور اون پر مکانات
بن گئے ہین اور غربی دونوں کونوں سے شمال کیطرف دار الشفا ہے اور بادشاہ
کیطرف سے حکیم رہتے تہے اور بیمار وہان کو دوا ملتی تہی اب وہ کارخانہ نہین ہا
بادشاہزادوں نے اسپر مکان بنالیے ہین اور رہتے ہین اور جنوب کیطرف
دار البقا یعنی مدرسہ ہے یہہ مدرسہ بالکل ویران ہو گیا تہا اور اکثر مکان
گر پڑے تہے مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد نے
اس مدرسہ کو بادشاہ سے لیکر آباد کیا ہے اور اکثر مکانات شکستہ کے
مرمت کیے ہین اور بہت مستعد طالب علم بسائے ہین یہہ دونوں مکان بہی شاہجہانی
ہین اور جامع مسجد کے ساتہ تخمیناً ۱۰۶۰ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۰ سنہ عیسوی مین شروع ہوئے

نمبر ۸۴ بیگم کا باغ یا صاحب آباد

یہہ باغ شہر شاہجہان آباد کے اندر چاندنی چوک کے پاس واقع ہے اس باغکو
جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۶۰ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۰ سنہ عیسوی بنایا تہا مرأت آفتاب نما

کسی زمانہ میں یہہ باغ بہت نفیس تہا اور مکانات لطیف بنی ہوئی تہی اور جا بجا
نہریں جاری تہیں مگر اب بہت خراب ہو گیا ہی طول اس باغ کا نو سو ستر
گز کا ہی اور عرض دو سو چالیس گز کا

نمبر ۸۵ مسجد فتحپوری

شہر شاہجہان آباد میں اردو بازار اور چاندنی چوک سی آگی بڑہ کر یہہ مسجد ہی
نواب فتحپوری بیگم زوجۂ شاہجہان کی بنائی ہوئی ہی یہہ مسجد ہی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مرمت [illegible]
مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کی بنی ہی طول اس مسجد کا سینتالیس گز کا ہی اور عرض
بائیس گز کا اور سرسے پاؤں تک سنگ سرخ کی ہی گنبد کے دونوں
طرف تین تین در کی ایوان در اون میں فرش سنگ مرمر کا ہی دونوں کونوں پر
دو مینار ہیں ہیں پینتیس پینتیس گز اونچی مگر اب ونکی برجیان ٹوٹ گئی
ہیں سامنے آگی ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لنبا
اور میں تیس گز کا چوڑا اوس چبوترہ کی آگی سنگ سرخ کا حوض ہی
سولہ گز سی چودہ گز کا اور اوسکے آگی صحن ہی سو گز سی سو گز کا صحن کی
گرداگرد حجرہ طالب علموں کے رہنی کی لئی بنی ہوئی ہیں

نمبر ۸۶ مسجد اکبرآبادی

شہر شاہجہان آباد کی فیض بازار میں یہہ مسجد واقع ہی نواب عزالنسا بیگم
عرف اکبرآبادی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی
بنی

یہ مسجد بنائی اس مسجد کی تین برج اور سات در ہین مسجد کی عمارت پینسٹھ گز لمبی اور سترہ گز چوڑی نری سنگ سرخ کی ہی اوسکا میں طاق پر سنگ مرمر کا نہایت پر حسن کاری اوسکے آگی ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا کٹہرہ دار ترسٹھ گز کا لمبا اور ستاون گز کا چوڑا اور ساڑہی تین گز اونچا اوسکے آگی سنگ سرخ کا ایک حوض ہی مسجد کا صحن ایکسو چون گز لمبا اور ایکسو چار گز چوڑا ہی اور اوسکے گرد طالب علموں کی رہنی کی لیے حجرے بنی ہوئی ہین مسجد کی دروازہ پر کتبہ سنگ موسی کی پچی کاری کا لکہا ہوا ہے

مرأت آفتاب نما

دیکھو کتبہ نمبر ۴۳

نمبر ۸۷ مسجد سرہندی

یہ مسجد لاہوری دروازہ کی باہر اب تک موجود ہے اگرچہ صحن مسجد کا اکثر حصہ جنگ فتح دمدمہ میں آگیا ہی لیکن مسجد کا دالان بدستور موجود ہے اس مسجد کو سرہندی بیگم نی جو شاہجہان کی بیوی تہین سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کی بنایا تہا یہ مسجد سرسے پاؤں تک سنگ سرخ کی ہی مگر اکثر جگہ سی بسبب کہنہ ہونی کی شکستہ ہو گئی ہے

نمبر ۸۸ باغ شالہ مار

یہ باغ بی لاہوری دروازہ کی باہر شہر پناہ سی چہہ میل شاہجہان بادشاہ کا بنایا ہوا جبکہ بادشاہ شہر پناہ کی بنانی سی فارغ ہوا تب تخمینا سنہ ۱۰۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کی یہ باغ بنانا شروع کیا اس باغ میں بہت خوبصورتی

مرأت آفتاب نما

بی نہرین اور حوض اور مکانات بنی ہوئی تہین اور عجب عجب طرح کی درخت اس
باغ مین تہی اب بہی مین چند درخت نارنگی کے ایسی باقی ہین کہ اوس ضلع کا انبہ
اور کہین نہین ہی۔ یہہ نام اس باغ کا خود شاہجہان کا رکہا ہوا ہے یعنی خانہ عیش و
تزک جہانگیری عشرت کیونکہ ہندی زبان مین شالہ کی معنی گہر کی ہین اور مار کی معنی عیش اور
خوشی کے

نمبر ۸۹ باغ روشن آرا

یہہ باغ سبزی منڈی مین واقع ہی اور شاہجہانی باغات مین سے ہی روشن آرا بیگم
مرات آفتاب نما شاہجہان کی بیٹی نی یہہ باغ بنایا ہی اور تیرہوین سال جلوس عالمگیر مین انکا انتقال ہوا
اور اسی باغ مین دفن ہوئین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ باغ تخمینا ۱۰۶۳ سنہ ہجری
مطابق ۱۶۵۳ سنہ عیسوی کے بنا یعنی اوس زمانہ مین جبکہ شاہجہان نی شہرآباد کرکر سب
بیگمات اور امراکو باغات اور مکانات بنانیکا حکم دیا تہا یہہ باغ بہی
بہت خوب ہے اسکے بیچ مین مقبرہ ہے اور نہرین ہین اور نہر کی پانی سے
بہری جاتی ہین اب بہی یہہ باغ آباد و سرسبز ہے

نمبر ۹۰ باغ سرہندی

سبزی منڈی کی پاس یہہ باغ ہی کہ اسکو سرہندی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نی
۱۰۶۲ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۲ سنہ عیسوی کے بنایا تہا یہہ باغ بہی کسی زمانہ مین بہت آراستہ
ہوگا مگر اب بالکل خراب ہے کچہ کچہ مکانات اسکے بنی ہوئی باقی رہ گئی ہین
اور

اور سرہندی بیگم کی قبر اسی باغ مین ہے

نمبر ۹۱

موتی مسجد

اس مسجد کو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نی سنہ ۲ جلوسی مطابق سنہ ہجری — مآثر عالمگیری
سو ابی سنہ ۱۶۵۹ عیسوی قلعہ شاہجہان مین متصل باغ حیات بخش بنایا ہی یہہ مسجد
سیڑہی پاؤن تک سنگ مرمر کی ہی فرش اسکا اور در و دیوار محراب
و مرغول اور چہت اور منبر سب کے سب سنگ مرمر کی ہین اور بہت اوسپر
وہ منبت کاری کی ہوئی ہی اور ایسی گل بوٹی بیل تی بنائی ہین کہ دیکہنے
سی تعلق رکہتی ہین حقیقت مین ایسی منبت کاری تمام قلعہ مین کہیں بکار
نہین اس مسجد کے تین در ہین بہت خوشنما اور چہوٹے چہوٹی دو منار ہین
اور تین گنبد ہین سنہرے اور اسی سبب سے بعضی لوگ اسکو سنہری
مسجد بہی کہتی ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہی بہت چہوٹا سا نہر
سی اس حوض مین پانی آتا ہی اور ابل کر ہر وقت بہتا ہی اس مسجد کے
جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہے واسطے عبادت اور وظیفہ و وظائف
کی اوسمین بہی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہی اور اوسکے گرد
آئینہ بندی کی ہوئی ہی اس مسجد کی تیاری مین ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار — مرات آفتاب نما
روپیہ خرچ ہوئی ہین

نمبر ۹۲

مقبرہ جہان آرا بیگم

حضرت نظام الدین کی درگاہ کی صحن مین یہہ محجری زار سنگ مرمر کا چارون طرف
سنگ مرمر کی جالیان ہین اس محجر کو جہان آرا بیگم بنت شاہجہان
بادشاہ نی سنہ ۱۰۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۱ عیسوی اپنی جیتی جی بنایا تہا اور اوسی
سال وہ مری اور یہان دفن ہوئی مشہور ہے کہ اوسنی وصیت کی
تہی کہ میری مرنیکی بعد میرا تین کروڑ روپیہ کا اسباب جو ہی وہ
بیاکی خادمون کو دیدینا مگر اوسکے مرنیکی بعد عالمگیر نی ایک کروڑ
روپیہ کا اسباب دیا اور کہا کہ تہائی سی زیادہ مین وصیت نہین ہوتی
اس محجر مین جہان آرا بیگم نی خود اپنا کہا ہوا شعر اور تہوڑی سی عبارت
دیکہو کتبہ نمبر ۲۲ ایک پتہر پر کہندواکر لگا دی ہے

نمبر ۹۳ مقبرہ سر نالہ

درگاہ روشن چراغ دہلی کی پاس نالہ کی سرے پر یہہ ایک مقبرہ ہی اس
مقبرہ کی ستون اور فرش سب سنگ سرخ کے ہین اور اوسی پر اکثر جگہہ
سنگ سرخ لگا ہوا ہے کچہہ نہین معلوم ہوا کہ یہہ مقبرہ کسکا ہی اور کب بنا
لیکن طرز عمارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سترہوین صدی سی پہلی کا بنا ہی یعنی
تخمیناً سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۸ عیسوی کے بنا ہوا ہے

نمبر ۹۴ درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

مزار آفتاب نما حضرت سید حسن رسول نما سید عثمان نارنولی کی اولاد مین ہین جہان آباد
بہادر

آپکا مزار بھی وہین پہلے گلابی باغ مشہور تہا جہان آپ رہتی تہی سنہ ۱۱۰۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۹۱ عیسوی کے آپکا انتقال ہوا اور اسی مقام پر دفن ہوئے چنانچہ تاریخ اپنے وفات کی بابرکی دالان پر کندہ ہے

تاریخ

حسن رسول نما بارسول باقی شد

سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی کے حاجی محمد طاہر نے اس درگاہ کی پاس ایک مسجد بنائی اور محمد سعید خان کا بنایا ہوا ایک حوض یہان موجود ہے سنہ ۱۲۳۴ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۸ عیسوی کے میر محمد شفیع نے جو آپکے اولاد مین سے ہین نواب امیرخان والی تونک سے روپیہ لیکر اسمقام پر ایک چار دیواری گچہ بطور فصیل کی بنائی ہے اور اوسکے دو دروازہ بہت معقول بنائی ہین

نمبر ۹

جہرنہ

قطب صاحب کے نواح مین حوض شمسی کی پاس یہہ مکان ہی اسمقام پر ایک دیوار سند کی بہت قدیمی ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حوض شمسی جب بنا تو اوس پانیکا زور روکنی کو یہہ دیوار بنی اس دیوار مین پانی نکلنی کا راستہ بہی تہا کہ جب پانی کا زور ہوتا تہا تو اوسمین سی نکل کر اور نولکہی نالہ مین ہوکر تغلق آباد اور عادل آباد کی نیچی بہ جاتا تہا قریب سنہ ۱۱۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۰ عیسوی کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اوس دیوار کے

ایک دالان بنایا اور اوسکے ایک تخمینًا مربع کا حوض ہی اس ابن دالان مین
شمسی حوض کی پانی سی چادر چھوٹتی تھی اور چھت مین سی بھی فوارہ چھوٹتا
تھی اور حوض مین پانی پھیر کر ایک نہر مین ہو کر بہتا تھا اب وہ چادر اور فوارہ
بند ہو گئی ہین الا حوض مین پانی آنی کا رستہ باقی ہی اکبر شاہ ثانی کی آگے
جنوب اور شمال کو کچھ مکانات سنگین بنائی تھی اور اب بہادر شاہ نی کچھ پرے
سنگین بارہ دری بنائی ہی ساون بھادون کی مہینہ مین ہر سال بڑے
دھوم سی میلہ ہوتا ہے آٹھ آٹھ روز لوگ جمع رہتی ہین اور بدھ سے جمعہ تک
تین دن تو بہت ہجوم ہوتا ہے اور عین میلہ کا دن جمعرات ہوتی ہے
لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمی سی کم اس میلہ مین جمع نہین ہوتا ہے کل خرچ میلہ کا
ڈہائی تین لاکھ روپیہ سے کم نہین ہوتا پھول والی اور اور حرفہ والی انعام
پنکھا بناتی ہین او حضرت قطب صاحب کے درگاہ مین لیجا کر چڑھاتی ہین اسی سبب
اس میلہ کا نام پھول والون کا میلہ ہے میلہ کی دنون مین اس مقام پر بڑا تماشا
ہوتا ہی سیکڑون آدمی اس حوض مین نہاتی ہین اور دالانون کی چھت اور
دیوارون کی منڈیر اور درختون کے ٹہنون پر سے حوض مین کودتی ہین
اور پہلنے پتھر پری جو اٹھارہ فٹ لنبا اور ساڑہی سات فٹ چوڑا ہے
پھسلتے ہین اور آمون کی درختون مین جو امریان کہلاتی ہین رسی ڈالکر
جھولتی ہین افسوس ہے کہ اس میلہ کی بابت ضلع دہلی کی عدالتون مین تعطیل نہین ہوتی

مسجد

نمبر ۹۶ مسجد اورنگ آبادی

شہر شاہجہان آباد میں پنجابی کٹرے کی اندر یہہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب اورنگ آبادی بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی نی تعمیر کیا تھا سنہ ۱۱۔۔ ہجری مطابق سنہ ۱۔۔ عیسوی کے بنایا یہہ مسجد بیچ سیڑہی پاؤن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور اسکے صحن میں ایک حوض ہی جسمین نہر کا پانی آتا ہی صحن اس مسجد کا بہت وسیع تہا لیکن اکثر لوگون نی اپنی گہر وہین بنا لیا ہی اب مقام پر پنجابی سوداگر رہتی ہین اور اسی سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہو گیا ہی

نمبر ۹۷ مقبرہ زیب النسا بیگم

شہر شاہجہان آباد کی کابلی دروازہ کے باہر یہہ مقبرہ ہے نواب زیب النسا بیگم بنت عالمگیر کا ان بیگم کا انتقال جو بڑی بیٹی عالمگیر کی تہین سنہ ۱۱۔۔ ہجری مطابق سنہ ۱۷۔۔ عیسوی کے ہوا اور عالمگیر کے عہد مین یہہ مقبرہ اور مسجد بنی انکی قبر کے سرہانی کتبہ لگا ہوا ہے

دیکہو کتبہ نمبر ۲۵

نمبر ۹۸ موتی مسجد

قطب صاحب کے درگاہ کی پاس ایک دیوار بیچ یہہ مسجد ہے نری سنگ مرمر کی فرش ہی سنگ مرمر کا ہی اور اسمین سنگ موسی کی دہاریان بنی لگا ہین اس مسجد کی تین در اور تین گنبد ہین اور مسجد کی صحن کی کونون پر دو مینار سنگ مرمر کی ہین قریب سنہ ۱۱۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۹ع کے شاہ عالم بہادر شاہ نی

یہہ مسجد بنائی ہی شاہ عالم کی وقت مین اس مسجد کا بیچ کا گنبد ہو نچالی سے
گر پڑا تہا اور اوسی زمانہ شاہ عالم مین اسکے مرمت ہو گئی تہی

نمبر ۹۹ زینت المساجد

شہر شاہجہان آباد مین دریا کی کنارہ یہہ مسجد ہے زینت النسا بیگم بنت عالمگیر بادشاہ کی اوسنے قریب سنہ ۱۱۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۰ عیسوی یہہ مسجد اور اپنی دفن ہونیکو مجبر بنایا یہہ مسجد سرے پاؤن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور تینون برج سنگ مرمر کی ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دہاریان بنائی ہین دو منارہ اس مسجد کی بہت بلند ہین اور دور دور سے دکہائی دیتی ہین اس مسجد کی سات در ہین ایک بڑا در باقی چہوٹی اور اسکے صحن مین ایک حوض ہی جسمین کنوی سی پانی آتا تہا اب وہ کنوان بند ہو گیا ہی شمال کی جانب اس مسجد کے ایک مجبری سنگ مرمر کا اور دوسرا مجبر سنگ باہی کا اندر کے مجبر مین زینت النسا بیگم کے قبر ہی اور اوسکے سرہانی پتہر پر کتبہ لگا ہوا ہے دیکہو کتبہ نمبر ۲۰۹

نمبر ۱۰۰ مقبرہ غازی الدین خان

اجمیری دروازہ کی باہر میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ پدر نظام الملک آصفجاہ کا یہہ مقبرہ ہی جو عالمگیری عہد کے بڑے نامی امیروئین سی ہین یہہ مقبرہ اونہون نی اپنی جیتی جی آپ بنوایا تہا مآثر الامرا

جگہ

جبکہ سنہ ۱۲۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۷ عیسوی کے سال چہارم جلوس شاہ عالم بہادر شاہ مین مقام
احمد آباد انکا انتقال ہوا تو اونکی نعش کو یہان لا کر اونہی کی بنائی ہوئی
مقبرہ مین دفن کیا یہہ مقبرہ سارا سنگ سرخ کا ہی اور اسکا دروازہ نہایت
خوبصورت ہے مقبرہ مین ایک صحن وسیع ہی اوسکے جنوب او شمال کو
حجرے متعدد دو تہی اور دالان بنی ہوئی ہین اور جانب شرق دروازہ
ترپولیہ کے طور پر اور جانب غرب نری سنگ سرخ کی مسجد ہے اور مسجد کے
دونو پہلو مین کچہہ صحن چہوڑ کر دالان ہین جنوبی دالان کی پاس ایک حجرہ ہے
سنگ باسی کا اوس حجرہ مین ایک اور حجرہ سنگ مرمر کا جالی دار
اور بہت نفیس جالیان کہدی ہوئی ہین اوس حجرہ مین نواب غازی الدین خان
اور اونکی اولاد کی قبرین ہین مدت تک اس مدرسہ مین سرکار انگریز کی
طرف سے مدرسہ رہا اور اسی سبب سے مدرسہ کے نام سے مشہور ہو گیا اعتماد
الدولہ نواب فضل علیخان لکہنؤ والہ نی اس مدرسہ کے خرچ کے واسطے
ایک لاکہہ ستر ہزار روپیہ دی تہی چنانچہ سرکار کی طرف سے یہہ کتبہ
اونکی نام کا ایک دیوار پر کہدوا کر لگا دیا ہے

دیکہو کتبہ نمبر ۲۴

نمبر ۱۰۱

حجرہ شاہ عالم بہادر شاہ

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس موتی مسجد سے ملا ہوا یہہ حجرہ ہی جبکہ سنہ ۱۲۲۱ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۰۶ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ کا انتقال ہوا تو اس حجرہ مین دفن کیے گئے

بعد اسکے جب یہ سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کا سنہ ۱۲۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۶ عیسوی کے انتقال ہوا تو وہ بہی اسی حجرہ مین رکہی گئی بعد اسکے جبکہ محمد اکبر بادشاہ ثانی کا سنہ ۱۲۵۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۷ عیسوی مین انتقال ہوا تو وہ بہی اسی حجرہ مین دفن ہوئی اگرچہ تاریخ وفات اونکی قبر کے سرہانی کندہ نہین ہی مگر راقم اثم نی اونکی مرنی پر یہہ تاریخ کہی تہی

تاریخ

چون برفت از جہان شہ اکبر ۔ شد سیہ آسمان ز دود جگر
ہاے شادی بخفت واحمد گفت ۔ سال تاریخ او غم اکبر
سنہ ۱۲۵۳

نمبر ۱۰۱ برج اندرون احاطہ مقبرہ ہمایون

ہمایون کی مقبرہ مین یہہ ایک چہوٹا سا برج ہے سنگ سرخ کا اور اوسکے بیچ مین اوسمین سنگ مرمر بہی لگا ہوا ہے اور اوسمین سنگ مرمر کے تعویذ کی دو قبرین ہین اگرچہ نہین معلوم کہ یہہ کسکا برج ہے مگر اوسمین کچہہ شک نہین کہ ہمایون کی مقبرہ کے بہت بعد کا بلکہ حال کا بنا ہوا ہے اور ہم اسکو تخمیناً سنہ ۱۲۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۵ عیسوی کا بنا ہوا جانتے ہین

نمبر ۱۰۲ سنہری مسجد کوتوالی

شہر شاہجہان آباد مین کوتوالی چبوترہ کی پاس یہہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نی محمد شاہ کی عہد مین سنہ ۱۱۳۴ ہجری مطابق

سنہ

سنہ عیسوی کے بنایا تہا یہ مسجد بہت خوش قطعہ ہی اگرچہ چونہ اور اینٹ سے بنی ہوئی ہی لیکن اسکے برج اور کلسیان سب سنہری ہیں اس مسجد کے برج شکستہ ہو گئی تہی سو اسطے روشن الدولہ کی دوسرے مسجد کے برج اس پر چڑہا دیے ہیں اس مسجد کی پیشانی پر چند اشعار کندہ ہیں دیکہو کتبہ نمبر ۹۴

نمبر ۱۰۴ مسجد و مدرسہ شرف الدولہ

شہر شاہجہان آباد میں دریبے کے بازار میں یہ مسجد ہے اور اوسکے پاس مدرسہ ہی اس مسجد اور مدرسہ کو نواب شرف الدولہ بہادر نے محمد شاہ بادشاہ کی عہد میں سنہ ۱۱۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۲ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد اگرچہ چونہ اور اینٹ سے بنی ہوئی ہی مگر اوسکے تینون برج سنگ مرمر کے ہیں مگر سنگ مرمری ایسا زرد ہے کہ پیتل کا شبہ جاتا ہی اس مسجد کی پیشانی پر ایک کتبہ لگا ہوا ہے دیکہو کتبہ نمبر ۹۵

نمبر ۱۰۵ جنتر منتر

جنتر کے معنی آلہ کے ہیں اور یہان مراد آلات رصد ہی اور منتر ایک لفظ مہمل ہی جو زبان کی محاورہ میں اصلی لفظ کی ساتہہ بولتی ہیں جیسے کہانا وانا غرضکہ یہہ رصد خانہ ہے جسکو راجہ سوائی جیسنگہ والی جی پور نے محمد شاہ بادشاہ کی حکم بموجب سنہ جلوسی مطابق سنہ ۱۱۳۷ ہجری موافق سنہ ۱۷۲۴ عیسوی کے بنایا اور حساب کے تحقیق کی لئی اسیطرحکا رصد خانہ سوائی زیج محمد شاہی

جی پور اور متہرا اور بنارس اور اجین مین بہی بنایا گیا اکثر آلات اس رصد خانہ
مین چونہ اور پتہر کی بنائی تہی تاکہ رصد مین فرق نہ پڑے ہیہ رصد خانہ
اب بالکل خراب ہو گیا ہے سب آلات ٹوٹ گئی ہین اور سب تقسیمین
گئی ہین کوئی آلہ اس قابل نہین رہا کہ اوس سے ایک ہی عمل ہو سکے
تین آلہ منجملہ آلات کے جو چونہ اور پتہر سے بنائی تہی اب بہی ٹوٹی ہوئے
موجود ہین

اول جی پرکاش

ہیہ آلہ بہی حساب ظل کا ایک سطحہ مستوی پر عمود دلطو بمقیاس کے بنایا گر
کر داوسکے دایرہ افق پر تین فٹ آٹھہ انچہ کی قطر کا کہینچ کر اوسپر چار
درجہ کی گول دیوار کنوئین کی کوٹہی کیطرح اوٹہائی ہین کہ ایک درجہ
زمین مین دبا ہوا ہے اور زمین اوپر نکلی ہوئی ہین اوسکے ساتہہ ہر تقسیم کے
ایک خانہ کہلا بطور طاق کی اور ایک بند رکہا ہے اندر کی رخ مقنطرات
کہینچی ہین اور درجات کے تقسیم کی ہی اور مقیاس اور سطح دایرہ اور افق اور
مقنطرات سب کے سب منقسم ہین

دویم رام جنتر

ہیہ آلہ ایک چبوترے سلامی شمال کیطرف سے بقدر عرض بلد اوٹہا ہوا اور وہ اسپر
چار قوسین ہین اور ہر ایک قوس کے دونو طرف سیڑہیان بنا دی ہین
تاکہ

تا کہ سیڑہیوں پر چڑہ کر سایہ کا حال دیکہیں وس جنتر کی بیچ میں
دو قوسین اور نکالی ہین معدل النہار اور منطقۃ البروج کی لیکن بقدر
عرض بلد کی منحرف اور اوسکی ہر ایک قوس پر تقسیم تہی کہ وہ بالکل
مٹ گئی اور قوسین ہی اکثر ٹوٹ گئی ہین

سیوم سمراٹہ جنتر

یہہ جنتر درحقیقت مقیاس ہے ایک پاکہہ بڑہین بنا کر دایرہ معدل النہار جسکا
نصف قطر اٹہارہ گز کا ہی منحرف بقدر عرض بلد جو نہ او وسمیں ہی بناستحکم
بنایا تہا او سپر ساری تقسیم ہے پاکہہ پر سیڑہیان بنائی ہین کہ اوسپر سے
پاکہہ کی سر پر چڑہ جاتی ہین اسیطرح دایرہ معدل النہار کی دونو طرف
سیڑہیان بنائی ہین کہ اون پرسے سایہ کو دیکہتی تہی اس جنتر کی بہی
تقسیم بالکل خراب ہو گئی ہی اگرچہ ۱۸۵۲ عیسوی مین پاکہہ کی مرمت اوسکی
جی پور نی بموجب تحریک آرکیولاجکل سوسیٹی مقام دہلی کی کی لیکن تقسیم کی
مرمت نہین ہونی یہہ تینون آلہ خود سوائے جینکہ نی ایجاد کئے ہین اور
اسی سبب سے انکی ہندی نام رکہی ہین

کرہ مقعر

اسی جنتر کے نیچے دو کرہ مقعر آدہی آدہی بنائی ہین سطح پر کہ مدار قطبہ
بروجکا ہر ایک مین ناقص ہے اگر ایک کرہ کو اوتہا کر دوسرے کرہ

رکہدین تو سارا اگر وہ پورا ہو جاوے ان کرون مین بارہ تو سین ثانی ہین تقسیم
بروج کی جیہ خالی اور جیہ بہری اور ہر جگہ یہ تقسیم کی خطوط تہی اور شمال
قطب کی جانب سیل تہا کہ اب وہ بہی ٹوٹ گیا ہی ور تقسیم
ست کی ہر خالی تو ہین رستہ نیے ہوئی ہین کہ اونپر سی جزء کر سایہ کا
دیکہتی تہی قطر ان دونو کرونکا چہبیس ۲۶ فٹ کا ہی اور چونہ اینٹ سے
مستحکم بنی ہوئی ہین

یہہ رصد خانہ وہ ہیے کہ جسمین پہلی پہل انگریزی ہیئت جدید کے اکثر
کی گئی ہین ورنہ اس سی پہلی تو یونانی ہیئت والون اور زیج
اون قاعدونین سی ایک کو بہی تسلیم نہین کیا تہا اسی سبب نے
اپنی ساتہیون مین یکہ اور دب نامی ہی سنہ ۱۲ جلوس محمد شاہ مطابق سنہ
موافق سنہ ۱۷۳۱ عیسوی کے راجہ سوائی جیسنگہ نے کئی آدمی ریاضی دان
ساتہہ فرنگستان مین بہیجی اور وہان سے آلات رصد اور دو
اور وہ لوگ خود بہی فرنگستان کا رصد خانہ دیکہکر آئی اور زیج
لیئر نام تہا یہان لائی اور اس رصد خانہ سے مطابقت کی لیئر کی حساب
تقویم قمر مین آدہی درجہ کا اور کسوف اور خسوف کی زمانہ مین جو
دقیقہ یعنی پندرہ پل کا فرق نکلا انہی باتون سی یقین ہوتا ہے کہ اس
مین انگریز بہی شریک تہی بلکہ انگریزی ہیئت جدید کی قواعد کا اس

رصد

رصد خانہ مین مانلینی کا اسسبب ہی معلوم ہوتا ہی اگرچہ یونانی ہیئت والوں نی
ان نئی باتون کی مان لینی پر بہت تکرار کی تہی اور یہہ بات چاہئی تہی
کہ ان نئی باتون کو عقلی دلیلون سی ثابت کیا جاوی مگر جو کہ ان ہی
قاعدون سی جو بات کہ حساب کی راہ سی نکالی جاتی تہی اور جو بات
کہ رصد سی دیکھی جاتی تہی وہ دو نو ٹہیک نکلتی تہین اسو پہلی یہہ ہی مطابقت
اون قاعدون کی صحت کو کافی متصور ہو کر عقلی دلیلین قایم کرنی پر بانو توجہ
نہین کی اور یا درحقیقت قایم نہو سکین اب ہم تمام پر ایک مختصر فہرست ان
باتون کی لکہتی ہین جو برخلاف یونانی ہیئت کی اس رصد خانہ مین تسلیم
کی گئین ہین

۱ مدار خارج مرکز شمس کو بعضی تسلیم کیا

۲ چاند کی حرکتون کو بعضی مدار پر مانا

۳ تسلیم کی گئی کہ زہرہ اور عطارد بہی چاند کی طرح افتاب سے
روشن ہین اور بدر اور ہلال ہوتی ہین

۴ یہہ بات مانی گئی کہ زحل کول کردی شکل پر نہین ہی بلکہ اہلیلجی شکل پر ہی

۵ مشتری کی گرد چار روشن ستارہ قبول کئی گئی جنکا اقمار مشتری نام ہی

۶ افتاب پر کی نشان مختلف مانی گئی کہ وضعی حرکت سی ایک برقریب ستائیس دورہ
پورہ کرتی ہین

ہے کواکب ثوابت درحقیقت ثوابت نہین ہین بلکہ اونمین سی اکثر سیارہ ہین
اس رصدخانہ مین رویت ہلال کے اور ظہور اور خفائی کواکب اور طلوع
اور غروب منازل قمر کی حساب کرنی کی حاجت نہین رہی تہی کیونکہ
دوربین کی مدد سی یہہ سب چیزین دنکو انکہون سی دیکہہ لی جاتی تہین
ان مختلط قواعد یونانی اور انگریزی پر جو اس رصدخانہ مین مانی گئی
زیج جدید محمد شاہی تیار ہوئی ہی اومین کچہہ شک نہین کہ اس زیج
کا حساب اور زیجون کی حساب سے بہت صحیح نکلتا ہی اسی رصدخانہ
مین ایک نئی تاریخ نکالی گئی جو تاریخ محمد شاہی کہلاتی ہی ابتدا اس
تاریخ کی پہلی ربیع الثانی ۱۱۳۱ سنہ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۱۷۱۸ سنہ عیسوی سے
رکہی ہی اور اس ابتدا کو ابتدا جلوس محمد شاہ فرض کیا ہی اگرچہ
ابتدا جلوس اسکا یہہ نہین لیکن چونکہ جلال الدین فرخ سیر اٹہوین ربیع
الثانی ۱۱۳۱ سنہ ہجری مطابق ۱۷۱۸ سنہ عیسوی کے مرا اور اوسکے بعد رفیع الدرجات
اوسکے پیچہی رفیع الدولہ تخت پر بیٹہا اور انکی بعد محمد شاہ بادشاہ ہوا
جو کہ ان دونو کی مدت سلطنت چند ماہ سی زیادہ نہین ہوئی اسواسطے انکی
سلطنت کو معدوم تصور کرکر اور اٹہہ دن جو ربیع الثانی مین سی گئی تہی
درستی حساب کی لئی زیادہ کرکر پہلی ربیع الثانی سی ابتدا اس تاریخ
شمار کی یہہ تاریخ قمری ہی اور برس اور مہینہ بہی اسکے قمری ہین اور

ہما

بالکل ہجری تاریخ سی مطابقت رکہتی ہی صرف اتنا فرق ہی کہ ہجری مہینہ
محرم سی شروع ہوتا ہے اور محمدشاہی ربیع الثانی سی ایک تاریخ مہینے
دوسرے تاریخ حساب کرکر نکالنی کی قاعدہ زیج کی کتابون مین لکہی ہین تمام تر
اونکی بیان کی حاجت نہین الا اسقدر بیان کردینا چاہیے کہ یکم جولائی
۱۸۶۲ع مطابق چودہوین رمضان ۱۲۷۸ھ محمدشاہی حسابی اور بارہوین رمضان
۱۲۷۸ھ محمدشاہی ہلالی کی تہی

نمبر ۱۰۸ شاہ مردان

یہہ ایک درگاہ ہی منصورعلیخان صفدرجنگ کے مقبرہ کی سامنے جال اسکا یون ہے
کہ اوسکی بانی وجہ محمد شاہ بادشاہ جسکو احمد شاہ کی سلطنت مین اول
نواب بائی اور پہر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا تشعشعہ بسبب
کی تہی ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۷۴۹ع اوسکے پاس ایک پتہر آیا جسپر نقش قدم
تہا اور یہہ بیان کیا کہ یہہ حضرت علی کی قدم کا نقش ہے نواب قدسیہ نے
اوس نقش قدم کو اسمقام پر سنگ مرمر کی حوض مین جما دیا اور اوس
حوض کی نیچی سنگ مرمر کا فرش کرکر مجحر بنایا اور اوسکے کنارہ پر یہہ شعر کندہ
کردیا شعر بر زمینی کہ نشان کف پای تو بود سالہا سجدہ صاحب نظران
خواہد بود جب سی ہمیشہ اس درگاہ کی ترقی ہوتی گئی ۱۱۶۵ احمد شاہ کی عہد مین
نواب قدسیہ نی ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۱۷۴۹ عیسوی جاوید خواجہ سرا تے

باہتمام بہی چار دیواری اور مجلس خانہ اور مسجد اور حوض ہو لیا اور سنہ ۱۲۴۳ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۲۸ عیسوی کے عشرت علیخان نی مجلسخانہ بنوایا اور سنہ ۱۲۴۷ ہجری مطابق
سنہ ۱۸۳۱ عیسوی کے صادق علیخان نی نقارخانہ بنوایا اب یہہ درگاہ بہت خوب
اراستہ ہے ہر مہینہ کی بیسوین کو یہان مجلس ہوتی ہی اور رمضان کے
بیسوین کو بہت ہجوم ہوتا ہی اور محرم مین تعزیہ یہین اتی ہین اور بہت مجمع ہوتا ہے
اور جس میدان مین تعزیہ ٹھنڈی ہوتی ہین اوسکا نام کربلا رکہا ہی اونیچے
ہی چار دیواری میرزا اشرف بیگخان نی بنوادی ہے

نمبر ۱۰۹ فخر المساجد

شہر شاہجہان اباد کی اندر کشمیری دروازے کے پاس یہہ مسجد ہے اس مسجد کو فخر النسا خانم
بیوی نواب شجاعت خان نی سنہ ۱۱۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۸ عیسوی کے بنایا ہے
اگرچہ یہہ مسجد بہت بڑی نہین ہی لیکن بہت ہی خوش قطعہ بنی ہوئی ہے
گنبد اس مسجد کی بہت خوبصورت ہین اور خوش وضعی مین نامور ہین
روکار اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہی اور جا بجا سنگ سرخ کی
دہاریان لگی ہوئی ہین مسجد کی اندر اجارہ تک سنگ مرمر بہت نفیس
لگایا ہی برج اس مسجد کی نری سنگ مرمر کی ہین اور سنگ موسی کی
اوسمین دہاریان لگائی ہین کلس بالکل سنہری ہین مسجد کی اندر فرش
سنگ مرمر کا اور باہر سنگ سرخ کا ہی ضلع شمالی مین وضو کا دالان ہے

اور

اور اوسکے آگی حوض بہت ہی خوبصورت بنا ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ حوض اور وہ فوارہ اب ٹوٹ گئی ہین

نمبر ۱۱۰

باغ محلدار خان

سبزی منڈی سی تہوڑی دور آگی یہہ باغ ہی محمد شاہ کی وقت مین محلدار خان نی ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۷۴۸ عیسوی کے یہہ باغ بنایا یہہ باغ بہی بہت خوب اور نہایت نامی ہی اسکے اندر ایک بارہ دری سنگین بہت خوشنما اور ایک بہت بڑا حوض جسمین فوارے بنائے تہے اور نہر کی پانی سی ہمیشہ بہرا رہتا ہی اس باغ کی دروازہ کی آگی اپنی نام سی بازار بنایا تہا اور بازار کی سرون پر تہ درہ دروازہ بنائی تہی کہ ترپولیہ کی نام سی مشہور ہین ان پولیونپر تاریخ کندہ ہے دیکہو کتبہ نمبر ۵

نمبر ۱۱۱

کہات نگمبود

شہر شاہجہان آباد کی شمال مشرق کو دریا کی کنارہ پر یہہ ایک گہات ہے نگم کی معنی شاستر مین بیدون کی ہین اور بود کہتی ہین عقل اور سمجہہ کو اور ہندوونکی اعتقاد مین یہہ بات ہی کہ دواپر جگ کی ابتدا مین جسکو اب تک اونکی حساب بموجب ۴۹۵۲ برس ہوئے برہماجی سب بیدونکو بہول گئی تہی جب وہ یہان آئی تو پرمیشر نی پہر وہ سب یاد دلائے اور سمجہا دئی اسواسطے نگمبود اسکا نام پڑا اور یہہ بہی کہتی ہین کہ راجہ جدہشٹر نی

پوتہی اندرپرست مہا

اہتمام سے ہوئی اوسکی منع کو برطرف کیا تہا اور حساب کر کے ایکی جگہہ ہندوان نے
ایک چہتری تیار کی تہی کچہہ عجب نہین کہ اوسی چہتری کو توڑ کر ہمایون بادشاہ
نے سلیم گڈہ کی نیچی نیلی چہتری بنائی ہو اور ہندو نکا یہہ بہی اعتقاد ہے
کہ اس گہاٹ پر اگر مردہ پہونکا جاوے تو بہت تہوڑی لکڑیون مین پہنک جاتا ہے
اور یقینی اوسکی مکت ہوجاتی ہے سنہ ۱۱۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۲ عیسوی نے
اہتمام سے ہندوون نے پختہ گہاٹ سنگ سرخ کے بہت اچہی بنا دی ہین
صبح کو نہانے والی عورتون اور مردونکا عجب ہجوم ہوتا ہے جنکے حسن کی
خجالت سے آفتاب بہی زرد رنگ نکلتا ہی

نمبر ۱۱۲ مسجد روشن الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین قاضی وارہ کی پاس پہول کی منڈی اور فیض بازار مین
یہہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفرخان نے محمد شاہ کے
عہد مین سنہ ۱۱۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۱ عیسوی کے بنایا تہا اس مسجد کی تینون برج
سنہرے تہی چند مدت ہوئی کہ یہان کی برج اوکہاڑ کر کوتوالی چبوترہ کے
پاس کی سنہری مسجد مین لگائی ہین یہہ مسجد بہت نفیس بنی ہوئی تہی
مگر اب بالکل شکستہ اور خراب ہوگئی تہی اور قریب تہا کہ گر جاوے قاضی محمد فضل اللہ
خانصاحب نے اپنی نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس مسجد کی بالکل مرمت
دیکر کتبہ بلاہ کردی ہی اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہے

رباعی

نمبر ۱۱۱ باغ ناظر

قطب صاحب کی نواح مین جہرنی سی تہوڑی دور اوکی یہہ باغ ہی سنہ ۱۱۶۱ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی ناظر روز افزون خواجہ سرای محمد شاہ کی عہد مین یہہ
باغ بنایا تہا اسکی اندر چارون طرف سنگین چہوٹی چہوٹی مکان بنی ہوی
ہین بیچو بیچ مین سنگ سرخ کا ایک مکان بہت نفیس ہی اوسکی آگی حوض ہی
باغ کی آرایش شاید محمد شاہ کی وقت مین بہت اچہی ہو پر اب تو صرف
نام کو درخت رہ گئی ہین اس باغ کی چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی اور
اوسکی دروازہ پر کتبہ لگا ہوا ہی

دیکہو کتبہ نمبر ۵۲

نمبر ۱۱۲ مجہر محمد شاہ بادشاہ

حضرت نظام الدین کی درگاہ کی صحن مین یہہ مجہر ہی محمد شاہ بادشاہ نی
سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی انتقال کیا اور یہان دفن ہوا مشہور یہہ ہی
کہ یہہ مجہر محمد شاہ نی آپ بنایا تہا یہہ مجہر بہت تحفہ بنا ہوا ہی لطافت اور صفائی
اسکی حد سی زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اسکی بی اندازہ ہی
سنگ مرمر اس مجہر کا ایسا ابدار اور خوش رنگ اور خوش قماش ہی
کہ موتی کی آب اوسکی آگی خاک ہی گل بوٹی پہل پتی بہت کاٹ کی
ایسی ہین کہ نگار خانہ چین ہی اسلئی اوکی مانند یہہ مجہر بہت نامی ہی اور
درحقیقت اپنا ثانی نہین رکہتا اس مجہر کی دروازہ مین دو پٹ سنگ مرمر کی

مرأت آفتاب نما

اِکدال انسی خوبصورت جڑی ہوئی ہین کہ آدمی دیکھکر حیران رہجاتا ہے
اِس مجرمین محمد شاہ کی قبر کے سوا نواب صاحبہ محل اونکی بیوی اور میرزا جگرو
محمد شاہ کی پوتی کی اور میرزا عاشوری کی بہی قبر ہی اور تین
قبرین اور بادشاہزادونکی ہین

نمبر ۱۱۳ قدسیہ باغ

کشمیری دروازہ کی باہر دریا کی کنارہ یہہ باغ ہی اودہم بائی زوجہ
محمد شاہ بادشاہ والدہ احمد شاہ کا جبکہ احمد شاہ بادشاہ ہوا تو انکو خطاب
نواب بائی کا ملا اور پہر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا
چنانچہ اونہون نی اپنی نام پر یہہ باغ بحساب سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی کی
بنایا اس باغ کا رخ بہت خوشنما ہی اور اوسکے اندر ایک بارہ دری
سنگین اور ایک مسجد بہت خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے

نمبر ۱۱۴ چوبی مسجد

یہہ مسجد احمد شاہ بادشاہ نی سنہ ۱۱۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۰ عیسوی قلعہ شاہجہان میں
بنائی تہی اسکے ستون اور محرابین سبکے سب چوبی تہین اس سے
چوبی مسجد کر کر مشہور ہے مگر وہ مسجد بالکل ٹوٹ گئی تہی سنہ ۱۸۵۰ عیسوی
مطابق سنہ ۱۲۶۶ ہجری یہہ مسجد سرکار کیطرف سے پہر بنی ہے

نمبر ۱۱۵ سنہری مسجد

نمبر

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کی نیچی یہہ ایک مسجد ہی بہت خوبصورت
سنگ سرخ سے ہے۔ پاؤن تک سنگ باسی کی بنی ہوئی اور دو مینار مین اسکے
وہ بہی نہایت خوبصورت ہین تمام کلسیان اسکی سنہرے ہین اور
تینون برج بہی سنہرے ہتی مگر وہ برج ٹوٹ گئی تہی اسواسطے ۱۲۶۹ سنہ ہجری
مطابق ۱۸۵۲ سنہ عیسوی مین بہادر شاہ بادشاہ نے اون برجون کو اوتار کے
سنگ باسی کی برج اوسکی جگہہ لگادئی ہین اس مسجد کو ۱۱۶۵ سنہ ہجری
مطابق ۱۷۵۱ سنہ عیسوی جاوید خان خواجہ سرا نے جو نواب قدسیہ احمد شاہ
کی مان کا بہت مقرب تہا اور اسی سبب سے نواب بہادر اوسکو خطاب — مرات آفتاب نما
ملا تہا بنایا ہی اس مسجد مین ایک حوض بہی تہا مگر اب اوسمین پانی
نہین آتا اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہے — دیکہو کتبہ نمبر ۵۳

نمبر ۱۱۶

مقبرہ منصور یا صفدر جنگ

یہہ مقبرہ ہی ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کا جو احمد شاہ بادشاہ کی وزیر تہے
جبکہ سترہوین ذیحجہ ۱۱۶۷ سنہ ہجری مطابق ۱۷۵۴ سنہ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تو
اہتمام پر اوسکو دفن کیا اور نواب شجاع الدولہ اونکی بیٹی نے شیدی
بلال محمد خان کی اہتمام مین تین لاکہہ روپیہ خرچ کرکر یہہ مقبرہ بنایا
یہہ مقبرہ نہایت خوبصورت بنی سنگ سرخ سے ہے۔ پاؤن تک سنگ سرخ کا
بنا ہوا ہے اور جابجا سنگ مرمر کی دہاریان اور چوکی لگی ہوئی ہین۔

برج اسکا تمام سنگ مرمر کا ہی اور اندر بہی اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے
قبر کا تعویز بہی سنگ مرمر کا ہی اور اسکے نیچے ایک تہ خانہ ہی جسمین اصل قبر بنی
ہوئی ہی عمارت اسکی ایسی نازک اور باریک ہی کہ اپنا نظیر نہین رکہتی ہے
تقسیم مکانات کی بہی بہت اچہی طرح پر کی ہی چار دیواری چونہ اور پتہر کی
کہنچی ہی اور اوسمین باغ آراستہ ہے اور چارونطرف نہرین اور حوض بنے
ہوئی ہین باغ کی تین طرف مکانات دلکشا بنائی ہین جنوبی مکان موتی
محل کی نام سی مشہور ہے اور غربی مکان جنگلی محل کی نام سی اور شمالی
مکان بادشاہ پسند کی نام سی ضلع مشرقی مین دروازہ ہی بہت بلند
اور اوس دروازہ مین طرح طرح کی مکانات اور صحنچیان بنی ہوئی ہین
اور دروازہ کی پاس ایک مسجد ہی نری سنگ سرخ کی چار دیواری کے
چارون کونون پر چار برجیان ہین اور اونمین بہت باریک جالی سنگ
سرخ کی لگائی ہی کہ اوسکے سبب بہت بہار معلوم ہوتی ہی مقبرہ کے
اندر تاریخ کندہ ہے دیکہو کتبہ نمبر ۲۳

نمبر ۱۱ کالکا

موضع بہاپور کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چہہ کوس جنوب کیطرف ہے
مندر ہی ہندوونکی اعتقاد مین کسی فرضی زمانہ مین سنبہ اور نسنبہ مارکنڈی پران
دو راکہشس تہے اونہونے اوس زمانہ کی دیوتاؤن کو بہت ستایا
جب

جب پربہا تک فریاد کئی تو اوسنے کہا کہ مجہسی تو تمہاری رچہا نہین ہوتی
تم مہامائی یعنی پاربتی کا استوت کرو وہ تمہارے بہما تیا کریگی جب اون دیوتانے
مہامائی کا استوت کیا تو مہامائی کی مُنہ مین سی ایک دیبی پیدا ہوئی
کوشکی اوسکا نام تہا اوس دیبی نی دو نور اپچہون نے ایک اسردا کو
جسکا نام رکت بیج تہا مارا اوسکے لہو کی بوند وسی بی تہار اس پیدا ہوگئے
تب کوشکی دیبی کی بہون مین سی کالی دیبی پیدا ہوئی اوسکا ایک
ہونٹ پربت پر تہا اور دوسرا اکاس مین جسکو کوشکی پارتی تہی کالی
اوسکا لہو زمین پر گرنی نہین دیتی تہی دواپر جگ کے اخیر مین جسکو اب تک
چار ہزار نو سو ترپن ۴۹۵۳ برس ہوئے کالی دیبی نی اس پہاڑ پر اپنا استہان
کیا جب سے یہان پرستش ہوتی ہی مگر یہہ مندر سمت ۱۸۲۱ مگرماجیت مطابق
۱۲۷۸ ہجری موافق ۱۷۶۴ عیسوی کے بنا ہی پہلی پہل اسمقام پر لداو کی یادرہ
تہی اور مورت کی گرد جو بن کہرا تہیری سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا
کہڑا بنا اوسکے بائین طرف دیبی کا نام اور سمت کندہ ہین سنہ ۱۲۳۲ ہجری
مطابق ۱۸۱۶ عیسوی کی راجہ کدار ناتہہ نی جو محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے
عہد مین نظارت کی پیشکار تہی اوس لداو پر یہہ برج لبنا بنایا اور سنہ ۱۲۳۶ در
کی غلام گردش اوسکے گرد بنوا دی اب اسمقام پر بہت مکانات
مہاجنون نی میلہ مین اوترنی کی لئی بنائی ہین جیت اسکے پکے استہلن اور سیچے

زمین کو ہتھیار بنا کر بڑی دہوم کی سیلہ ہوتا ہے مندر کی دروازے کے
آگے ایک بڑا دو شیر اور ایک ترسول بنا ہوا ہے اور شیروان پر
کہتا لگتا ہی سیاہ بڑی اور گہنٹہ کو ہلاتی ہین اور دیبی مائی کی جی کہہ کر چلاتے
ہین ہندو کو اعتقاد ہے کہ شیرون کی پیٹہ پر سوار ہو کر دیبی جی
یہان پدہاری ہین اس سبب سے شیرون کی مورت دروازہ کی آگے
بنائی ہی آمندر کی پوجاری دونو وقت پوجا کرتی ہین اور کیارہ کی
زمی دیبی جی کو بہوگ لگاتی ہین اس تہپر کو لال لال کپڑی کو تہ کیا ہے
لگی ہوئی پہنا رکہی ہین اور ایک پلنگڑی بہار کہی ہی رات کو پلنگڑی
سجا کر دیبی جی کی کوٹہری مین رکہہ دیتی ہین اور یہہ اعتقاد رکہتی ہین
کہ دیبی جی رات کو آپ سکہہ فرماتی ہین کوٹہرہ کی اوپر دن رات تمام رات
گہی کا چراغ جلتا رکہتی ہین اور دیبی جی کی جوت اوسکو کہتی ہین اور
چراغ کا بجہنا بہت برا جانتی ہین جاتری لوگ جب مراد پاتی ہی تو دیبی
پر چہتر اور شمیانہ چڑہاتی ہین . ہر قوم ہر سب آتی ہے دینی و قبلہ کا ہتنے

نمبر ۱۱۶ لال بنگلہ

پرانی قلعہ کی قریب یہہ مقبرہ ہی لال کنور شاہ عالم کی مان کا قریب سنہ ۱۱۹۳
ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۹ عیسوی کے شاہ عالم نی یہہ مقبرہ بنایا چہوتی گنبد مین
تو لال کنور کی قبر ہی اور بڑی گنبد مین بیگم جان شاہ عالم کی بیٹی کی
قبر.

تہی یہہ دونو صندوقچہ دالانو کی تری سنگ مرمر کی بنی ہین جو اب سبب
اور جواہ لال کنور کی دفن ہونی کی سبب سے لال بنگلہ کی نام سے مشہور ہے
اب اس نواح مین بہت سی قبرین خاندان تیموریہ کی ہو گئی ہین اسکی صحن
مین ایک مقبرہ نواب فتح آبادی بیگم اور ایک مقبرہ مرزا بلاقی کا حال مین
بہادر شاہ بادشاہ ثانی نی بنایا ہی

نمبر ١١٩

مقبرہ نجف خان

شاہ مردان کی پاس نواب ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر کا
مقبرہ ہی جو میرزا محسن صفدر جنگ کی بھائی کی سالی تھی جبکہ سنہ ١١٩٥ ہجری
مطابق سنہ ١٧٨١ عیسوی مین انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا یہہ مقبرہ کچھ
نفیس نہین ہے چونہ پتھر کی بنا ہوا ہے مگر اخیر زمانہ کی ایک نامی سردار
کی قبر ہے

نمبر ١٢٠

جینیو نکا بڑا مندر

شہر شاہجہان آباد مین دھرم پورہ کی محلہ مین لالہ ہرسکہرای اور لالہ موہن لعل
مہاجنون نی یہہ مندر بنایا ہی سمت ١٨٥٧ بکرماجیت مطابق سنہ ١٨٠٠ عیسوی موافق
سنہ ١٢١٥ ہجری یہہ مندر بننا شروع ہوا اور آٹھہ برس کے عرصہ مین بنکر
تیار ہوا اسکی کیون کی پہلی پوجا اس مندر مین ہوتی بیساکہہ سدی تیج سمت ١٨٦٤
مطابق سنہ ١٨٠٧ عیسوی کے یہہ مندر چونہ اور اینٹ کا بنا ہوا ہے اور اسکی اندر

اکثر سنگ مرمر لگا ہوا ہے کلس بالکل سنہرے ہیں پانچ لاکھ روپیہ اس
مندر کی تیاری میں خرچ ہوئی ہیں کہتے ہیں کہ اس مندر میں سوا لاکھ روپیہ
کی تیاری کی صرف ایک بیدی ہے

گرجا گھر

نمبر ۱۲۱

کشمیری دروازہ کے پاس شہر شاہجہان کی اندر یہہ گرجا گھر ہے اس مسیحی کو
کرنیل جمس سکنر صاحب بہادر نے بنایا ہے تعمیر اسکی ۱۸۲۶ سنہ عیسوی کے
مطابق ۱۲۴۲ سنہ ہجری میں شروع ہوئی اور دس برس کے عرصہ میں نوے
ہزار روپیہ خرچ ہو کر تیار ہوا اور سنگ مرمر جو اسکے اندر بجای فرش کے
لگا ہوا ہے وہ اس لائق ہے علاوہ اسکے عمارت اسکی خوبی اور خوشنمائی
بیان سے باہر ہے حقیقت میں یہہ بات ہے کہ ایسا خوبصورت گرجا گھر بہت کم
ہو گا اسکا کلس کہ شکل صلیب پر ہے بہت خوبصورت اور زر اسپہری ہے اور
اسکا گنبد اور اندر کی کمرہ بہت خوبصورتی سے بنائی ہیں اسی گرجا کے
صحن میں ولیم فریزر صاحب کی قبر ہے اور اوسکے گرد نہایت خوبصورت
آہنی کٹہرہ لگا ہوا ہے

نمبر ۱۲۲ جوگ مایا

قطب صاحب کے لاٹھ کی پاس یہہ مندر ہے بہت نامی ہندوؤں کی اعتقاد میں یہہ بات ہے
کہ جب کنس نے اپنے بہت سر اوتہایا تو برہمانی کرشن اوتار ہونیکی خبر دی تھی

تھی

اخیر دواپر جگ مین جسکو ہندی حساب سے چار ہزار نوسو ترپن برس ہوئے
بسدیو کی ہان دیوکی رانی کی پیٹ سی کرشن اوتار نی جنم لیا کنس کے
ڈر کی ماری کرشن کو گوکل مین نند جا عرف جسودہا کی پاس ڈال آئے
اور جسودہا کی بیٹی کو متہرا مین وہان لائی کنس نی اوس بیٹی کو اوٹہا کر
زمین پر دی مارنا چاہا کہ وہ بجلی ہوکر اوڑ گئی اور یہہ اوسکا استہان ہے
مگر یہہ مندر بہت قریب کا بنا ہوا ہے سنہ ۱۲۴۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۶ عیسوی مین راجہ
سیندہیا نی جو اکبر شاہ ثانی کی نوکر تہی اس مندر کو بنایا یہہ مندر پختہ
اینٹ پتہر سی بنا ہوا ہی زمین سی چوٹی تک اکتالیس فٹ اونچا ہے
اور کلس پر آئینہ لگایا ہی اسمندر مین بہی مورت نہین ہی بن گہڑ اتنی پتہر
اور اوسکی گرد سنگ مرمر کا تہا تولہ بنا ہوا ہے اوسی پتہر کو تو چتی پن
ہر ہفتہ یہان میلہ ہوتا ہے ہنبی اسمندر کو بہت مانتی ہین کیونکہ چڑہاوا دیہ مین
یہان چہو نہین چڑہتا

نمبر ۱۲۳ جینیونکا چہوٹا مندر

شہر شاہجہان آباد مین ستہہ کی گلی مین جو یہہ مندر ہے اسمندر کو سارے
شہر کی سراؤگیون نی ملکر بنایا ہی اور پنچایتی مندر کہلاتا ہی اسمندر کے
تیاری پوہ سدی دوج سمت ۱۸۸۳ مطابق سنہ ۱۸۲۶ عیسوی موافق سنہ ۱۲۴۲
ہجری کے شروع ہوئی اور سات برس کے عرصہ مین بن چکا

مندر کے سراوگیون کے سنہ ۱۸۳۴ عیسوی مطابق سمت ۱۸۹۱ نزدیک ہے بنی
موافق ہندو مین مہاراج پراجوان ہونے یہہ مندر بہی جو نہ اینٹ کا بنا ہوا ہے
اور اندر اکثر جگہہ سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور کلس اس مندر کے بہی بالکل سنہرے ہین
مندر کے تیار ہونے مین بہی کئی لاکہہ روپیہ خرچ ہوئے ہین

کوٹہی جہان نما

نمبر ۱۲۴

اس کوٹہی کو جو بیرون کشمیری دروازہ واقع ہی حاکم رئیس ور معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی سر طامس سیافلس مٹکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان دار الخلافہ شاہجہان آباد نی سنہ ۱۸۲۸ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۴۴ ہجری بنانا شروع کیا اور یہہ کوٹہی نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنی ہی اور درحقیقت اس شعر کی مصداق ہی

زہی صفای عمارت کہ در تماشایش
بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

مجحر مرزا جہانگیر

نمبر ۱۲۵

مرزا جہانگیر بیٹی ہین محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کی جب الہ آباد مین اونکا انتقال ہوا تو لاش اونکی یہان لاکر متصل صحن درگاہ حضرت نظام الدین اولیا دفن کیا سنہ ۱۲۳۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۲ عیسوی کے نواب ممتاز محل اونکی مان نے یہہ مجحر بنایا یہہ مجحر سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین بہت بارنگ کام کیا ہوا ہے

جالی تا

بالیان ہی بہت خوبصورت ہین اسلیے دراوازہ مین عاجی ووت
ایکذال نری سنگ مرمر کی جڑی ہوئی ہین

نمبر ۱۲۶ ظفر محل

یا جل محل

قلعہ شاہجہان کے باغ حیات بخش مین جو حوض ہی اوسکی بیچون بیچ مین
ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نی سنہ جلوس مطابق
سنہ ۱۲۶۸ ہجری موافق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی ایک مکان بنایا ہی نر سنگ سرخ کا
اور ظفر محل اوسکے بننے کی تاریخ ہی اوسکے بیچ مین ایک درجہ ہے
بطور کمرہ کی اور چارون طرف تمام گردش ہی اور کونون پر حجرہ
اور چارون ضلعون مین شہ نشین ہین جانب شرق مکان کی ایک پل
بنایا ہی اگرچہ یہہ مکان ہی بہت اچھا بنا ہی الا حوض کی وسعت نہین

نمبر ۱۲۷ ہیرا

محل

قلعہ شاہجہان مین موتی محل کی آگی نہر بہشت کی کنارہ پر سنہ ۱۲۶۸ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی کے ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نی
ایک بارہ دری نری سنگ مرمر کی بنائی ہی اور ہیرا محل اوسکا نام
رکہا ہی اس محل کی آگی جو قدیمی نہر ماریچ کی ہی اوسمین جو حوض فوارہ
چاندی کی تہی وہ تو اب نہین رہی مگر نہر رہگئی ہی یہہ محل نبی اس
زمانہ کی لایق بہت اچھا بنا ہے

نمبر ۱۲۸ کوٹھی دلکشا

قطب صاحب کے نواح میں یہہ ایک سیرگاہ اور مکان دلکشا ہے صاحب والا مناقب
عالی مناصب فرزند ارجمند جہان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الملک
اختصاص یار خان سر طامس تھیافلس مٹکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ
صاحب کلان بہادر شاہجہان آباد کا صاحب ممدوح نے اس کوٹھی کو
سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۴ عیسوی کے بنانا شروع کیا یہہ کوٹھی نہایت نفیس
و لطیف ہے اور یہہ شعر اسی پر صادق آتا ہے اگر فردوس بروی زمین است

ہمین است و ہمین است و ہمین است

نمبر ۱۲۹ باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے درگاہ کے پاس مسجد کے آگے ندیم الدولہ خلیفہ الملک حافظ
محمد داود خان بہادر مستقیم جنگ نے سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۴ عیسوی کے یہہ
باؤلی بنانی شروع کی اور سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے یہہ باولی بن کر تمام ہوچکی
باؤلی بہت خوبصورت بنی ہے نری چونہ اور سنگ خارا سے بنی
ہوئی ہے قریب چودہ ہزار روپیہ کے سوای قیمت پتھر کے اس باولی کے لگے
میں خرچ ہوئی ہیں

نمبر ۱۳۰ اہنی پل ہنڈن

غازی آباد کے پاس ہنڈن ایک ندی ہے اوسپر سرکار انگریزی نے

سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے آہنی پل باندھا ہی یہہ پل نہایت عجیب ہی
لوہی کی کمانیون پر عجب خوبصورتی سی لٹکائی ہین اور اوسپر
رستہ بنایا ہی ایسی ترکیب ان کمانیون کی رکھی ہی کہ جب کوئی
وزنی چیز آتی ہی تو بوجہہ بہار نکو کمانی جہک جاتی ہی ہر چیز کے
چلنی سی یہہ پل لچکتا ہی اور کمانیان بوجہہ اٹھا لیتی ہین اس نواح مین
اس قسم کا پل عجائبات روزگار سی ہی

نمبر ۱۳۱

لال ڈگی

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کی نیچی خاص بازار کی سامنی بموجب حکم لارڈ
الن برا بہادر کی سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی یہہ حوض تیار ہوا اس حوض کو
سر سی پاؤن تک سنگ سرخ کا بنایا ہی اور چارون کونون پر چار
برج کٹہرہ دار بہت خوشنمائی سی بنائی ہین دونو طرف عرض مین
سیڑہیان بنی ہوئی ہین نہر کی پانی سی یہہ حوض ہمیشہ بہرا رہتا ہی
طول اسکا باسٹھ فٹ اور عرض دوسو فٹ ہی اس حوض کی بننی سی اکثر
لوگ مین عیتی سوکہی ہین اس سبب سی لوگونکو بہت آسایش ہی

نمبر ۱۳۲

پل جدید نگمبود

نگمبود کی گہاٹ کلکتہ دروازہ کی سامنی اور سلیم گڈہ کی برابر سنہ ۱۲۶۹ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی کے سرکار انگریزی نی دریا پر یہہ پل بنایا ہی اگرچہ

یہ پل بونہ اور آتش کا ہی لیکن ایسی خوشنمائی اور مضبوطی سی بنایا ہی اور ایسی خوش قطع اور بڑی ڈول ڈالی ہین کہ دیکھکر آدمی ششدر رہ جاتا ہی اسکے بنی سی دریا کو اور بہی رونق ہو گئی ہی اور نمود دی گہاٹ اس پل سی بہت خوش معلوم ہوتی ہین برسات کے دنون مین صدہا آدمی سیر و تماشا دیکھنی کو جاتی ہین اور ہر روز میلہ رہتا ہی

خاتمہ

اردو زبان کی بیان مین

ہندؤنکی راج مین تو یہان ہندی بہاشا بولنی چالنی لکہنی پڑہنی مین آتی تہی ۵۸۸ سنہ ہجری مطابق ۱۱۹۱ سنہ عیسوی موافق ۱۲۴۸ سمت بکرماجیت کے جب مسلمانون کی سلطنت نی یہان قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر فارسی ہو گیا مگر زبان رعایا کی وہی بہاشا رہی ۹۰۴ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۸ سنہ عیسوی تک بجز بادشاہی دفتر کی رعایا مین فارسی کا رواج نہین ہوا اسلیے چندروز بعد سلطان سکندر لودہی کی عہد مین سب سی پہلی ہندؤن مین سی کایتہون نی جو ہمیشہ سی امورات ملکی اور ترتیب دفتر مین مداخلت رکہتی ہی زبان فارسی لکہنا پڑہنا شروع کیا پہر رفتہ رفتہ اور قومون نی بہی شروع کر لیا اور فارسی لکہنی پڑہنی کا ہندؤن مین بہی رواج ہو گیا

۲ اگرچہ بابر اور جہانگیر کی عہد تک ہندی بہاشا مین کچہہ تعرض تبدیل

نہین

نہین ہوئی تہی مسلمان اپنی کہتکو فارسی زبان مین اور ہندو اپنی کہتکو بہاشا مین
کیا کرتی تہی جب سی امیر خسرو نی خلجی بادشاہون کی زمانہ سی
یعنی حضرت مسیح سی تیرہوین صدی مین فارسی زبان مین بہاشا کی لفظ
ملانی شروع کئی تہی اور کچہہ پہیلیان اور مکریان اور کتنی گیت اس
زبان مین کہین تہین جسمین اکثر الفاظ بہاشا کی تہی غالب ہی کہ رفتہ رفتہ
بہاشا مین جب سی یہ ملاپ شروع ہوا ہو مگر ابہی نہ تہا جسکو جدا
زبان کہا جاوی جبکہ شاہجہان بادشاہ نی ۱۰۵۸ ہجری مطابق ۱۶۴۸ عیسوی کی
شہر شاہجہان آباد آباد کیا اور ہر ملک کی لوگونکا مجمع ہوا اوس
زمانہ مین فارسی زبان اور ہندی بہاشا بہت ملگئی اور بعضی فارسی کی
لفظون اور اکثر بہاشا کی لفظون مین بسبب کثرت استعمال کی تغیر
و تبدیل ہوگئی غرضکہ لشکر بادشاہی اور اردوی معلی مین ان دونون زبانونکی
ترکیب سی نئی زبان پیدا ہوگئی اور اسی سبب سی زبان کا نام اردو ہوا
پہر کثرت استعمال سی لفظ زبان کا محذوف ہوکر اس زبانکو اردو
کہنی لگی رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب اور آراستگی ہوتی گئی
یہانتک کہ تخمینا ۱۱۰۰ ہجری مطابق ۱۶۸۸ عیسوی کی یعنی اورنگزیب
عالمگیر کی عہد مین شعر کہنا شروع ہوا اگرچہ مشہور ہی کہ سب سی
پہلی اس زبان مین ولی نی شعر کہا مگر خود ولی کی اشعار سی معلوم ہوتا ہی

کہ اونہون نی پہلی ہی گنتی اس زبان مین شعر کہا ہی کیونکہ اوسکے شعرونمین
اور شاعرون کی زبان پر طرز نکلتی ہی مگر اوس زمانہ کی شعرونکی
اور نہایت سست بندش کی تہی پہر دن بدن اسکو ترقی ہوتی گئی
یہان تک کہ میر اور سودا نی اوسکو کمال پر پونچہا دیا

۳ میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہے اور اوسکے شعرون مین
ایسی اچہی محاورات بی تکلف بندہی ہین کہ آجتک سب اوسکی
تعریف کرتی ہین سودا کی زبان ہی اگرچہ بہت خوب ہے اور مضامین کی
تیزی میر پر غالب ہے مگر میر کی زبان کو اوسکے زبان نہین پہونچتی

۴ اردو نثر لکہنی والون مین میر امن جنہنی باغ بہار لکہا سب پر
فوق لیگیا حقیقت مین نظم لکہنی مین جیسا کمال میر کو ہی نثر لکہنی مین
ویسا ہی کمال میر امن کو ہی

عربی زبان کا اردو مین ترجمہ سب سے پہلی مولوی عبد القادر صاحب
اور مولوی رفیع الدین صاحب نی کیا مولوی عبد القادر صاحب کا
اردو ترجمہ کلام اللہ کا اردو لغات کی لئی ایک بڑی سند ہے
اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کی لئی
ایک بہت عمدہ دستاویز ہے

۶ اردو زبان کی شعر و نثر کا یہی طریقہ فارسی شعرون کے قاعدہ پر

۹۰

یون ہی آن پڑا ہی کہ گویا جوان مرد خوبصورت لڑکی کی تعریف مین شعر کہتا ہی۔ ہندی بہاشا مین دستور تہا کہ عورت کی زبانسی مرد کی تنت شوقیہ شعر ہوتی ہین بعضی بعضی دفعہ اردو زبان مین اسطرح رہی شعر کہا جانی اور اوسکو ریختی بولتی ہین غالب ہے کہ تخمینا سنہ الہجری مطابق [illegible] انشاء اللہ خان نی اسکو رواج دیا۔ فارسی شعرون کی جو بحرین اور اقسام ہین وہ بہت اردو شعرون مین مروج ہین الا اکثری اور پہیلی کنی کا وزن ہی اور یہ زبان ہی ہی ایسی جسمین اکثر بہاشا ملی ہوئی ہو۹ نسبتین جو مشہور ہین فقرہ ہوتی ہین کہ اونمین دو یا تین یا زاید چیزین جسمین کچہ باعتبار ظاہر کی مناسبت نہین معلوم ہوتی ہے بیان کی جاتی ہین اور مخاطب سے پوچہا جاتا ہے کہ ایسی ایک بات جامع بیان کری جو سب مین پائی جاوے۔ پہیلی مین کسی چیز کی اوصاف اور خصائص اور یہ بیان کئی جاتی ہین اور مخاطب سی پوچہا جاتا ہے کہ وہ چیز کیا ہے۔ بڑی خوبی پہیلی کی یہ ہے کہ اوسمین اوس چیز کا نام بہی آجاوے جسکے اوصاف اور خصائص بیان کئی گئی ہین پہر اوسپر بہی مخاطب نہ سمجہی الا اکثر مین عورتون کی زبانسی ذومعنی بات بیان کئی جاتی ہی کہ جسمین ایک سے معشوق مراد ہوتا ہی اور دوسرے سے اور کچہ قایل اوسکا جب جانے معشوق کی باتین کرجاوے

پہیلیان

بالا تہا تو سبکو بہایا ۔ بڑا ہوا کچہ کام نہ آیا ۔ دیا یعنی چراغ
مین نے دیا اسکا ناؤ ۔ بوجہی تو بوجہ نہین چہوڑ دیگانو

فارسی بولی آئی نا ترکی بولی پائی نا
ہندی کہتی عارسی اوی منہہ دیکہون جو آبی تا وی — آئینہ

مکری

اپ ہلی اور ہو کو ہلاوے واکا ہلنا مو کو بہاوے
بل ہلا کی بہا نسکہیا ای سکہی ساجن نا سکہی پنکہیا — پنکہا

نستبین

گوشت کیون نہ کہایا ڈوم کیون نہ گایا — گلا نہ تہا
انار کہایا کیون نہین وزیر رکہا کیون نہین — دانا نہ تہا
سموسہ کیون نہ کہایا جوتہ کیون نہ پہنا — تلا نہ تہا

ریختی

اچہا جو خفا ہمسی ہو تم ای صنم اچہا لو مین بہی نہ بولون کی خدا کی قسم اچہا

شعر اردو

عشق کرتی ہین اوس پری وسے میر صاحب بہی کیا دیوانہ ہین
میر اوس نیم باز آنکہون مین ساری مستی شراب کیسی ہے
ہم ہوئی تم ہوئی کہ میر ہوئی اوسکی زلفون مین سب اسیر ہوئی

تمت بالخیر

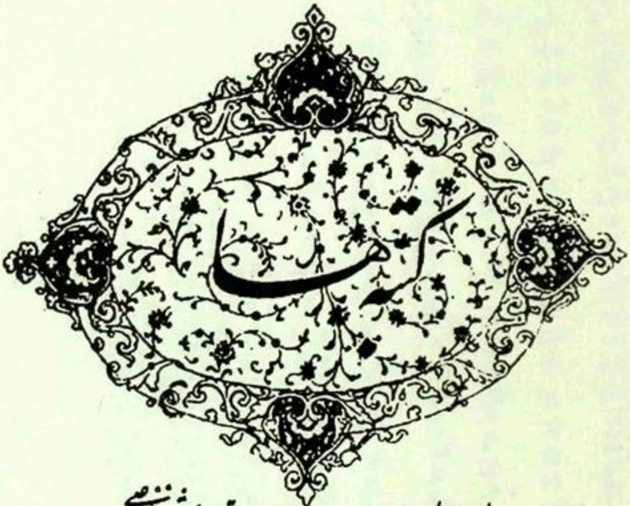

مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی باہتمام شیخ ظفر چھپی

سنہ ۱۲ ہجری و سنہ ۱۸۵۳ عیسوی

کتبہ لوہی کی لاٹہ کا

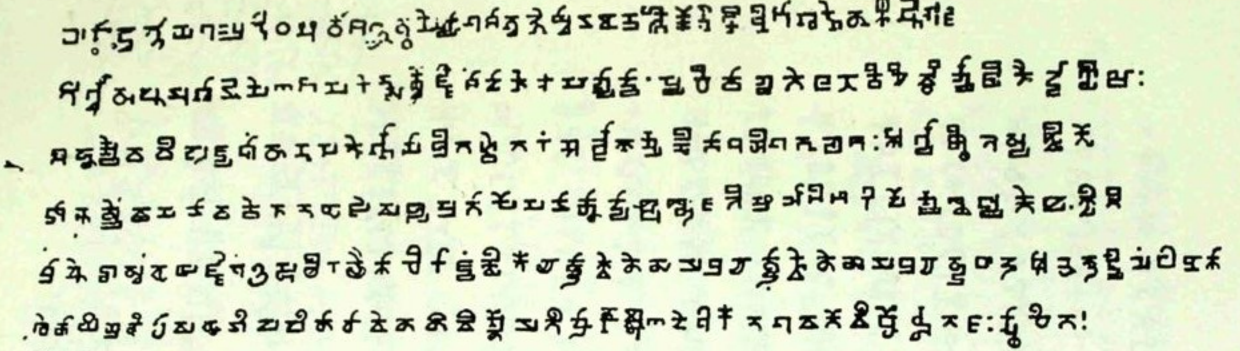

ترجمہ

۱ اوس شخص نی کہ جسنی ہیبت سی کہ بیری دشمن اچھی سپاہ اور فتوحونکی ساتھہ مجہسی لڑائی اور موجہ بندی کی تیاری کرتی ہین ایک انہ شہرت کا ہمدوا یا جسطرح کہ اوسکی تلوار کی زخم [illegible]
جو شخص کہ مالک ساری سلطنت کا تہا اوسنی دریا ی سندہ کی ساتون شاخونکو عبور کرکر سندہیون قوم کو بیکار کر دالیا اوسکی باعث فوج اور اوسکی گہا تین جو طرف جنوب اوس دریا کی ہین اس زمانہ مین بہی پائی جاتی ہیں [illegible]
جسطرح کہ شیر ایک شکار چہوڑکر دوسرا شکار پکڑتا ہی اسیطرح اوسنی اس دنیا کو چہوڑکر اوس عالم پر قبضہ کیا یعنی مرگیا مگر اوسکی نام اور نیک نامی کی سبب اوسکی پہیل کا سون جہان کے شہرت
اگرچہ وہ اب مرگیا ہی لیکن اوسکی ہتہیار کرنی کی طاقت جو دشمنونکا تباہ کرنی والا تہا اب تک عالم مین باقی ہے

۲ اوس شخص نے کہ جس نی بوسیلہ اپنی تلوار کی مملکت زمین کی بادشاہت کی اور اوسنی اپنی من سورج اور چاند کی خاصیتین اکٹہی کی تہین اور اوسکی چہرہ کی خوبصورتی مثل پورے چاند کی تہی
اوسی اچہہ دہاوا کا جسنی اپنا سر جہکایا پاؤن وشنون مین اور لگایا اپنا دل اوسی وشنون پر یہہ و نچا ہتہیار یعنی لاٹہہ وشنون کی نام پر جو قابل پرستش کی ہی بنایا ہوا داوا کا

کتبہ لاٹھ اشوکا یا فیروز شاہ

۱۰ سمت ۱۲۲۰ بیساکھ سدی پندرس
ساکمبری کا راجہ سری بن
یعنی بہمہ صفت موصوف
اینل دیوکا بیٹا سری بن
یعنی بہمہ صفت موصوف
بیسلدیو

१०. संवत् १२२० वैशाख सुदि १५

शाकंभरी वीरपति श्री मद् विग्रहराज

राज्ञः। श्री मद् वीसलदेवस्य॥

جانب غرب

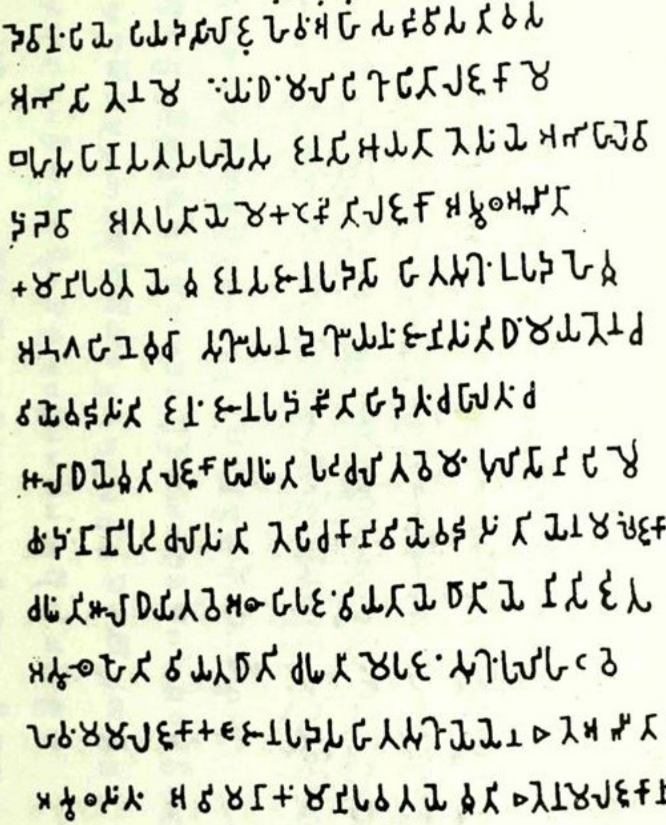

[illegible]

جانب جنوب

[illegible]

٥

[illegible]

جانب شرق

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

باب شمال

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جانب شرق

१० श्रीरा वा मन्त्रि पुत्रिया नं य नयाः प्रयर्थि ढं ता त्र
त्वइ य श्च क्षा णि ट्ठा णा नि वि रु व म्नि ल कां पं य शा भ्रा व कं।
मा ह्मि ला रू वि कु ठु ॰ व कि रु तः श्रु थं म नो वि द्धि षां
श्री म क्ति ग्र छ ता ऊ ा ढ व ट व तः श्रा प्त प्र या णो स्त्र वे
नी ला मं ढि न ा म दे ल्नि स्तु त्र व त्र ग्रो न स्तु वा म स्तु वा श चू
णं तृ न वि शु द्रु हि तिपा त था ण्या ह वा स स्र व।
शं का वा ग्र क्रा षा त्र म स्व रु व मा वा द्य व वा दौ नि वि
नि भि थ्रा प रू त ध्वे यः के स्तु र वा ह्म ा इ न नि द्रा यि तः॥

جانب غرب

ऽ॥ श्रा विं धा दा दि मा ह्र विंवि वि न वि रु य क्षी र्ष या त्रा प्र
स ःा द्व त्री वे स्तु प्र दृ र्नो नृ प ति ष्ठा वि व म रु दें प्र स्तु प्र
सन्नः।
श्वार्या व नें. य धा र्षं ध न व पि क्ष त वा ह्नि स्थ वि छ द ना
विं र्ह दः शा से रु री द्वा रू मा नि वि रु या नं वी स ला ढा
सि पा लः।
द्वान स प्र ति घा ह्न मा न ति ल कः शा रू रु गी रू प तिः श्री
म द्वि स्नु द्व श्रा रू ए ए ष वि रू यी मं ता न ला भा नः।
आ त्मा ज्ञि क च दं ध्य क्षः मि रि म व द्वि थ्यां त ता ल ठ कः
शि ष स्वी क ग ा गा य मा स्तृ र व ना स्तु हा ग स्र यं म नः॥

یہ کتبہ کھود راجہ کی
مہربانی سی سری تلک ا
کی حضور مین سری پ
جی مہاپت کو برس
کاتب نی اس قت مین
کرمہا ستری یعنی وزیر
راجپوت سری سل
لچھن پال ہے

ترجمہ ہوا باعانت معصر
رام سرن پنڈت
ساکن رنگ

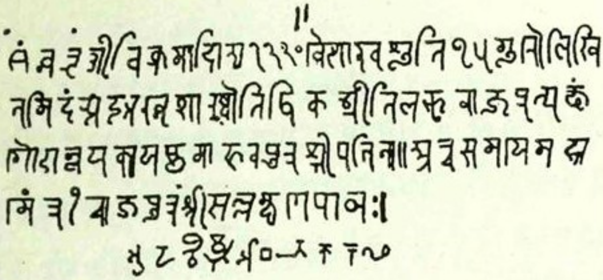

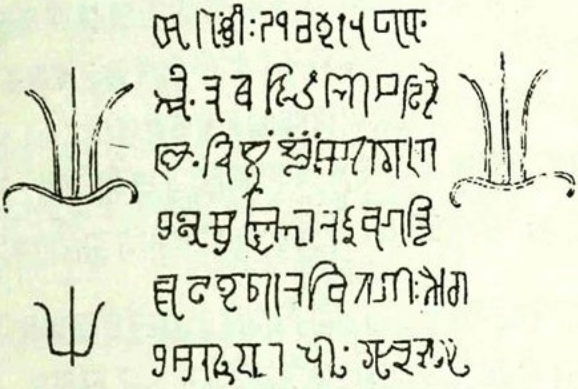

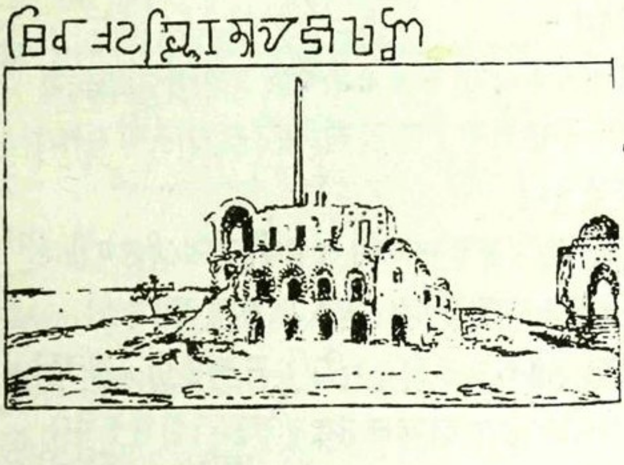

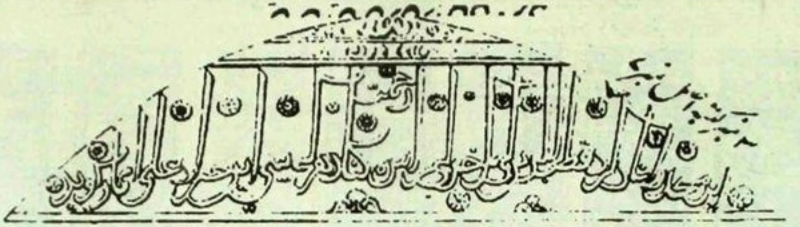

۴ نمبر کتبہ اصل نمبر ۷

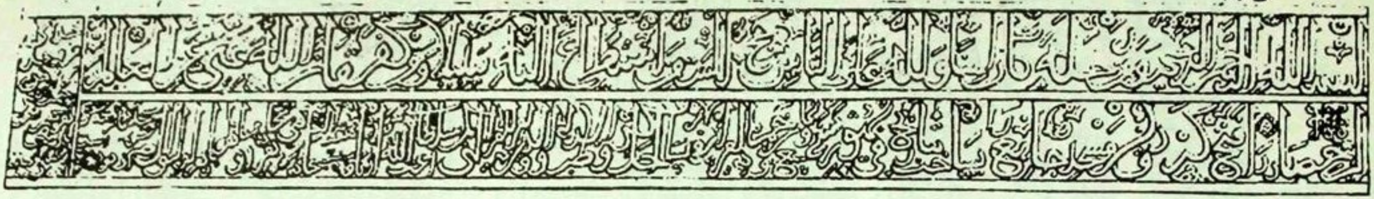

۵ نمبر کتبہ اصل نمبر ۷

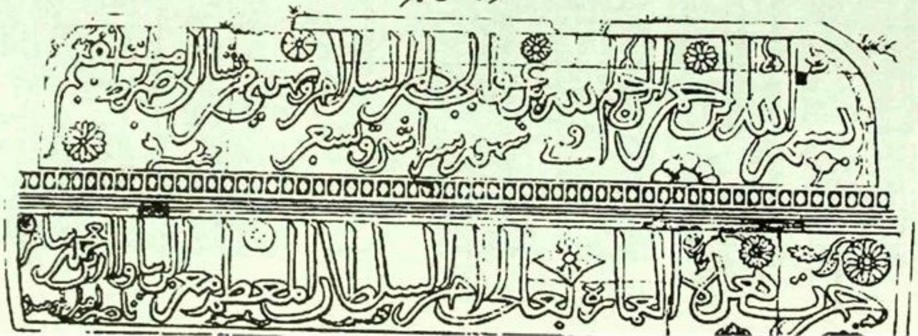

نمبر کتبہ اصل نمبر ۶ ۱۳

نمبر کتبہ ہائی جداول لاتہ اصل نمبر ۸

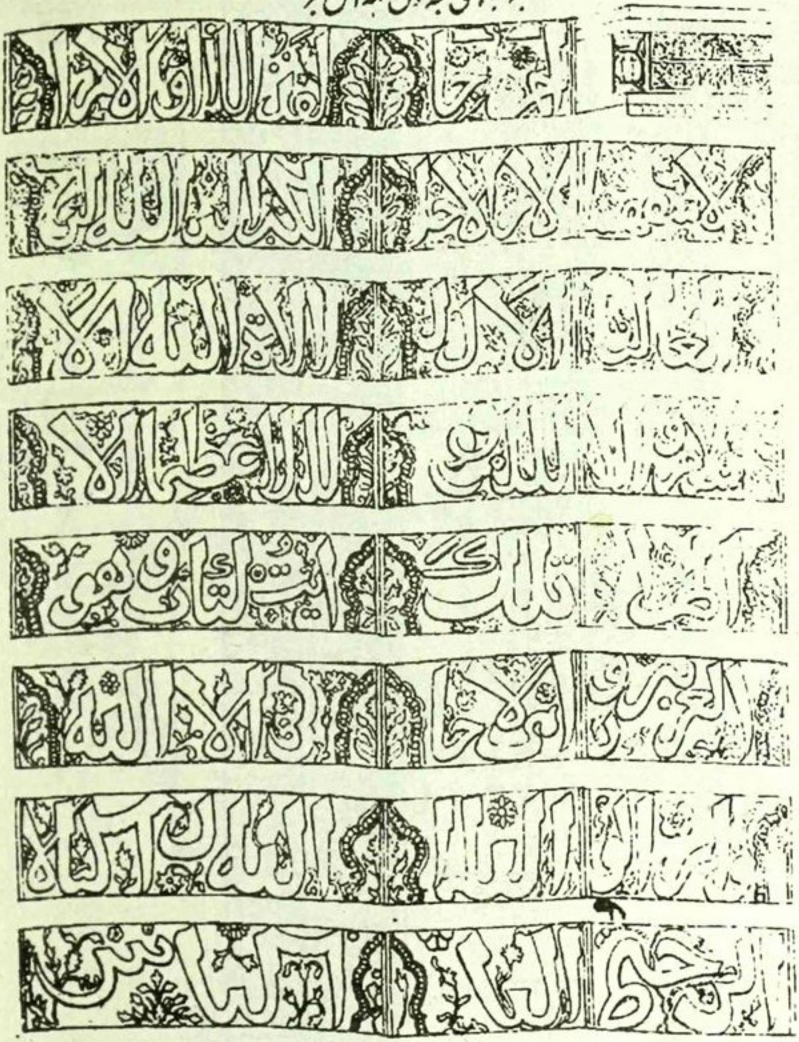

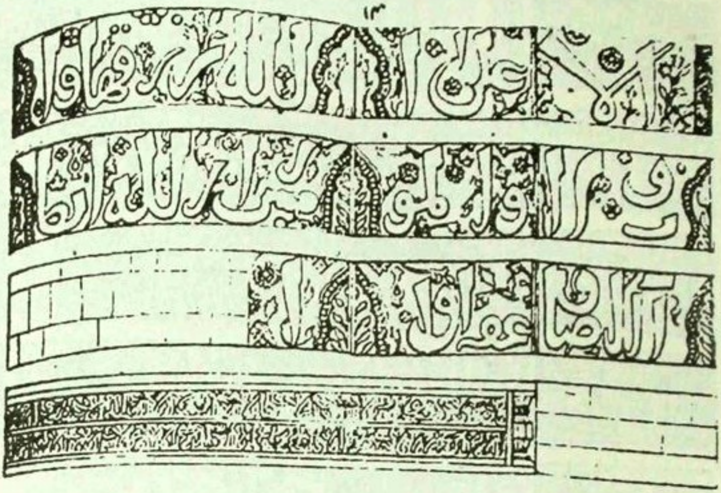

سطر دوم درجه اول

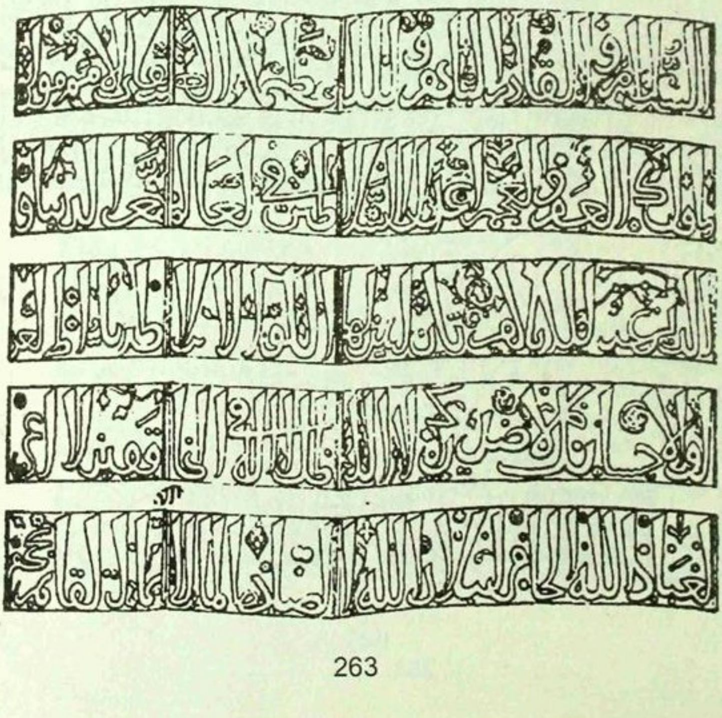

۱۵

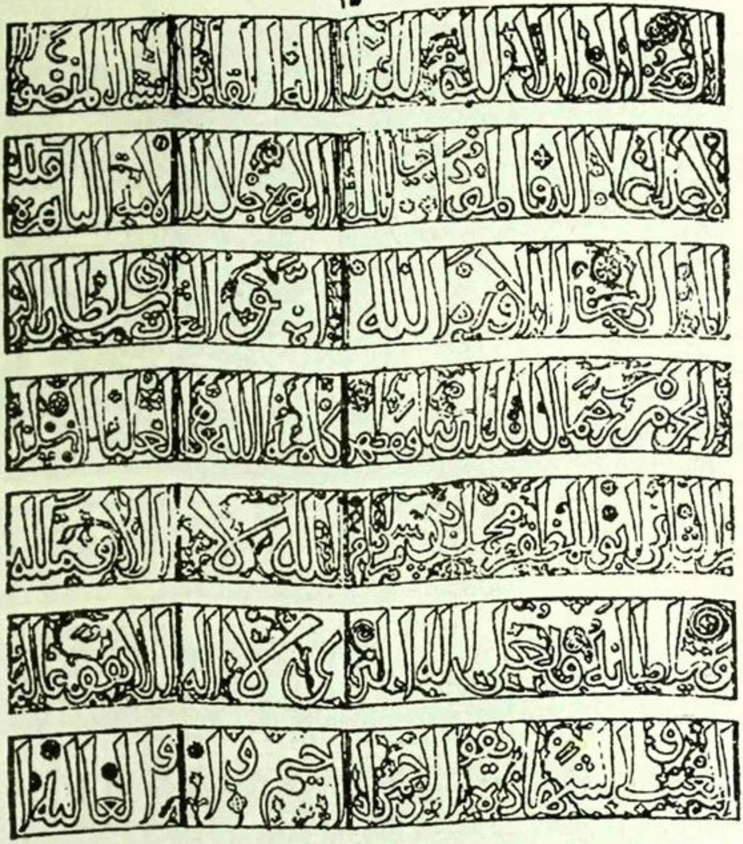

سطر سویم درجہ اول

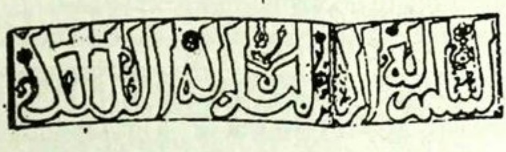

١٦

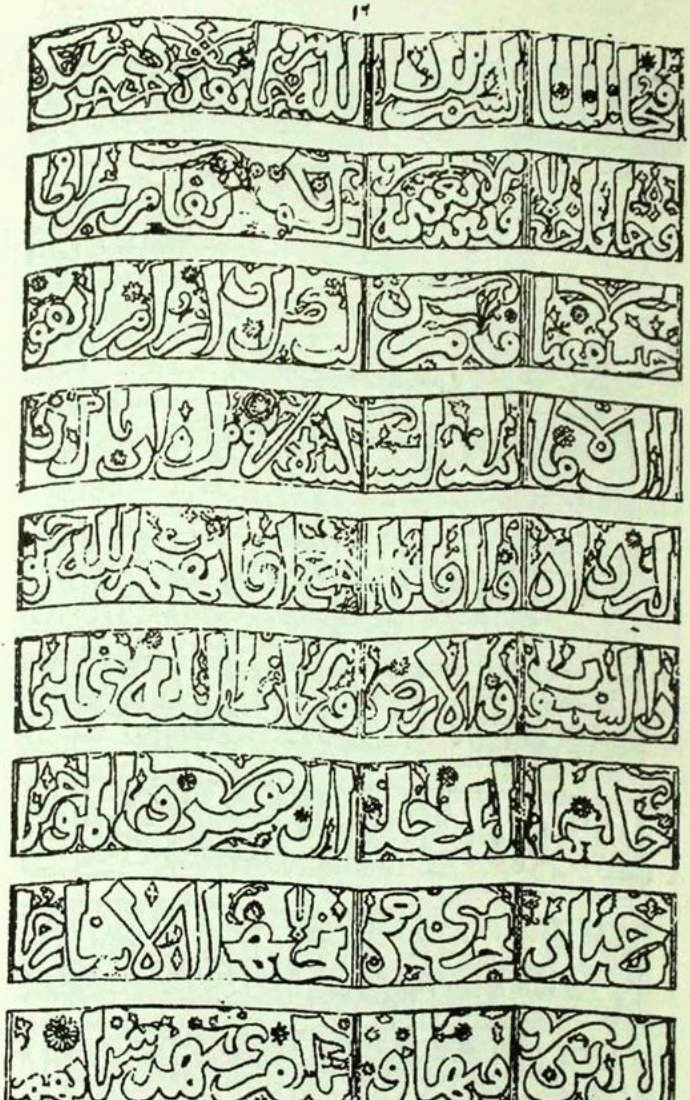

۱۷

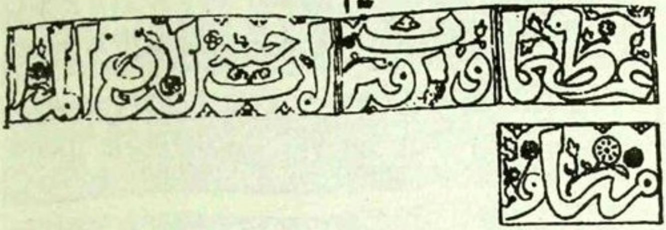

سطر چہارم درجہ اول

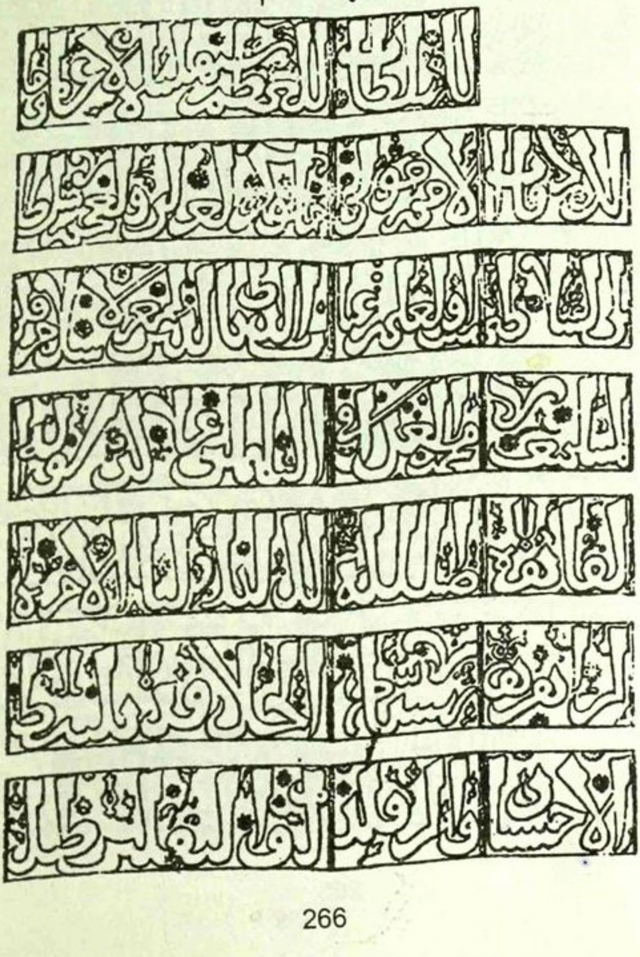

۱۸

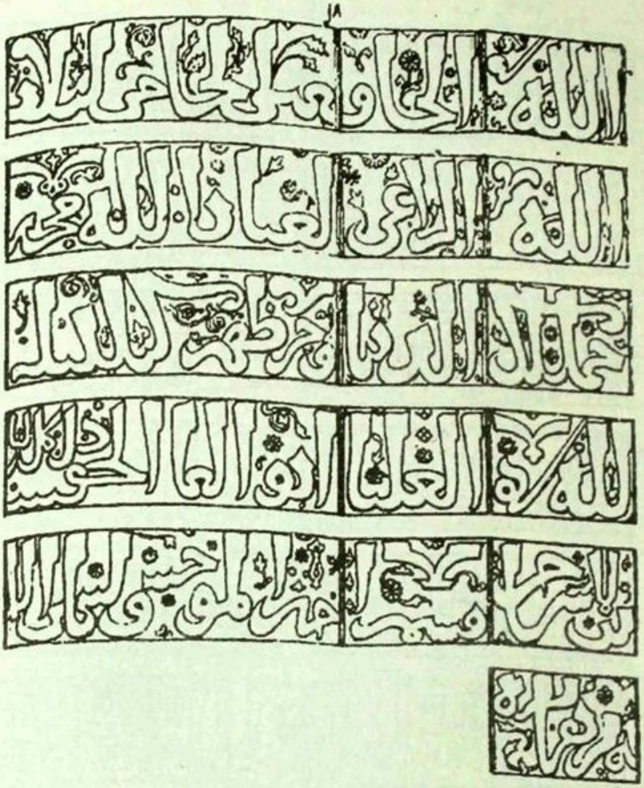

سطر پنجم درجه اول

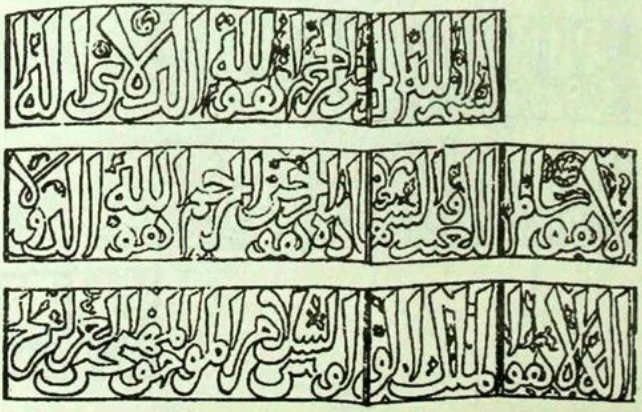

19

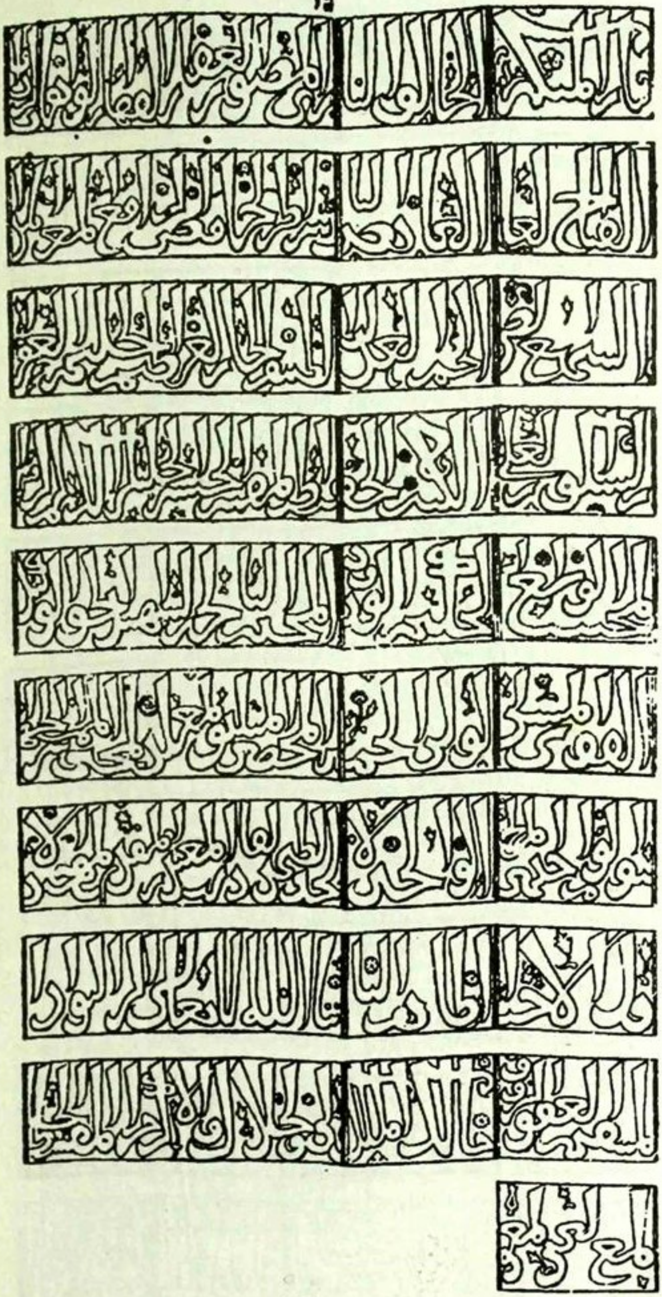

۲۲ نمبر کتبه کالی مسجد شهر اصل نمبر ۳۳

بسم الله الرحمن الرحیم بفضل و عنایت فریدگار در عهد دولت پادشاه دین دار
الواثق بتایید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه این مسجد الله بنده زاده
درگاه جونانشاه مقبول المخاطب بخانجهان ابن خانجهان خدا بر این بنده رحمت کناد این مسجد
بنا کرد بر عاجز پادشاه مسلمانان و این بنده ها تحت و اخلاص بیاکند چون حق تعالی این بنده را بر ساخت این مسجد اسباب داد
بحرمت النبی و آله مسجد مرتب شد بتاریخ دهم ماه جمادی الاخر سنه تسع و ثمانین و سبعمائة

۲۳ نمبر کتبه مقبره فیروز شاه اصل نمبر ۲۷

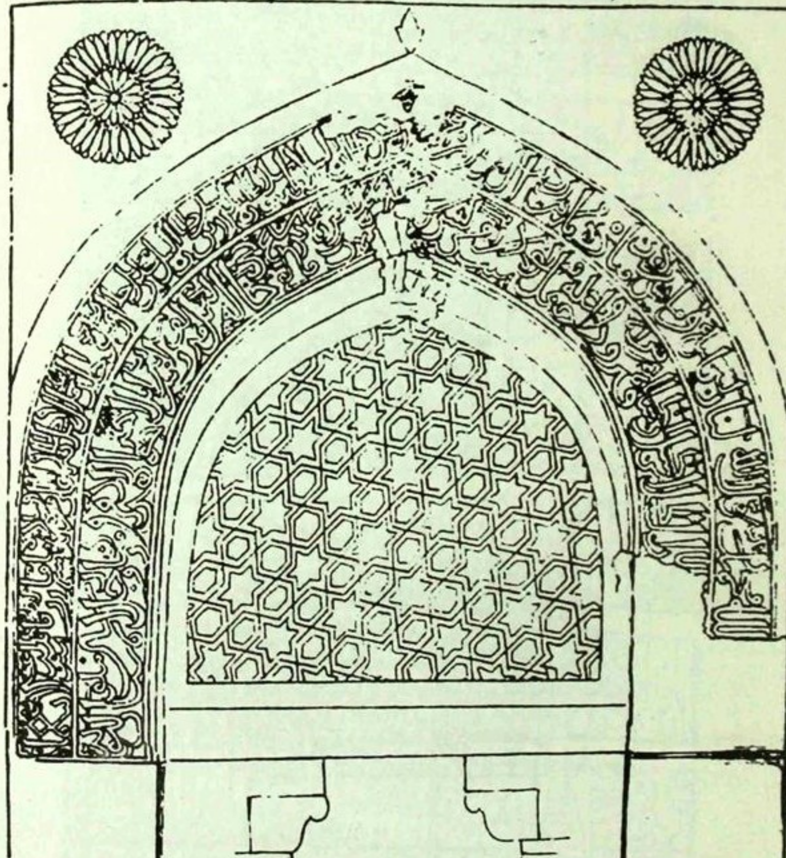

۲۴ نمبر کتبہ بیت شہاب الدین بخان اصل نمبر ۳۰

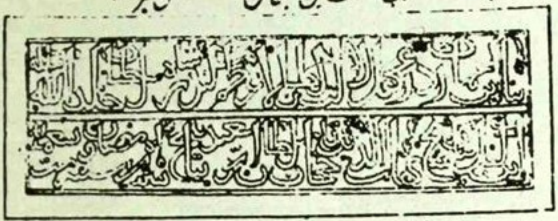

نمبر ۲۵ کتبہ جامع مسجد بوتہ اصل نمبر ۴۴

نمبر ۲۶ کتبہ زجون لی بائین کا اصل نمبر ۲۷

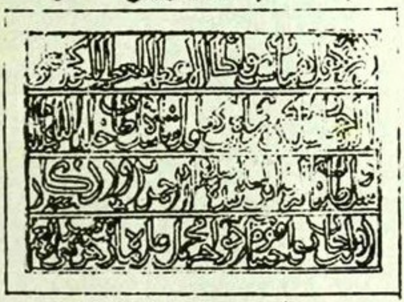

نمبر ۲۷ کتبہ درگاہ یوسف قتال اصل نمبر ۴۹

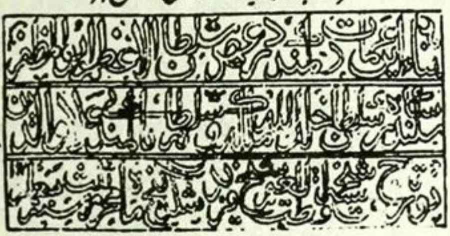

سطر ششم درجہ اول

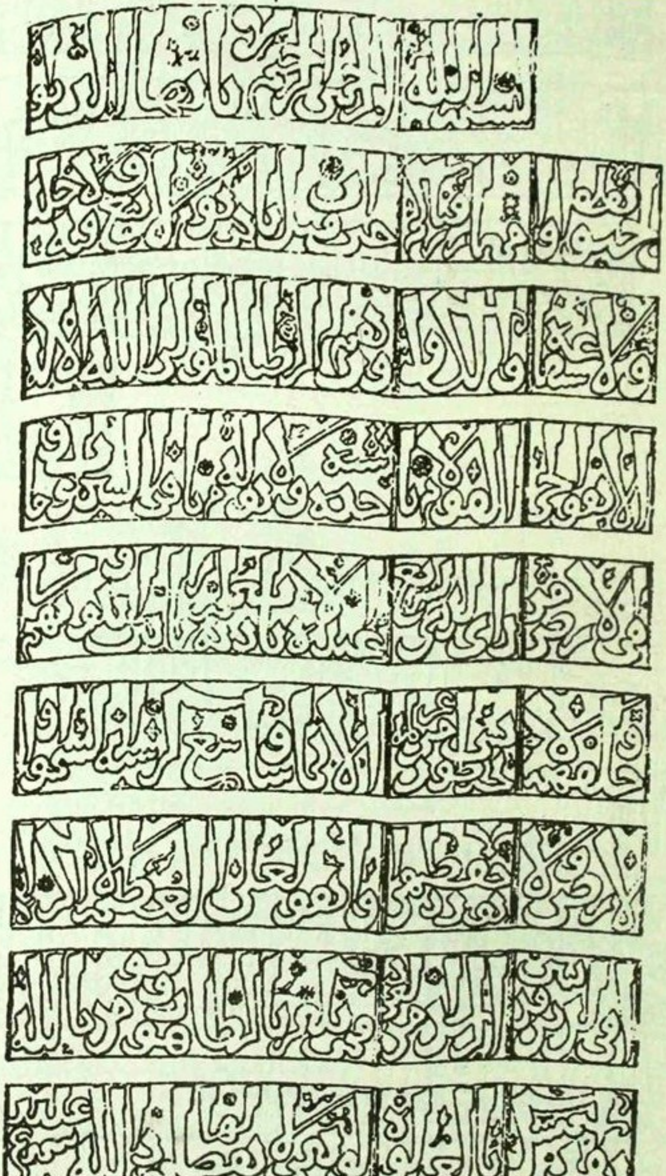

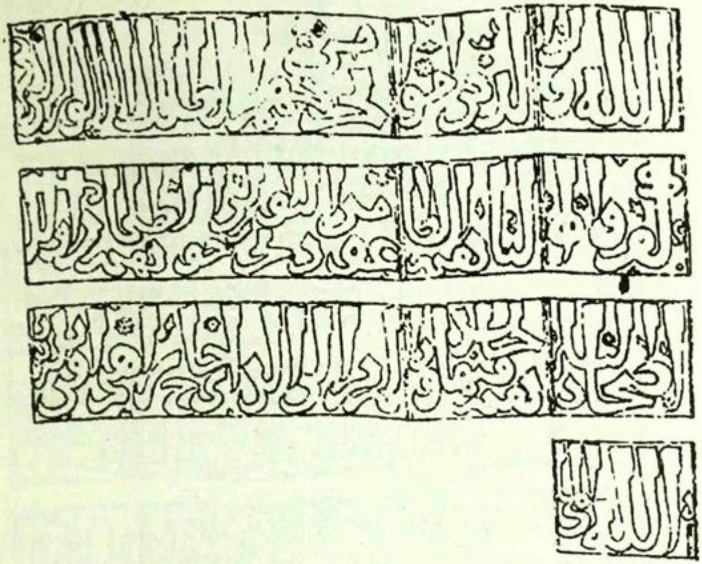

۱۰ نمبر کتبہ اصل نمبر ۸

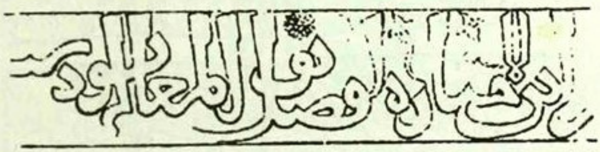

۱۱ نمبر کتبہ بالا دروازہ درجہ دویم اصل نمبر ۸

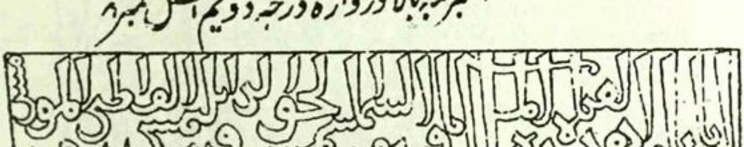

۱۲ نمبر کتبہ درجہ دویم عہد سلطان شمس الدین اصل نمبر ۸

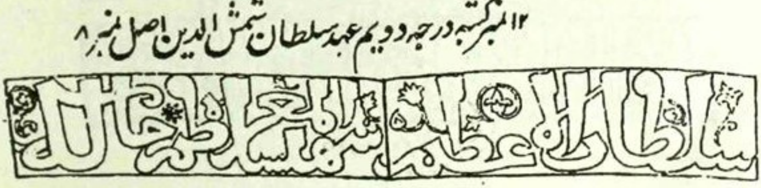

بالای دروازه درجه سوم

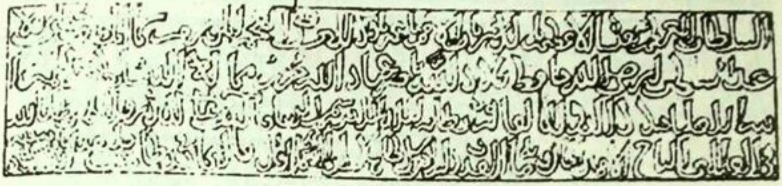

بر پهلوی درجه سوم

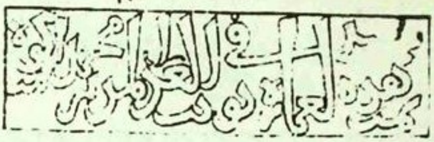

سطر درجه سوم

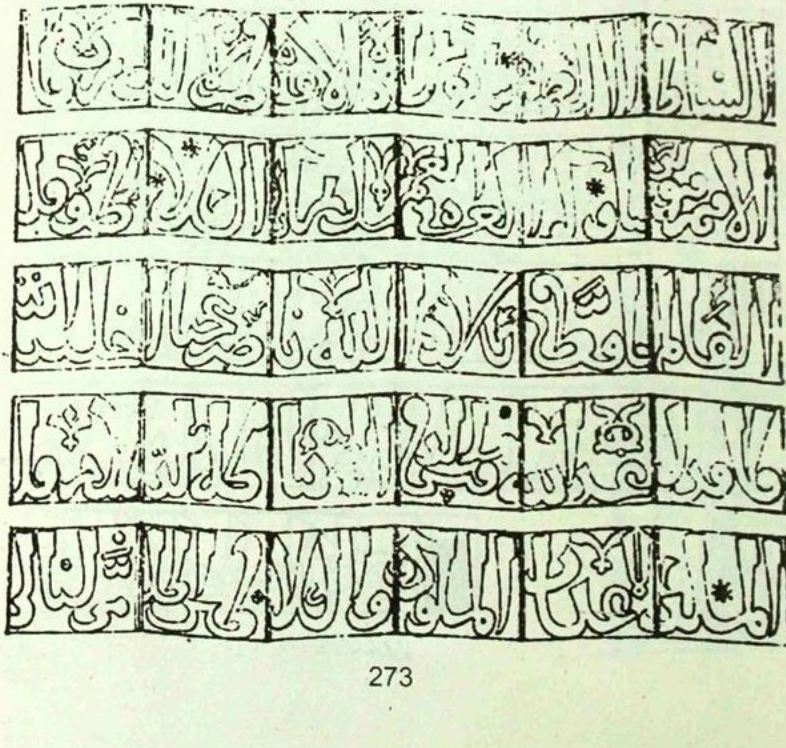

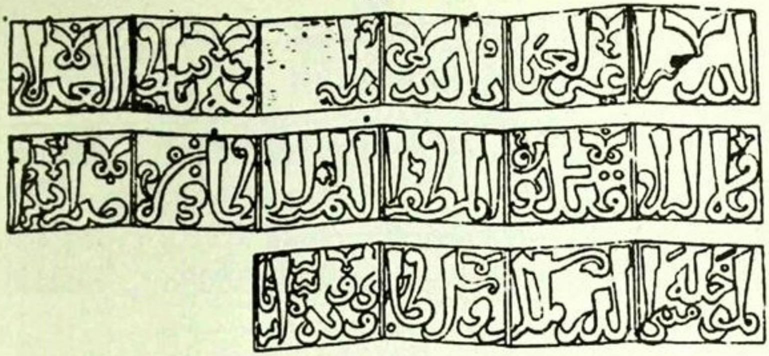

سطر درجه چهارم

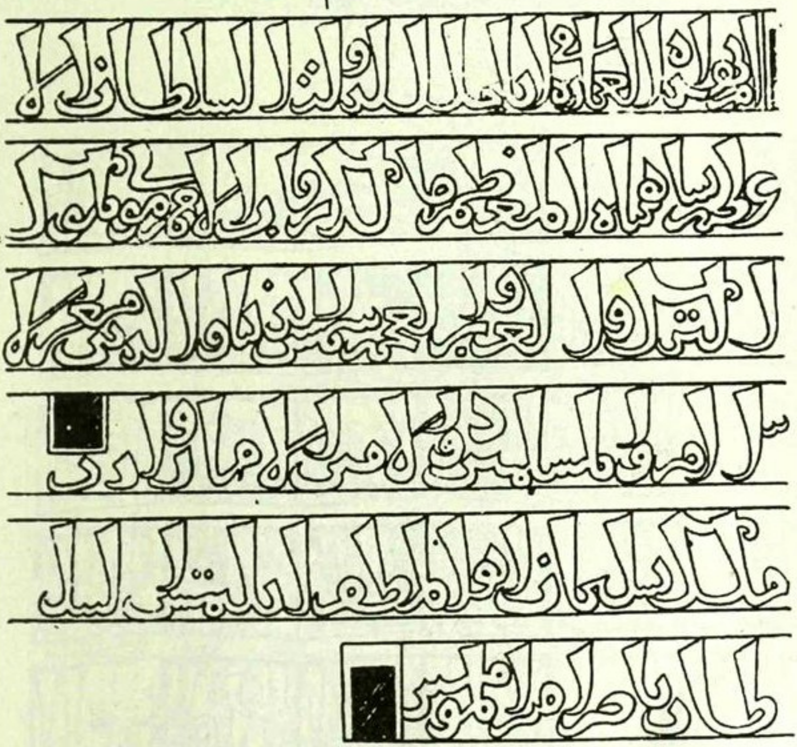

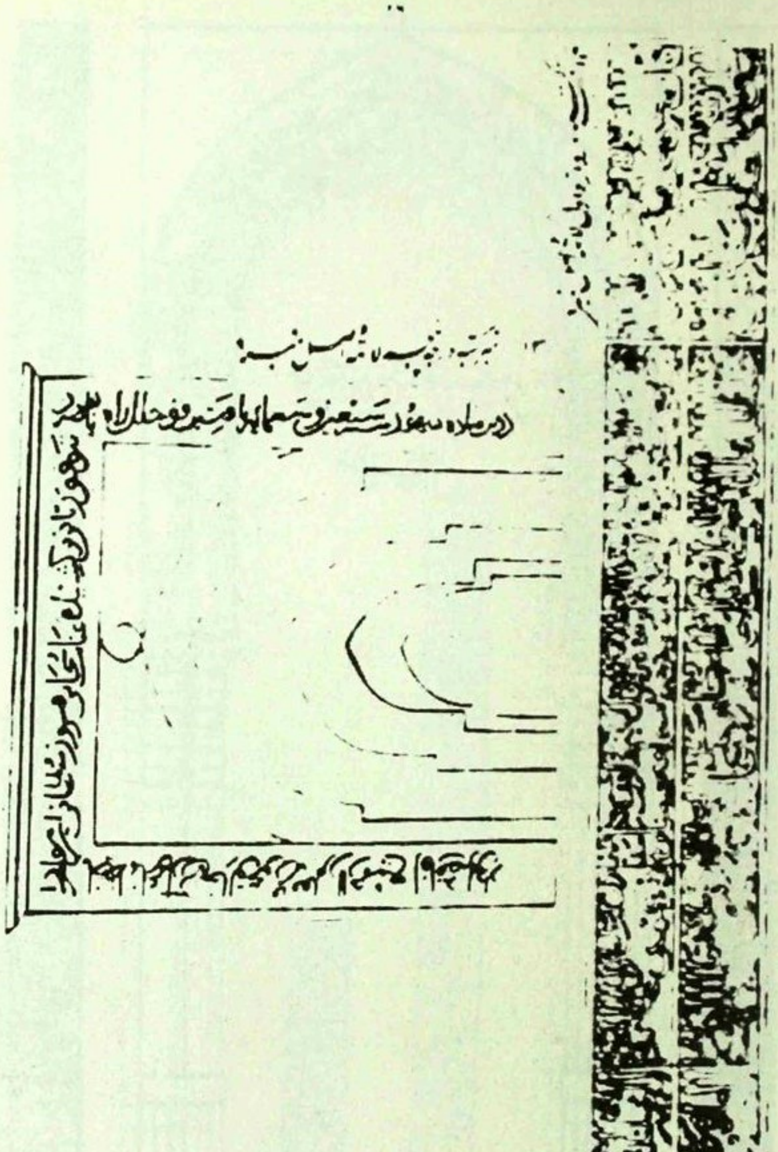

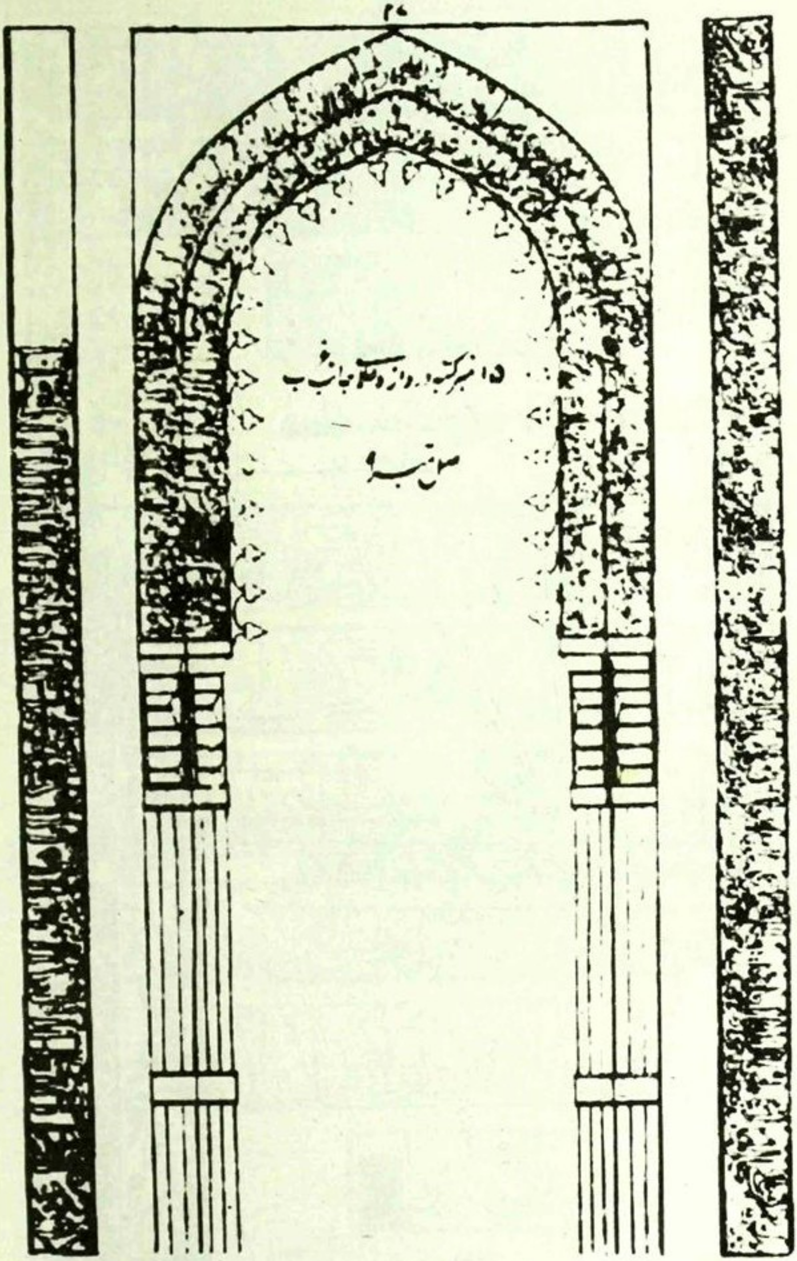

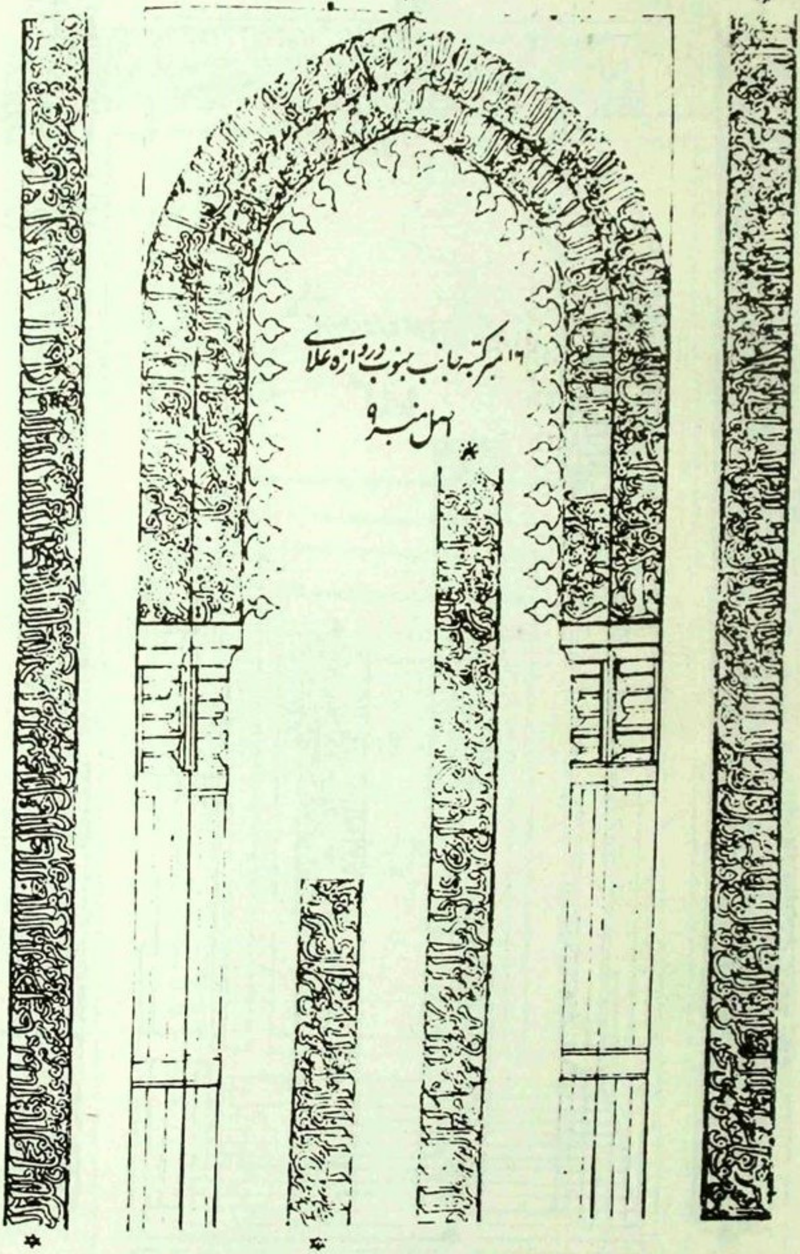
۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علائی
اصل نمبر ۹

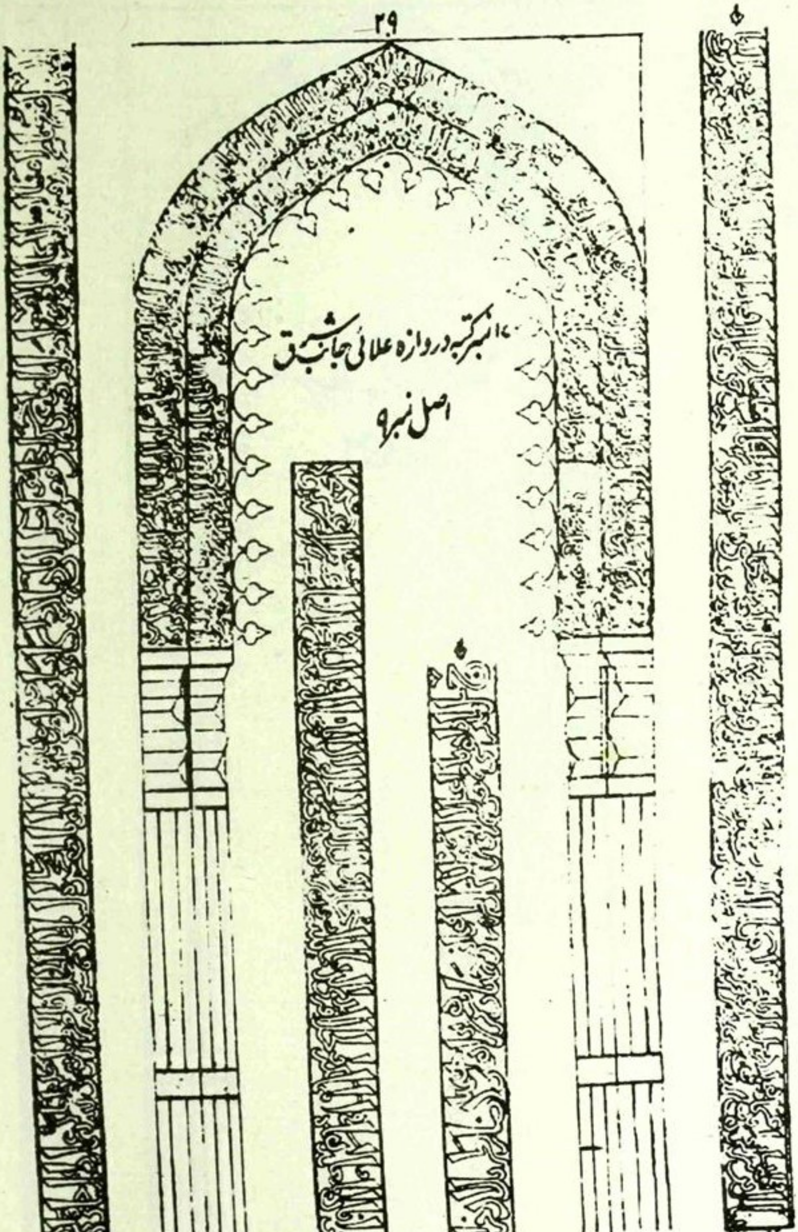
۲۹
۱۷ نمبر کتبہ دروازہ علائی جانب شرق
اصل نمبر ۹

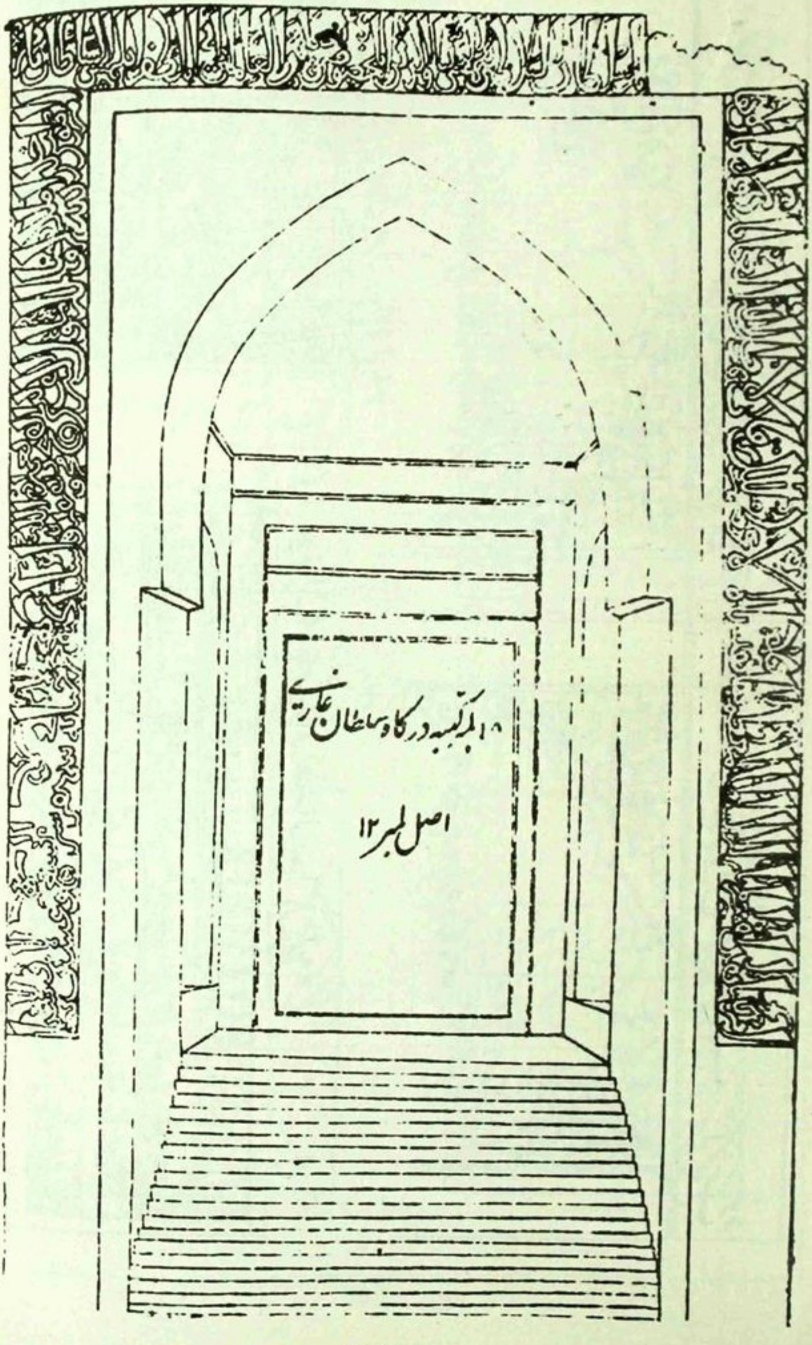
۱۰ کتبه درگاه سلطان غازی
اصل نمبر ۱۲

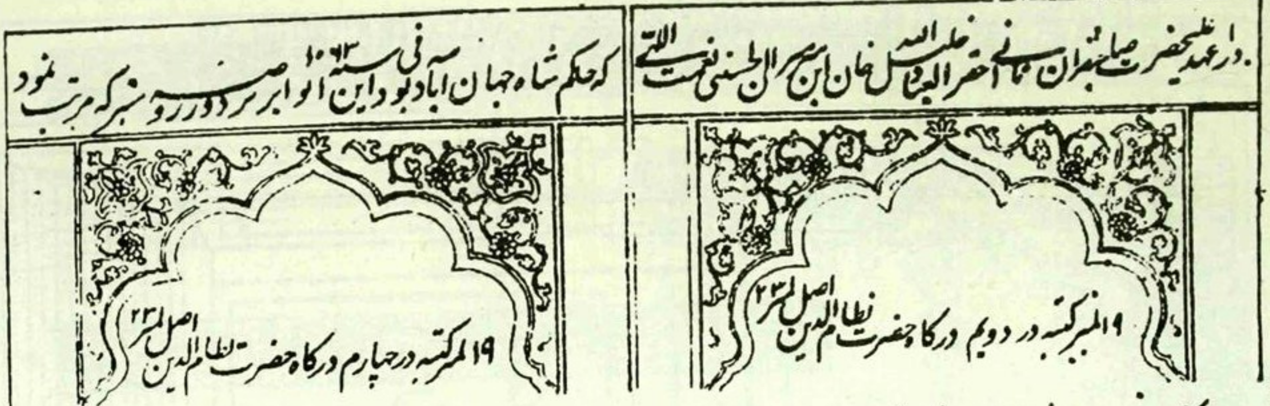

۱۹ نمبر کتبہ در دویم درگاہ حضرت نظام الدین اصل نمبر ۲۳

۱۹ نمبر کتبہ در چہارم درگاہ حضرت نظام الدین اصل نمبر ۲۳

۲۱ نمبر کتبہ دروازہ روشن چراغ دہلی اصل نمبر ۲۹

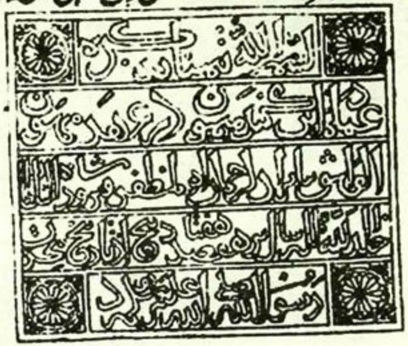

۲۰ نمبر کتبہ کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین اصل نمبر ۲۸

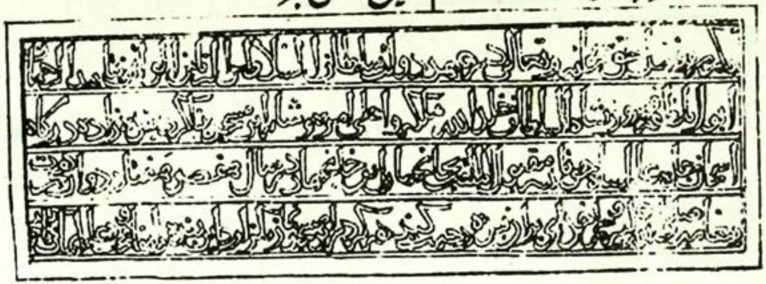

نمبر ۲۸ . کتبه های سنگی چینری — اصل نمبر ۲۵

یا فتاح

وقتی که بادشاه هفت کشور نور الدین
جهانگیر بادشاه غازی از دار الخلافه
آگره توجه سیر کشمیر جنت نظیر بودند
این مطلع را بر زبان الهام بیان گذرانیدند

الله اکبر

در بهیه حضرت جهانگیر شاه اکبر
عجب پر فیض جای کامرانیست
نشیمن گاه جنت آشیانیست
سنه ۱۴ جلوس جهانگیری موافق سنه ۱۰۲۸

نمبر ۲۹ کتبه های سنگی چینری اصل نمبر ۲۵

یا ناصر

چون این شهنشاه گیتی پناه از کشمیر دلپذیر
مراجعت نمودند و باین مکان فیض نشان
نزول اجلال فرمودند حکم کردند که
این حسن مطلع را نیز نقش نمایند

الله اکبر

همایون شاه ابن شاه بابر
که اصل پاکش از صاحب قرانیست
سنه ۱۶ جلوس مبارک
جهانگیری موافق سنه ۱۰۳۰

نمبر ۳۰ — کتبہ درگاہ امام ضامن — ۱۰ اصل نمبر ۵۳

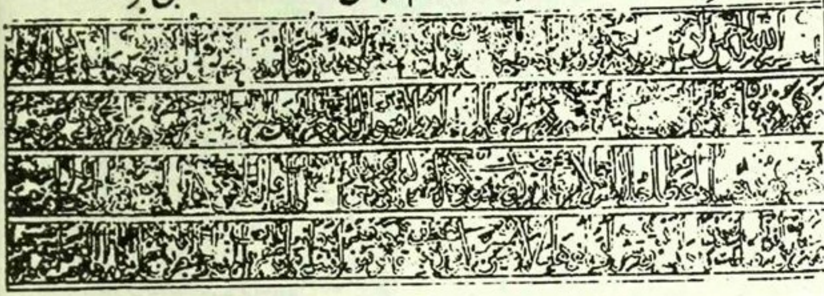

نمبر ۲۱ — کتبہ دروازہ قطب صاحب — اصل نمبر ۵۲

اللہ	محمد	ابوبکر	عمر	عثمان	علی	اللہ

از حکم بادشاہ جہان خسرو انام	گرد مزار خواجہ دین قطب فلک	تعمیر شد مجر زر باد منتظم
فرخ سپہر شہنشہ آسمان غلام	گرد دیگر روضہ و آدم و ملک	مانند قبلہ اشرف و چون کعبہ محترم

۲۲ نمبر — کتبہ دروازہ درگاہ قطب صاحب — اصل نمبر ۵۴

اللہ	محمد	ابوبکر	عمر	عثمان	علی	اللہ

[illegible]	از سعی کمترین غلامان شہریار	رفتند قدسیان بہ رہ بہشت عدن	[illegible]
	با اعتقاد معتقد کامل العیار	تاریخ یافتند حصار بہشت عدن	

۳۳ نمبر کتبه های مسجد زنانه قلعه — اصل نمبر ۵۵

۳۴ نمبر کتبه های رکن [illegible] — اصل نمبر ۵۸

سنگ این کتبه لم شد

۳۵ نمبر کتبه مقبره عیسی خان — اصل نمبر ۵۹

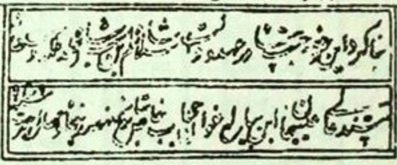

نمبر ۳۶ — کتبه منیر المنازل — اصل نمبر ۶۳

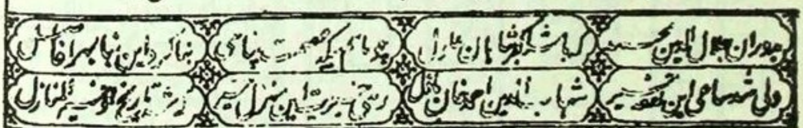

کاتبه [illegible] — اهتمام درویش [illegible]

۳۷ نمبر کتبه مقبره بکه خان. اصل نمبر ۶۷

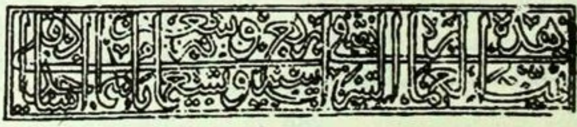

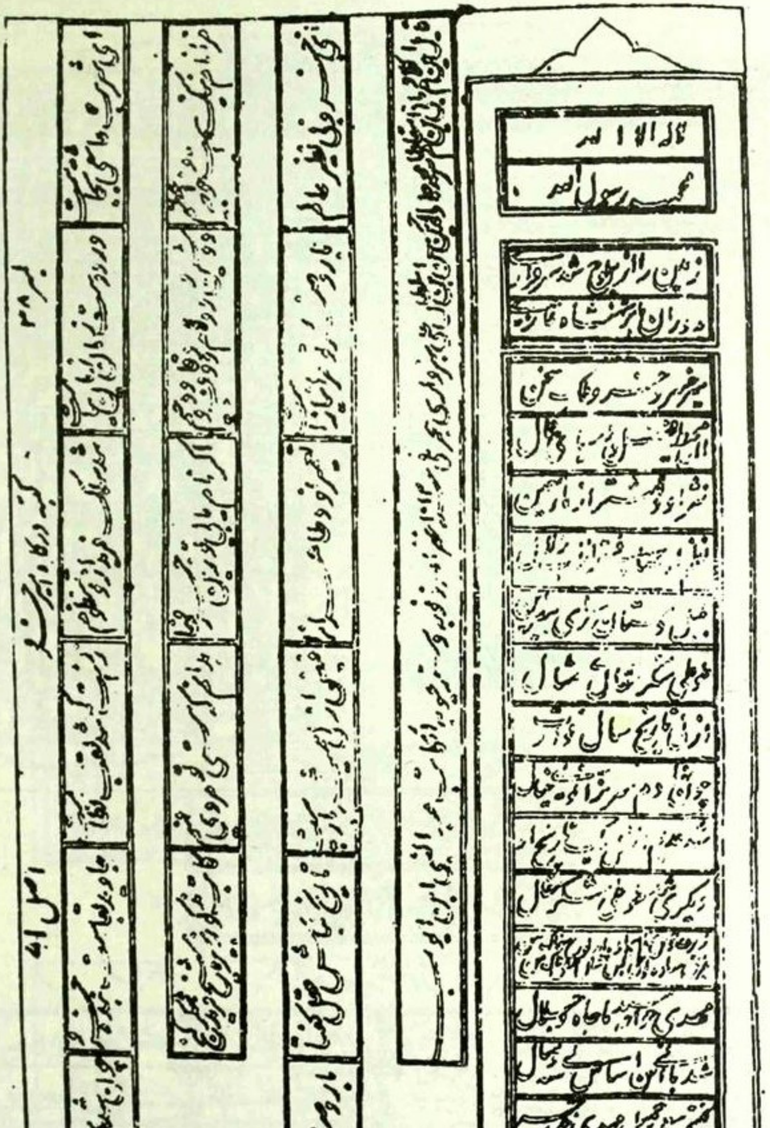
لا اله الا الله
محمد رسول الله

درچهارم

اکر نه طاق قبهٔ معمورهٔ اش جونی نشان	هیچ نتوان کفت غیر از کهکشان و آسمان
نه بودی قبه کر کردون نبودی تابنش	طاق طاق بودی اکر جفتش نبودی کهکشان

فروغ شمسهٔ بیش طاق جهان نمایش روشنی بخش مصابیح سموات پرتو کلس کنبد

عالم آرایش نور افزای قنادیل جنات سپهر سنده مرمرش جون صخرهٔ مسجد اقصی مرقات

درپنجم

مقام قاب قوسین او ادنی محراب فیض کستریش مانند صبح صادق کشاده بینه تابنی آرد رسان

ولقد جاءهم من ربهم الهدی ابواب رحمت ابتش مملوک اذن ربنا الی دار السلام

بمسامع خاص و عام رسانیده منار سپهر مدارش ندای و یجزی الذین احسنوا بالحسنی

ارنده رواق کنبد فیروزه فام کذرانیده سقف رفیع باصفایش تماشاگاه روحانیان کرهٔ افلاک

درششم

صحن وسیع دلکشایش سجده کاه پاک نژادان معمورهٔ خاک روح فضای فیض انتما

وطیب هوای روح افزایش از روضهٔ رضوان حکایت کرده وعذوبت ماء معین

حوض دلنشین نظافت امایش از چشمهٔ سلسبیل خبر داده در روز جمعه دهم شهر شوال

سال هزار و شصت هجری موافق سال چهارم از دور سبع جلوس میمنت مانوس بساعت خجسته

در هفتم

از طالع شایسته سرمایهٔ ابتنا و بنایهٔ تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی
کارپردازان کاردان کارگزار و فرط اعتنا و اهتمام کارفرمایان صاحب اقتدار و بذل جد
و جهد استادان ماهر دانشور و وفور کوشش پیشه کاران چابک دست صاحب هنر در انفاق
مبلغ دولت بر دیبه صورت انجام و طراز اختتام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عید فطر

در هشتم

بفر قدوم اقدس بادشاه ظل الله صافی نیت خداآگاه زیب و زینت گرفت و باقامت نماز عید
و ادای وظایف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید اضحی مرجع طوایف انام گردید
و مبانی اسلام و ایمان را متانت و رصانت کرامت فرمود سیاحان ربع مسکون
و مسالک نوردان کوه و هامون را آراسته عمارتی باین رفعت و حصانت در ابنیهٔ بقعه

در نهم

و مرآت خیال مرتسم نگشته و حقایق گزاران وقایع دهر و فکرت پردازان نظم و نثر را
که سوانح نگاران بدایع ارباب ملک و دولت و صنایع شناسان اصحاب مکنت و قدرت اند
افراخته بنائی باین شکوه و عظمت بر زبان قلم و قلم زبان نگذشته فرازندهٔ کاخ هستی
و طرازندهٔ بلندی و پستی این بنای رفیع را که قرة العین بینش و زینت بخش کارخانهٔ آفرینش است

پایدار دلنشینه صدای تسبیح مستمعانش را هنگامه آرای ذاکران مجامع ملکوت و زمزمهٔ

تهلیل مهللانش را نشاط افزای معتکفان جوامع جبروت دارد و رؤس منابر معمورهٔ جهان را

بخطبهٔ دولت جاوید طراز این پادشاه دین پرور که بیمن ذات مقدس مبارکش ابواب

امن و امان بر روی روزگار گشاده است آراسته داراد بحق الحق و اهله

۲۳ نمبر — کتبهٔ مسجد اکبرابادی — اصل نمبر ۸۸

این مسجد فیض انتما و سرای راحت جا و حمام نظافت ما و جولات دلگشا که عبادتگاه حق پرستان و کار

و مفرح افزای مترددان اقطار و متکدهٔ اسماسیان از النفع زمینیان بنسبت در عهد مهد سعادت پادشاه اسلام کرم سیف انام

سلیمه و الابایه بر دکار خلیفهٔ برگزیدهٔ کردگار رحمت ذی الجلال مظهر اتمّ داد ارباب همال

ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان پادشاه غازی پرستار صاحب پادشاهی پرستندهٔ بالاخلاص ظل اللهی

موفقهٔ خیرات و مبرات محررهٔ سعادت و حسنات اعز النسا مشتهره باکبرابادی محل بفرمان معلی بنا کرد و بجهت ابتغاء رضای الهی اوقاف

تو آخر حاصل سرای محتوی بر مسجد با حقوق و مرافق داخله و خارجه لازم شرعی وقف نمود و مقرر ساخت

که اگر بمرمت این امکنه احتیاج افتد آنچه از حاصل موقوف بعد الترمیم باقی ماند بخدمهٔ مسجد و حمام

و طلبهٔ علم رسانند و الاتمام را بجماعهٔ مسطوره بدهند این منازل منیعه در عرض دو سال بصرف

صد و پنجاه هزار روپیه آخر شهر رمضان المبارک سال هزار و شصتم هجری مطابق بیست و چهارم

سالِ جلوسِ عالم آرا صورت انجام پذیرفت ایزد تعالی اجر این خیر جاری و نفع باقی برو

فرخندہ آثار پادشاہ دین پرور حق گزین حقیقت گستر و بانیہ این مبانی

عامرۂ این مغانی عائد گرداند آمین یارب العالمین

۴۵ لمبر کتبہ قبر زیب النسا بیگم اصل ۱۰

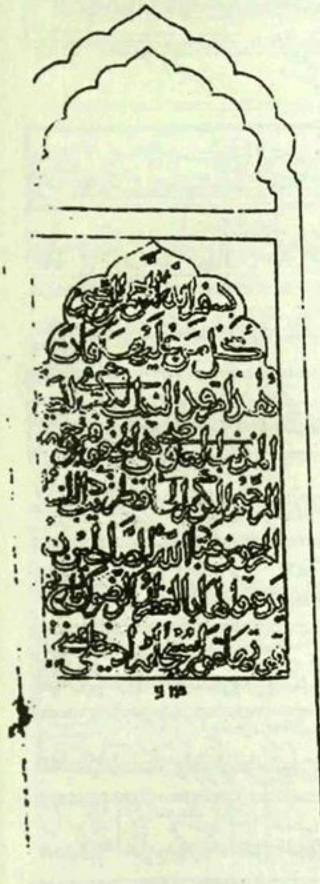

۴۴ لمبر کتبہ قبر جہان آرا بیگم اصل لمبر ۹۴

۲۸ نمبر کتبہ سنہری مسجد کوتوالی اصل نمبر ۱۰۵

بنام روشن الدولہ ظفر خان	خدایا هست لیکن در جہان ارسلان	شد این مسجد بزینت در جہان طاق	بہ قدر شاہبیگان قطب آفاق	سلیمان فر محمد شاہ داور	بعہد بادشاہ ہفت کشور
				ہزار و یکصد و سی و چہار است	تاریخ ز ہجرت تا شمار است

۲۷ نمبر کتبہ مقبرہ نواب غازی الدین خان اصل نمبر ۱۰۳

بسم الله الرحمن الرحیم	جزای عمل ماند و نام نیک	نہ بر لوح نقشی بماند ولیک
	بیاد حسنات نواب اعتماد الدولہ ضیاء الملک سید فضل علیخان بہادر سہراب جنگ	
	کہ یک لک و ہفتاد ہزار روپیہ برای ترقی علوم در مدرسۂ واقعہ دہلی خاص مولد و موطن	
	خویش بصاحبان کمپنی انگریز بہادر تفویض نمودہ اند منقوش گردید در سنہ ۱۸۲۹ عیسوی	

۲۶ نمبر کتبہ قبر زینت النساء بیگم اصل نمبر ۱۰۱

	الله
قل یا عبادی الذین اسرفوا علی	انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ الله
ان الله یغفر الذنوب جمیعا	انہ ہو الغفور الرحیم
[illegible]	[illegible]
امید احسن خانم فاطمہ تمیمہ النساء بیگم	بنت بادشاہ محمد محی الدین عالمگیر غازی
انار الله برہانہ	سنہ ۱۱۲۲

۲۹ نمبر کتبہ مسجد شرف الدولہ واقع دریبہ اصل نمبر ۱۰۶

در زمان خورشید سریر	ناصر الدین محمد شاہ	شرف الدولہ بنا فرمود	این و بیت الشرف عالم	سال تاریخ بنا گفت خرد
ظل حق بادشاہ زمان	تیغ او کفر شکن دوران	مسجد مدرسہ عالیشان	ہمچو سعدین فلک کردون	قبلہ حاجات کیشان ۱۱۴۵

۵۰ نمبر کتبه باغ محلدار خان اصل نمبر ۱۱۰

بر برج تولیه

بسم الله الرحمن الرحیم

بفضل خدا و رسول زمن	چنان رسته بازار تولیه	ز هاتف ندا آمده این چنین
بنا کرد ناظر محلدار خان	که ماند بدوران گیتی نشان	که باشد ابد مستقل این مکان ۱۱۴۱

بر دروازه

خداداد سعد آرزو در جهان	بنا گشت از فضل حق این مکان
پی باغ تاریخ نعمت عیان	فدای محمد محلدار خان
به نذر خدا کرده باغ جنان	غلام نبی ناظر محلدار خان

۵۱ نمبر کتبه مسجد روشن الدوله واقع قاضی واره اصل نمبر ۱۱۲

شکر حق کز [illegible] فیض سعید عون فانی پناه	شاه بیکه من سند کامل ولایت دستگاه	در زمان شاه سکندر نشان جمشید قدر	معدلت گستر محمد شاه غازی بادشاه
روشن الدوله ظفر خان صاحب جود و کرم	کرد تعمیر طلائی مسجد عرش اشتباه	مسجدی کاندر فضای صحن قدرش آسمان	کرده از خط شعاع مهر جاروبی بکاه
حوض صاف او نشان از چشمه کوثر دهد	هر که از آبش وضو سازد شود پاک از گناه	سال تاریخش رسا فی از الهام غیب	مسجدی چون بیت اقصی محیط نور اله

۵۲ نمبر کتبه باغ ناظر اصل نمبر ۱۱۳

بسم الله الرحمن الرحیم	بفرمان محمد شاه عادل	که برفرش در تاج و ترک	بنای گلشنی در قطب دین	که گلهایش ز رضوان دارد ناک	بود سرسبز دایم روز افزون
بحق سوره صاد و تبارک	پی تاریخ سالش گفت هاتف	خدا باری بود دایم مبارک	سنه ۱۱۶۱ هجری بعد سلطنت	سنه ۲۱ جلوس مبارک محمد شاه	

۵۳ نمبر کتبه سنهری مسجد زیر قلعه اصل نمبر ۱۱۷

شکر حق در عهد احمد شاه غازی بادشاه خلق پرور دادگر شاهان عالم را پناه	مسجدی کرده بنا نواب قدسی آستان باد دایم فیض عام ان ملائک سجده گاه	سعی نواب بهادر صاحب لطف و کرم ساخت تعمیر چنین جا و بعالی دستگاه	چاه و حوض صاف مسجد آبرو بخش [illegible] هر که از آبش طهارت کرد شد پاک از گناه	سال تاریخش چه خرم گفت از الهام غیب مسجد بیت المقدس مطلع نور اله

۵۴ نمبر کتبہ مقبرہ منصور رسل لمبر ۱۱۹۸ھ

اللہ

جوان تمند ... مردی	ز دار فنا گشت رحلت گزین
چنین سال تاریخ او شد ادا	که ماوا تقیم بهشت برین ۱۱۹۷

۵۵ نمبر کتبہ قبر لمن پور پرگنہ شرقی جوڑ ہاہنیں جانا

واضح ہو کہ یہ سب کتبہ بہ سکاری میرزا شاہ رخ بیگ معصوم ساکن تہامہمان آباد بلیا بستہ نوی ہیں۔

[illegible]

सृजति रक्षति संहरतीह यस्त्रिरयति प्रतिबोधयति प्रजाः समभवत्तामभवत्तापहरो ह
रोभवत्तुभर्भवितभावुकभावकः १

अभोजितामरैराह्मैचौहानोत्सद

नेतरे हरिवानकभूरेषा शाकेन्द्रैः शाम्यंत पुना २ आदौ साह्वदीनस्ततः परं धुद
वदीनभूपालः जातो यस्मस्मदीनषोरनसादिवं भूवभूमिपतिः ४ पश्चाज्ज
लालदीनस्तदनन्तरमजनि मोजदीननृपः श्रीमानल्लावुद्दीनोन्नपतिवरोनसर
दीनएथ्वीन्द्रः ५ आगौराहृज्जाणान्तं दूराविडजनपदान्सेतुबन्धात्समन्तादन्त
सन्तोषपूर्णोसकलजनपदे प्राज्यसौराज्यराज्ये यस्मिवायत्नयामह्दितिपतिम
कुटोघट्टनभ्रष्टरत्न ज्वालाजालप्रवालैर्वहतिवसमती वन्यवासन्तलीलीम
६ गंगासागरसङ्गमं प्रतिदिनं प्राच्यां प्रतीच्यामपि स्नातं सिंधुसमुद्रसंगमम

२

होयस्सैन्यसाधयति होलान्दोल्लितपाणिकंकणरणत्कारेणवाराङ्गनाः यास्माया
निवनिभं यः यदुपयाप्त्विजाम्बराडम्बराः ७ यस्येनाग्रसरत्तुरंगमखुरप्रक्षोभ
विक्षोभिताः पात्रूनत्रनिवारयन्निपुरतोदूरेणभूरेणवः सोयंमप्रसमृद्धमद्रिनम
हीहारावलीनायकः श्री ओरगयामदीननृपतिः साम्राज्यमज्जृम्भते ८ यस्या
टीवेगधावत्तुरगखुरपुटाघातसंचूर्णमान क्षोणीरेणुच्छटाभिः कवलितककुभि
व्योम्नि सच्छायमनिं आदित्यस्यप्रतापः करनरविसरदीप्तिभिः साकमस्तं याति
प्रायेणराजप्रभृतिषुगणनाकावराजौदिवावा ९ यस्मिन्दिग्विजयप्रयाणकपरे
गौडानिराडम्बरा रथ्यायंप्रपरायणाः भयवशान्निष्केलयः केरलाः कर्णाटाश्चपिक
न्दराश्रयपराभ्रष्टामहाराष्ट्रका स्यक्तोज्जाः किलगुर्जराः समभवन्लाटाकिराटा
इव १० अस्मिन्राजनिविश्वालिहितानितलंपोषोपिनिःशोषतो भूभारंसमपास्यवैसवम
हाणाथ्यापदंसंस्थितः नहर्मीवक्तामिस्तोपिविस्मरयुनामक्तिप्यरक्तावियो चिंतासंतति

मामद्रुःखजलधिंविद्राव्यनिद्रायते ११ अस्यानेकमहापुरीशासनपरेराज्ञोमनोहारि
णी ढिल्लीनाममहापुरीविजयतेभल्लीवविद्वेषिणां यः एषीवविचित्ररत्नमिल
यात्रौ दिवानंदिनी यापानात्स्वरीवदेत्पनिलयामायेवयामाहिनी ९ स्त्रीयो
गिनीपुरमितिप्रथितनामिधाने ढिल्लीपोरपुरपतिः सकृतीबभूव श्रीमानधेयरउ
णाणाश्वरपेनदोषो धीमान्नुदयमनिरुद्दनामधेयः १३ वितमाविपाशाशानदू
८ मिताभि मिलित्वामलाचन्द्रभागाविभाग्ना पुरस्तादुदस्तैस्तरंगैररंगै स्थिनायत्रसिं
धुःस्वबंधुःस्वबंधुः १४ सुधामधुमधासीयु मधादिविसधारसः येनसिंधुसधापी
नानस्मृस्नानसधाप्यधः १५ नस्मिंधुक्विव्यसुधयापरिधौतभूमि हारस्यलेसकलपा
पहरेपवित्रे उद्धरुद्धद्विहसत्यमरानवनीमा मस्वापुरीस्तरयुनीतदवासिनीस
१६ नस्यामस्यपितामहुहरिपालसमितिनायपोराजः दुल्लहरस्तज्जनकः किंपुरस्यपि
तेतिपितबंधः १७ उद्धरमामार्षदीपयुपुत्रीपयुपितामहरिचन्द्रः उभामहणेसम

नकःसहदेवस्ततःसतोलस्ततः १८ तोलपितायाश्वरःसिंहस्ततोगौरपुत्रइति वंशाव
लीतिप्रथितेप्रबंधेवंशाद्वयंपूर्वमभाणिसम्यक् अत्रापितस्यस्मृतयप्रशस्तौनामा
निकामंप्रतिपादितानि १९ दुष्टाद्यानक्रियाप्रक्रिमलपात्रितस्तोस्ययोषितः राज्ञश्रि
यारत्नदेव्याजाजल्लाख्येष्टगेहिनी २० तस्याश्चपुत्रोहरिराजनामाकायेनवाचामन
सापिविन्नः ख्यातश्चतुष्षष्टिकलानिधानंप्रत्यक्षविस्रम्भमवनैकजिह्व २१ अस्यानु
जौचश्रियरराजजैत्रसंज्ञौसमंवीरइयार्विभातः स्वस्त्रापरस्याश्चपिमध्यमायाः पुत्री
२ पुरांभूद्धनवस्तुदारा गुणराजभूपतीश्चपिपुत्रौद्वौनदन्तरत्नदेव्याश्चहरिदेवोनाथ
इतिख्यातः पुत्रोपिकन्यान्या २३ उत्तमराजःपुत्रःसाउलीपुत्रिकेत्यपत्येचमल्ल
लनाशाखाफलकुडम्बकंकल्पविटपिनोस्यान्यम् २४ स्थानेस्थानेधर्म्मशाला
विशाला काकानेनाकारिसत्रादिकञ्च किंत्वत्रापिश्रालपायश्रमार्त्तिच्छेत्रोदेत्रा
वापिकाकाप्यकारि २५ पालंवग्रामपूर्वेचकुस्तंभपुरपाश्चिमे कृतात्रकृतिना

वापीकस्नमोहापहारिणी २६ पीनोत्तुंगपयोधरा परिलुठघाराम्बलीविभ्रमा नष्टा
भ्रम्यदनेक कामुकजनविश्रामशालिनिसदा फुल्लन्मौलिनरुप्रसूनपटलश्रेणीश्रि
यामोद्दिता वापीकापिमहाम्बुदंदिघ्यात्वःकांतेवकांतादृष्ठा मानसमपिहसति
सतांनिजप्रसादेनकलुषमयि वितत्यानिजविश्रांतविधात्रीविधेवाध्यात्मवेदिनां
भवति ७९ अस्तस्व स्तिसमस्तवस्तुविषयाभोग्योपभोगात्मभिः भावैःपुत्रकलत्र
मित्रजननायुक्तायुक्तात्मनो भक्तायोवरठक्कुरायमहतेस्वर्गापवर्गोदया न
न्द्रोयेन्दुकलावतंसचरणद्वंद्वैकनिष्ठात्मने २९ अखण्डप्रकाशेनयोगीश्वरेण
प्रशस्तिःकृतापंडितेनप्रशस्ता समस्ताश्रिषामेकपात्रस्यवापी विविक्तस्त्वि
स्तारयन्वुद्रस्य ३० सम्वत्सरेस्मिन्श्रीनृपविक्रमार्कस्य १२ २३
॥ ठ १ कि स्नुसरील सरि उ ११ रहिडरी सु ११ ७० रेउ ॥ धं राकासठि
। लीस्वेकु धंषियलंभयवेसउ ॥ रे ७ भंसि स्रठविमे मा उसारिसांउ

५ हिवरुड ७० मैठाछिकि म्रुउकिठ लु मैमाद्ड मिक ७० कुसेमि
डरि ५ धरि १० करडुं ठं पैमहदह उेड म्रुगल्मरि फुमैपखिड ॥ च ७०
कुसाम्नं नमउ

ترجمہ

جو شیو جگت کو رچی مالی ماری ہلاوی اور جتاوی ہو شیو تمہارا خواستہ بہار کی نجشو ۱ یہہ ہر بانک ہو یعنی اندر پرست کی زمین کی اول تو ور راجہ ہوئے
بعدہ چوہان اور حال مین یہان سلمان راج کرتی ہین ۲ ادن سلطانون مین اول شہاب الدین پہر قطب الدین پہر پال یعنی راجہ ہوئی بعدہ شمس الدین فیروز شاہ
بہوم بت یعنی راجہ ہوئے ۳ پہر جلال الدین اور پہر معز الدین بعدہ اور سکے علاو الدین راجاؤن مین سرکش ہوئے ۵ گور بنگال اور دروڑ دشمن اور سب بند
رامیشور سے غزنین تک جتا ملک ہے سبب خوبی سلطنت جس کے صبری پر دل اور سکی خدمت مین پرانی ہوئی راجاؤن کی تاجون سی اور گری
ہوئی جواہرات کی روشنی سی تمام زمین شل بسنت رت ہو گئی ۶ جسکے فوج پورب کیطرف سمندر سی ہوئی گنگا مین اور رحیم کو سمندر ملے اتک مین گر و ر
سمانی کو جاتی ہی اور سکی طلوع ہونی یعنی اور رنگ نشین ہونی سی ہاتر لوک بی رنگار نگ لباس اور زیور پہنی ہوئی بطور رقص ہاتون کو اوٹہاتی اور کہاتی
کنگنون کی جنکار کرتی بیخطرہ اتی جاتی ہین ۷ جسکے فوجکی اگی چلنی والی کہوڑون کی سم سے اوٹہی ہوئی گرد پہلی سی بہلی دشمنون کو کرتے دور

سو یہ سات سمندر والی جو زمین ہی شل ہار سات لڑکی اوس کا نانک یعنی مالک میر غیاث الدین اجاراج کرتا ہی ۹ جیسے کہ دریا و من ورتی ہی دونی

سونی جو کہو رہے اوس کی ہم سی ہو کر ہو کر موتی جو زمین اوسکی جو در رہ اوسکی اجماع سی تمیز اطراف عالم کا نہین رہتا اور جیسے آسمان چہا یا جاتا ہی اوسوقت

روشنی آفتاب بہت نہین رہتی تو ہزاور راجاون کی کیا نوبت ۹ جیسے کہ اطراف عالم کی فتح کرنیکو روانگی کی وقت کو ردیش والی بی بان ہو گئی

اور رندسر دیش والی واسطہ اپنی بچاو کی سوراخ زمین تلاش کرنی لگی اور بسبب خوف کے کیرل دیش والی سب کہیل بہول گئی اور کرنات دیش کی ہار کے

کہوہ مین جا رہی اور مہاراشٹر یعنی مرہٹہ برہنہ یعنی بطریق ہو گئی اور گجرات کی لوگون نے اناج چہوڑ دیا اور لات لوگ شل گرات یعنی منیون کے

اجسوقت کہ اوسنی تمام روی زمین کا بار اوٹہایا یعنی پرورش اور انتظام مین مصروف ہوا اوسوقت سے مہاراج نی سب زمین کی بار کو چہوڑ کر نوبت کے

وقت کے بستر کو تکیہ کر کی مہیہ رہے اور خود یشن ہکو ان ہی لچمن جو کو اپنی سینہ مین لیکر دنیا کی پرورش کی تردد کو چہوڑ کر سوتی ہین ۱۱ اور صدہا

بڑی بڑی شہر دکہا جو یہ رجہ ہی اکی دہلی نام ایک بڑی لوری یعنی شہر سب سے غالب ہو رہا ہے کہ جو دشمنون کے واسطہ شل نیزہ کی اور جس طرح زمین

تمام جواہرون کی ہی ویسی یہہ دہلی کان سب جواہرات کی ہی جو بہشت کی طرح خوشی والی اور مال کو ری کی طرح دہسون گئی زہی کا مکان ہی اور

قدرت کی طرح بہلائی والی ۱۲ اوس دہلی شہر مین جو جگہہ جو کنی پوری یعنی جو کی پوری کہلاتا ہے وہان کو پرتی یعنی زمیندار تنگ بخت دانشمند صنعت

موصوف اور بی غیب عقل مند مخیر اوہ در نام ہوا ۱۳ ساہو اور بہ ماشا یعنی بیاہا اور شت دروپدی ستیج اور جند رہا کا یعنی [illegible]

ملک سمندر یعنی اٹک جس جگہہ ریری ہو، ہمیشہ بون سی یا تو جہن بہتی ہی ۱۴ جسنے سمندر یعنی اٹک کا پانی کہ مثل آب حیات ہی پیا اوسکے
نزدیک شہد و شراب اور امرت کچہ حقیقت نہین بلکہ کیان امرت ہی ۱۵ اوس سمندر کی پانی سی دو ہی دہو لی جو زمین آلایش جسکے سب
گناہون کی دور کرنی والی اور ماک اوسپر ایک روح نام شہر ہے کہ جو گنگا کی نزدیک ہوئے والی امراوتی یعنی بہشت کو ہنساتی ہے ۱۶
اوس روح مین انس اودر کا باپ سری پال نام ہوا جسکا باپ سسو راج اوسکا باپ ولہر اوس باپ کی پوت ہوا یہہ نسب نامہ اودر کا ہے ۱۷
اودر کی ماکا نام حدی سو پرتہو کی دختر پرتہو کا باپ سرشن حدر اوس کا باپ اوچا من اوچا من کا باپ سیدہو سید ہو کا باپ تول ۱۸ اتول کا باپ
اشو سردہ اشو سرسکہ کا بیٹا اور کورکا پوتا ہوا یہہ حسب نامہ یعنی ننہسال اودر کا اگرچہ می سادلی نام کرنت یعنی کتاب مین درج ہوئی ہی لیکن نہین
بیان ہی و اسطہ یاد دہشت کی نام لکہدئی ہین ۱۹ جس امر کی جان بکا ارادہ کری اوسکے جان بکی طاقت اور جس امر کی کر بکا ارادہ کرے
اوسکے کر بکی طاقت اور جابہیہ تہون جسکی مطیع اور تابعدار مثل روجہ کے رہے ہی اور رتن دیوی ان دونو رانیون سمیت جسکی بڑی رانی
جاجلا نام ہے ۲۰ اوس جاجلا کا بیٹا سری راج نام کہ جوتن من جپن کر کی پاک اور جو [illegible] کلا ون کا گہر شور ہے اور جسکی لشکر ظاہر اور اکیلا ہی
قابل فتح یابی تمام ملک کے ۲۱ اوسکے بہائی دو ایک تو استہر راج اور دوسرا جی انتر بیرا نام اپنی بہن سمیت سو بہادو مین اور جو پہلے
رانی ہے باہیہ نام اوسکے ایک دہن وتی نام دختر پہلی ہوئی ہیت مخیر ۲۲ اور اوسکے تہی کن راج اور بہو پتی دو بیٹی ہوئی اور رتن دیوی کی ہر دو

عرف نانہہ ایک تہا سو اور ایک دختر اور ہوئے ۲۳ اور اوتم رانی تہا اور ساولی نام تہی رتن بوئے کی اور ہوی سو اوودر نامی درخت طوبی کی اس طرح بیخ اور شاخ
اور برگ اور بر کا انتشار تہے ۲۴ اس حکب وغیرہ کے کرنیوالے اور دور نے بہت سے جگہہ بری برد سرم لا بنایا اور اب جگہہ بہی تنگی ہوئے مسافرونکی رنج دور کرنی والی اور طلوع
ہونی والی اوودر نے بنجارائی ۲۵ پالم کانوکی پورب مین اور کسبہ اور کے بیچ مین اس نکبحت نی باودر نے بنوائی سب دکہہ کے دور کرنی والی ۲۶ ادمی اوہی
پورا ہوکر ہوے ہمیں ہو دسرینی جگہہ پانی کی رکہنیکی جسکو کوتی اور کہل کہتی ہین اور ہوری ہوئی ۲۷ اوتی یعنی لہرونکا مجمعہ جس مین اور رہاسی ہرتے ہوتی بہت لوکونکو قیام اور
ارام دینی والی بہولی ہوتے ہین سکر جنکی ایسی درختون کے بہونی مجمعہ کے ارائش اور خوشبو سے خوش ہوہی ایسی ایک نے باودر نے شل بران عورت کے انکہون کو ۵
پیارے ہم کو خوبی بخشتو ۲۷ یہہ باودر نے اپنی خوشی سی اچہی لوکونکی من کو بسی ہوے معنا اپنی لولوکو ارام دیتی ہوے کہان ہے باکیطرح یہہ باودر نے ہیے ۲۸ بنیا اور جورو
اور رعایا اور مال خزانہ سمیت اوس اوودر کی جس نے واسطہ بہشت اور مکت یعنی لامکانکی واسطہ دہان شیوجی کے چرنون مین لگایا خیر ہو جیو ۲۹
الکہدر کاش نام جو کیشو ر پنڈت نی یہہ اشلوک جس سے تا ابد نام رہے بنائی سب عالمون کے لائق ایک ظرف جو یہہ اوودر نے اسکا چہپا ہوا بخش
یعنی نیکنامی کو یہہ باودر نے ظاہر کرو سمت ۱۳۳۳ بکرماجیت

نقول از بعض کتیبه ها

نقل کتیبه نمبر ۴ این حصار را فتح کرد واین مسجد جامع را بساخت بتاریخ فی شهور سنه سبع وثمانین وخمسمائة امیر اسفهسالار اجل کبیر قطب الدولة والدین ایبک سلطانی اعز الله انصاره و بست وهفت اله بتخانه مرکبی در هر بتخانه دو یا هزار بار هزار دلیوال صرف شده بود درین مسجد بکار بسته شده است خدای عز وجل بران بنده رحمت کند هر که بر نیت بانی خیر دعاء ایمان گوید

نقل کتیبه نمبر ۹ الامیر الامرا الاسفهسالار الاجل الکبیر الدولة قطب

نقل سطر دوم کتیبه نمبر ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم اعدل السلاطین فی العالم معز الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین باسط العدل والاحسان فی الثقلین ظل الله فی الخافقین الراعی بعباد الله الحامی البلاد الله المؤید من السماء المنصور علی الاعداء علاء الدولة القاهرة جلال الامة الباهرة فلک الملة الطاهرة سلطان البر والبحر محرر ممالک الدنیا و مظهر کلمة الله العلیا السکندر الثانی ابو المظفر محمد بن سام ناصر امیر المومنین خلد ملکه وسلطانه وبعلی امره وشانه

نقل سطر چهارم کتیبه نمبر ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم سلطان السلاطین فی العالم غیاث الدنیا والدین معز الاسلام والمسلمین محیی العدل فی العلمین علاء الدولة القاهرة فلک الملة الطاهرة جلال الامة الباهرة شهاب الخلافة باسط الاحسان والرافة فی الثقلین ظل الله فی الخافقین الحامی لبلاد الله الراعی عباد الله محرر ممالک الدنیا مظهر کلمة الله العلیا ابو المظفر محمد بن سام قسیم امیر المومنین خلد الله ملکه

نقل کتبہ نمبر ۱۰ متولی ابن منارہ فضل بن ابو المعالی بودہ است .

نقل کتبہ نمبر ۱۱ امر باتمام هذه العمارة الملك المويد من السماء شمس الحق والدين ايلتمش السلطاني ناصر امير المومنين

نقل کتبہ نمبر ۱۲ السلطان الاعظم شهنشاه المعظم مالك رقاب الامم مفخر ملوك العرب والعجم ظل الله فی العالم شمس الدنيا والدين غياث الاسلام والمسلمين تاج الملوك والسلاطين باسط العدل فی العالمين علاء الدولة القاهرة جلال الملة الباهرة المويد من السماء المظفر على الاعداء شهاب سماء الخلافة ناشر العدل والرافة محرز ممالك الدنيا ومظهر كلمة الله العليا ابو المظفر ايلتمش السلطان ناصر امير المومنين خلد الله ملكه وسلطانه واعلى امره وشانه

نقل کتبہ بالای دروازه کتبہ نمبر ۱۳ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالك رقاب الامم خاتم ملوك العرب والعجم المويد من السماء المظفر على الاعداء سلطان ارض الله حافظ بلاد الله ناصر عباد الله محرز ممالك الدنيا مظهر كلمة الله العليا جلال الدولة القاهرة نظام الملة الباهرة شهاب الدنيا والدين غياث الاسلام والمسلمين ظل الله فی العالمين التاج الامم والخلافة صاحب العدل والرافة سلطان السلاطين

نقل کتبہ پہلوی دروازه کتبہ نمبر ۱۴ تمت هذه العمارة في نوبت العبد المذنب محمد امين كوه

نقل سطر درجہ سیوم کتبہ نمبر ۱۵ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالك رقاب الامم مولى ملوك العرب والعجم سلطان السلاطين فی العالم حافظ بلاد الله ناصر عباد الله المظفر على الاعداء المويد من السماء تاج الاسلام والمسلمين غياث الملوك والسلاطين الحامي لبلاد الله الراعي لعباد الله يمين الخلافة باسط العدل والرافة ابو المظفر التمش السلطاني ناصر امير المومنين خلد الله ملكه سلطانه ويعلى امره وشانه

نقل سطر درجہ چہارم کتبہ نمبر ۱۶ أمر بهذه العمارة في ايام الدولة السلطان الاعظم شاهنشاه المعظم

مالك رقاب الامم مولى ملوك الترك والعرب زانجم شمس الدنيا والدين معز الاسلام والمسلمين ذو الامن والامان وارث ملك سليمان ابو المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین

نقل كتبه نمبر ١٤ . عمارت مناره مبارك حضرت سلطان السلاطين شمس الدنيا والدين مرحوم مغفور طاب ثراه وجعل الجنة مثواه شکست شده بود مناره مذکور در عهد دولت سلطان الاعظم والمعظم والمكرم سکندرشاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملكه وسلطانه واعلی امره وشانه عمل خانزاده فتحخان بن مسند عالي خواصخان جونانا كنبدي دو درز بندي مرتبيما بالامرمت کرده مرتب کنانید الغرة من ماه ربیع الاخر سنه تسع وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ١٥ چون ایزد تعالی علا اعلاه وسمی اسماوه برای احیای مراسم ملت واعلاء معالم شريعت خدایگان جهان را برگزیده تا هر لحظه اساس دین محمدی استحکام می پذیرد و هر لحظه بناء شريعت احمدي قوي ميگردد از برای دوام مملکت و نظام سلطنت عمارت مساجد طاعات بحکم کلام من لاریب صواه كه انما يعمر مساجد الله من امن بالله ابو المظفر محمد شاه السلطان يمين الخلافة ناصر امير المومنين خلد الله ملكه الى يوم القيام رفع في بنا جوامع الاسلام وابقاه مدي الزمان في اشاعة الاحسان فى التاريخ فى الخامس عشر من شوال سنه عشر وسبعمائة حضرت علیا خدیگان سلاطین مصطفى جاه الصادع لامر الله المخصوص بعنايت اكرم الاكرمين علاء الدنيا والدين غوث الاسلام والمسلمين معز الملوك والسلاطين القايم بتائيد الرحمن ابو المظفر محمد شاه السلطان سکندر ثاني يمين الخلافة ناصر امير المومنين خلد الله ملكه بناء این خیرات سنت وجاعت است عمارت فرمود

این مسجد که چون بیت المعمور رافواجهانیان مذکور است بخلوص عقیدت تقاضا طوبت مجلس اعلی خدایگان سلاطین زمان علاء الدنیا والدین سلطان البر والرحمان المويد بتائيد الرحمن ابو المظفر محمد شاه السلطان يمين الخلافة ناصر امير المومنين خلد الله ملكه الى يوم الدين

نقل کتبه نمبر ۱۶ بتوفیق ایزد بیهمتا و معاونت منشی نشر امثال المسجد است علی التقوی تعالی امره وشانه وتوالی عدله واحسانه بر مفضی خیر ملمور امر فوا . وجعلت شطر المسجد الحرام محمد رسول الله علیه السلام کما قال من بنی مسجدا لله بنی الله له بیتا فی الجنة مجلس اعلی خدیگان سلاطین زمان شهنشاه موسی فر سلیمان مکان راعی شرایط شریعت محمدی حامی مراسم ملت احمدی موکد منابر معالم ومساجد وموطد قواعد مدارس ومعابد وممهد بنیان رسوم مسلمانی ومؤسس مبانی مذهب نعمان قالع اصول مرده فجار وقاطع فروع قید کفار وهادم بناء صوامع اصنام رافع اساس جوامع اسلام مظهر ایات قاهر کفره روف متین قامع فجره ردی زمین فاتح قلاع ساح امکان ضابط بقاع راسخ بنیان المعتصم بجلال الله المنان ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة مبین دین الله ناصر امیر المومنین مد الله ظلال جلاله علی رؤس العلمین الی یوم الدین بنا فرمود این مسجد که مسجد جلیع اولیا وملتزم ملت اتقیا ومجمع ملایک کرام ومحضر ارواح انبیاء عظام است بتاریخ فی الخامس عشر من شوال سنه عشر وسبعمائة

در عهد همایون حضرت علیا خدیگان سلاطین جهان علاء الدنیا والدین العالی بجنود الظفر ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین مد الله ظلال خلافة علی رؤس العلمین الی یوم الدین این مسجد که بوصف ومن دخله کان امنا موصوف است

این مسجدی که در فسحت ورفعت چون بیت المقدس مشهور بلکه ثانی بیت المعمور است حضرت اعلی خدیگان فایض فضل شامل احسان المؤید بتائید الملک المنان علاء الدنیا والدین الظفر ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافت ناصر امیر المومنین مد الله ظلال عظمته الی یوم الدین بصدق نیت وخلوص عقیدت بنا فرمود

نقل کتبه نمبر ۱۷ بناء این بقعه شریف واساس این عمارت منیف بود در عهد سلطنت وایام مملکت خدیگان سلاطین جهان خسرو دارانشان سلطان کامل عدل واز احسان شهنشاه تغلق

... ومرمت به عمل معمار اسلام شعائر احکام بانی مبانی مساجد طاعات دانم ... امور ... بساد

و بلاد هدایت غامر دیار غوایت   و سر بر آرای کت به طرف تو ... جهان ...

اجتهاد ضابط بلاد   سلاطین رافع بناء محراب منار اسلام کاسر اساس صوامع اصنام

ناصب قواعد خیرات حافض حوانیت مسکرات بادشاه کشورکشای سایه رحمت خدای

ید بتائید یزدان ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافت ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه

ف عمارت المساجد واید سلطانه فی انارت المعابد والقاه فی المملکت والخلافة مدی الدنیا

سورة سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

بفرمان برگزیده حضرت رحمان ضابط ممالک جهان سلطان سلیمان نشان علاء الدنیا والدین

غوث الاسلام والمسلمین معز الملوک والسلاطین جامع بناء خیرات   والملحدین رافع اساس محراب

ومنبر ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه فی یوم الثناء ابن سباح

عمارت کرده شد   این مسجد جامع سامع   بفرمان برگزیده حضرت رحمان سکندر العهد

والزمان علاء الدنیا والدین حسن وحسروان آفاق قمر دیق   ابو المظفر محمد شاه السلطان

یمین الخلافة مظهر العدل والرأفة ناصر امیر المومنین

نقل کتیبه نمبر ۱۸   امر به بنای هذه البقعة المبارکة السلطان المعظم شاهنشاه الاعظم

مالک رقاب الامم ظل الله فی العالم ذو الامان   سلطان السلاطین شمس الدنیا والدین

المخصوص بعنایت رب العالمین ابی المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه

ابی الفتح محمود تغمده الله بغفرانه واسکنه بحبوحة جنانه فی شهور سنة تسع وعشرین وستمائة

نقل کتیبه نمبر ۲۰   بکرم و فضل حق سبحانه و تعالی در عهد دولت سلطان السلاطین الزمان

الواثق بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه واعلی امره وشانه این مسجد بنا کرد

بعزاه در گاه آسمان جاه عالم پناه جونا شاه مقبول الملقب بخان جهان ابن خان جهان در سال

هفتصد هفتاد و دو از هجرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم خدای یاران بنده مرحمت کند هر که درین مسجد نماز بگذارد این بنده را بفاتحه و دعاء ایمان یاد کند.

نقل کتبه نمبر ۲۱ بسم الله تیمنا بذکره عمارت این گنبد میمون در عهد همایون الواثق بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه سال هفتاد پنج بر هفتصد از تاریخ هجرت رسول صلی الله علیه وسلم

نقل کتبه نمبر ۲۳ لا اله الا الله محمد الرسول الله در عهد سلطان السلاطین سلطان سکندر بن سلطان السلاطین سلطان بهلول خلد الله ملکه وسلطانه واعلی امره وشانه در بستم ماه مبارک رمضان سنه ثلث عشر وتسعمائه

سلطان السلاطین سلطان فیروز شاه طاب ثراه وجعل الجنة مثواه بسبب کشته بود

نقل کتبه نمبر ۲۴ بناء این عمارت در عهد دولت سلطان الاعظم سکندر شاه سلطان خلد الله ملکه این گنبد میان شیخ شهاب الدین تاج خان سلطان ابو سعید بتاریخ بستم ماه رمضان سنه ست وتسعمائه

نقل کتبه نمبر ۲۵ مسجد در عهد دولت بندگی حضرت سلیمان سلطان سکندر شاه بن بهلول شاه لودی خلد الله سلطان شهاب ساکن قصبه سهارنپور

نقل کتبه نمبر ۲۶ در عهد دولت همایون سلطان الاعظم المعظم المتوکل علی الرحمن سکندر شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه بنا کرد این گنبد بنده امیدوار رحمت پروردگار دولت خان خواجه محمد غره ماه رجب سنه اثنی عشر وتسعمائه

نقل کتبه نمبر ۲۷ بناء این عمارت گنبد در عهد سلطان الاعظم ابو المظفر سکندر شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه بانی گنبد علاء الدین نور تاج شیخ نبسه قطب عالم شیخ فرید شکر گنج ماه محرم سنه ثلث تسعمائه

نقل کتبه نمبر ۳۰ بسم الله الرحمن الرحیم وظیفه حمد ود عائیکه مجاوران حضیرهٔ قدس وساکنان

روضه اش بان قیام نمایند ثنا رخداوندیکه مقربان درگاه او دنیا و اخرت را فدا راه او نموده ونقد

جان ودل بیکراین گل را صرف بارگاه او فرموده درود دافر و تحیات متکاثره بمشهد معظم

وحضیرهٔ منور شفیع روز محشر و آل اصحاب اطهار او واصل و متواصل باد و بحضرت موفی الخیرات

ومبشر البریات توفیق ازلی و ارفیق حضرت هدایت مرتبت محمدت صفوت محمد علی حسنی مشرب حسینی نسب

عمده سادات عظام خلاصه اتقیاء کرام عیسی عالم تجرید موسی کوه عزلت و تفرید المؤید من عند الله

الغنی قطب الملته والطریقه سید حسنی الحسینی گردانید تا این بقعه شریف و منزل لطیف را احداث

نموده وصیت فرموده که چون مدت حیاتش قیامت بپیوند باد لب ابد و بتشریف ادخلوها

بسلام امنین مشرف گردیده بسوی حضیرهٔ قدس و روضه انس پرواز نماید مقبره فایض الانوار حضرت

این بقعه نامدار نمان بود کان اتمام هذه البقعة فی شهر رسنه اربع و اربعین و تسعمائة

نقل کتبه نمبر ۳۱ بسم الله الرحمن الرحیم تمام شد این باوری وچاه در ماه رمضان

در سنه نهصد پنجاه وهشت هجری بر روح محمد مصطفی رسول درگاه حضرت الله در زمان عادل

اسلام شاه بن شیرشاه بنا کرده کارکن دین از جمله بیشی خواجه عماد الملک عرف عبد الله لاذر قریشی

بنده کارکن باوری امید وار عنایت و رحمت کرده

بسم الله الرحمن الرحیم در عهد و زمان سلطان السلاطین ابو المظفر اسلام شاه بن شیرشاه سلطان

خلد الله ملکه وسلطانه بنا کرد این چاه بتوفیق اله بروح رسول الله ملک عماد الملک عرف خواجه

عبد الله لاذر قریشی بدار الملک حضرت دهلی فی سنه اثنی و خمسین و تسعمائة

engravings of Bells have been extracted and brought from elsewhere and put here.

From these grounds, it is proved satisfactorily, that (as it is known) the first compartment or Khund. of the Minaret was made by Rao Pethowrah—on their conquest, the Mahomedans, had their names engraved on the first compartment of the Minaret as they had done on the several other Hindoo Buildings. It is not surprizing to think, that the Mahomedans have extracted the stones containing the engravings of figures there, and had substituted there, their other stones with their own engravings After this, Soultan Shumsoodeen erected five compartments more, on the first original compartment—and that Feroze Shah during his time, erected one compartment more—out of which two compartments have fallen down—and five remain to this day.

Futteh Khan, son of Khuwas Khan, repaired the damage—in the Hijree year 909—corresponding with the year A. D. 1503

From these inscriptions it is proveable that it has been erroneously mentioned in the History of Feroze Shah (composed by Shums Seraj Ufeef) and in the History of Tuqveem Mool Booldan &c. as well as in the inscription of the door of the 1st compartment the Minaret—that the original Builder of this Minaret was Sooltan Shumsoodeen—for he only completed the work

Further—the Author also points out another error that it is erroneously stated in the History of " Futtoohaut Faezerhuh," that the foundation of this Building was first laid by Sooltan Moouz-oodeen Mohomed, son of Saur. He shews this under the following grounds, viz.

1st. When Kootboodeen Abek, Commander-in-chief conquered the Fort, and the Bunder—he had inscribed on the Eastern door, his achievement. There is no doubt, that in the first line of the first compartment was the same inscription of his achievement in the Arabic language. For the remains of the original letters o f the inscriptions correspond with the first inscription—thence, if Moiz-oodeen was the founder, the achievement of his Commander-in-chief would not be inscribed there.

2nd. At the time of Moiz-oodeen only 5 entrances were made in the Musjid, at the place where the Iron Pillar stands. But that the Minaret stands beyond that place. Hence, if Moiz-oodeen had made the Minaret, he would have it erected by his Musjid, or at one end of it—and not in a quite separate place. It should be recollected however, that the Minaret now appearing within the compass of the Musjid, is this, that the Building of the Musjid was enlarged by Sooltan Shumsoodeen.

3rd. The first door of this Minaret faces Northward, as the Hindoos always have it—whereas the Mahomedans always have it Eastward. As it may be plainly seen, that when Sooltan Ala-oodeen commenced the second Minaret, he had his door facing Eastward.

4th. It is customary with the Hindoos, to commence such Buildings without any platform. But the Mahomedans first make a platform and then erect the Building, as shewn in the Building attempted by Sooltan Alla-oodeen.

5th. It is seen in all the Hindoo places of worship—at Kootub engravings of Bells hanging in chains—and the same are found, and seen on the first compartmemt of this Minaret. It is known that the Bells belong to the Hindoo worship. Hence, if Mahomedans were the Builder of this Minaret, they would never allow these engravings of Bells. But the other Apartments built by Mahomedans do not contain these engravings—nor does it appear that the stones with the

Vide— Inscription on the head of the door of the 2nd compartment.

A BRIEF ACCOUNT OF THE MINERET WHICH STANDS AT KOOTUB.

The Mineret contains inscriptions on it in Arabic letters. An abstract explanation of which is as follows—

First compartment.—The 1st Line From decay, the letter in the first line had dropped off - and on repairing the parts, the decayed letters were merely imitated or forged. They therefore bore the false appearance only. But no letters—only so much of the original remains, viz.—Ameer-ul-oomrah Ispha Sahlar Ujjulleel Kubbeer.

2nd. Line contains the name and praise of Moozuffer Mooiz-oodeen Mohomed Bin Sam.

3rd. Line—contains a verse from the Koran.

4th Line—contains the name and praise of Mooiz-oodeen Abool Moozuffer Mohomed Bin Sam.

5th. Line—contains 99 names of God Almighty, as are found in the Arabic language.

6th. Line of the first compartment—contains verses from the Koran.

On the side of the first Apartment or Khund, appears the name Fuzzeel, son of Abool Moonly—Mutwully or High Priest there.

The head of the door or opening of the second compartment, contains this inscription—that Sooltan Shumsoodeen has ordered to complete this Building.

Second compartment.- 1st. Line—contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen Altumnis.

2nd Line--contains verses form the Koran—respecting the summons to prayers on Friday.

Third compartment.—The head of the door—contains praises on Sooltan Shumsoodeen. The inscription there of one line only, contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen—at one side of this compartment contains the name of Mohomed Ameercho, Engineer.

Fourth compartment.--contains an inscription signifying, that during the time of Sooltan Shumsoodeen, the building of this edifice was ordered.

Fifth compartment.—The head of the door contains an inscription in Arabic letters but Persian dialect—saying that this Minaret was broken by a thunderbolt, and repaired by Feroze Shah, in the Hijree year 770 corresponding with 1368 A D.

At the head of the door of the first Apartment, the inscription is this, viz.—that this Minaret of Sooltan Shumsoodeen was broken down—and that during the time of Secunder Shah, son of Bhylole,

6th. In the first Edition it was inserted from where the particulars were obtained or gathered. But on the margin of the present Edition—the Historical Books are quoted.

7th. This new Edition contains another thing of great moment, viz.—The Inscriptions found on the Buildings are copied and inserted in the new Edition in their very original form.

PREFACE

That this work Asar-oos-Sunnadeed, was first composed by the Author, and published in the year 1846 and 1847, A. D. The reason for composing the 2nd Edition was this—

That the first Edition of this work was taken by Mr. A. A. Roberts, to England, and presented to the Royal Asiatic Society, and met the approbation of its members—and Colonel Saxson, a member of the Court of Directors, asked Mr. Roberts to translate the work into English. On that Gentleman's returning to his office in Delhi, made a Translation of the work with the aid of the Author—it then appeared necessary to render the work still better with additions and necessary corrections.

That the Author begs to offer respectfully, his humble gratitude, to Mr. Roberts and Colonel Saxson, who have patronised him, and he considers that it is through their kindness, that he has been able to complete this work, which he thinks will maintain his name for ages to come.

That the author also considers his duty to offer his gratitude to Mr. Edward Thomas, through whose aid and kindness he has been able to put the work in Type.

That the present Edition, contains the following additions and ameliorations.

1st. The first chapter of this Edition is a new addition altogether (which the first Edition did not contain), and contains a brief History of the first population of all India—and particulars respecting the Capital or Seat of Empire, during the old and new reigns.

2nd. The second chapter of the first Edition contained only an account of the Fort built by Shah Jehan. But the 2nd Edition, contains a full account of that Fort, as well as of all the Fortresses erected ever since the City of Delhi was first populated.

3rd. What the 1st and 3rd chapters of the 1st Edition contained—are to be found, in the 3rd chapter of the 2nd Edition, together with additional particulars respecting the old Buildings.

4th. In the 1st Edition, there were 2 faults, viz. one was this—that particulars respecting some of the old Buildings were not then satisfactorily ascertained—and 2ndly some errors existed in their description. The necessary corrections, &c: are however made in the 2nd Edition.

5th. In the first Edition, the description of the Buildings was given promiscuously; but in the new or 2nd Edition, the dates of the Buildings are regularly given.

ASAR-OOS-SUNNADEED,

A HISTORY OF OLD AND NEW RULES, OR GOVERNMENTS,

AND OF OLD AND NEW BUILDINGS,

IN THE DISTRICT OF

DELHI:

COMPOSED BY

SYUD AHMED KHAN,

MOONSIFF OF THE FIRST GRADE,

IN THE CITY OF DELHI

IN THE YEAR A. D. 1852

DELHI:

PRINTED AT THE INDIAN STANDARD PRESS, BY WILLIAM DEMONTE.

1854

اِشاریہ

آثار الصنادید طبع ثانی ۱۸۵۴ء

(مرتبہ ڈاکٹر محمد معتصم عباسی)

''دیباچہ''

آرتھر اسٹن رابرٹ	:	۳،۵
ایڈورڈ ٹامس	:	۵
خاں، جواد علی (جواد الدولہ)	:	۳
خاں، سید احمد	:	۳
خاں، فرید الدین احمد (دبیر الدولہ، امین جنگ)	:	۳
کرنل سیکسن	:	۳،۵
محمد متقی، سید (خان بہادر)	:	۳

''کتابیات (ماخذات)''

آئین اکبری	:	۵
اخبار الاخیار	:	۵
اکبر نامہ	:	۵
بھاگوت	:	۵
پوتھی اندر پرست مہاتم	:	۵
پوتھی ہائے بھاٹ	:	۵
تاج المآثر	:	۵
تاریخ شیخ عبدالحق	:	۵

تاریخ فرشتہ	:	۵
تاریخ فیروز شاہی (برنی)	:	۵
تاریخ فیروز شاہی (شمس سراج عفیف)	:	۵
تاریخ کشمیر	:	۵
تاریخ ہدایت اللہ خاں	:	۵
توریت مقدس	:	۵
توزک تیموری	:	۵
توزک جہانگیری	:	۵
تقویم البلدان	:	۵
جغرافیہ	:	۵
جواہر الحروف	:	۵
خزائن الفتوح	:	۵
خلاصۃ التواریخ	:	۵
رجاؤلی	:	۵
زیج محمد شاہی	:	۵
سلسلۃ الملوک	:	۵
شاہجہاں نامہ	:	۵
ظفر نامہ	:	۵
فتوحات فیروز شاہی	:	۵
قصیدہ ہمزیہ	:	۵
کتاب آرکیولوجیکل سروے آف بنگال نمبر ۳، ۴، ۶، ۷	:	۵
کتاب رویل ایشیاٹک سوسیٹی نمبر ۶	:	۵

لب تواریخ : ۵
مآثر عالمگیری : ۵
مآثرالامرا : ۵
مارکنڈی پران : ۵
مرات آفتاب نما : ۵
مہابھارت : ۵
نزہت القلوب : ۵
نُہ سپہر : ۵
ہفت اقلیم : ۵

''مقامات''

انگلستان : ۳
شاہجہاں آباد : ۳،۴

پہلا باب

''الف''

آرام شاہ : ۲۴
ابوبکر شاہ (پسر ظفر خاں بن فیروز شاہ) : ۳۰
احمد خاں (سکندر شاہ) : ۳۶
احمد شاہ بہادر بادشاہ، محی الدین ابونصر : ۴۰
احمد شاہ دُرّانی : ۴۲
اسین سین : ۷
اشومی دیج : ۷

اعظم شاہ، محمد : ۳۸

اقبال خاں (عرف ملو) : ۳۲

اکبر بادشاہ، جلال الدین محمد : ۳۸

اکبر شاہ ثانی، ابوالنصر معین الدین : ۴۲

اگر پال : ۲۲

امر جودہ، راجہ : ۱۱

امر کنکر : ۲۳

امن پال : ۱۱

امیر تیمور : ۳۲

انند جگ : ۱۴

انیکپال : ۲۱

انیکپال (ولد کنور پال) : ۲۲

انیکپال تنور : ۲۰

انیکپال شاہ، راجہ : ۱۱

اودے راج : ۲۱

اودت، راجہ : ۱۴

اودے سین : ۱۴

اورنگ زیب عالمگیر، ابوالمظفر محی الدین : ۳۸

ایبک، سلطان قطب الدین : ۲۴

"ب"

بابر، ظہیر الدین محمد : ۳۴

باسدیو : ۲۰

بچھ راج	:	۲۱
بجی پال (انیکپال)	:	۲۲
بدارتھ، راجہ	:	۱۲
بدھ مل، راجہ	:	۱۱
بر بدرتہہ (عرف راجہ دسواں)	:	۹
برست، راجہ	:	۱۱
برشت مان (عرف نمی)	:	۸
بسراؤ، راجہ	:	۱۰
بکرم پال (کھیم پال)	:	۱۶
بکرم چند	:	۱۶
بکرماجیت، راجہ (اوجین)	:	۱۵
بلاول سین	:	۱۸
بہادر شاہ، ابوالمظفر سراج الدین محمد	:	۴۲
بہادر شاہ، معزالدین	:	۴۰
بہرام شاہ، سلطان معزالدین	:	۲۶
بھگوت کوی	:	۱۵
بہلول لودی، سلطان	:	۳۴
بہی بر (عرف دربل رائے)	:	۱۰
بھیم چند	:	۱۷
بھیم دیوی، رانی	:	۱۷
بھیم سین	:	۱۹
بیدار بخت	:	۴۲

بیرسین، راجہ : ۱۳
بیرشاہ، راجہ : ۱۱
بیرمار، راجہ : ۱۲
بیرناتھ : ۱۴
بیلدیو (ولد انیلدیو) : ۲۳

"پ"

پرتھی راج (عرف رائے پتھورا) : ۲۳

"ج"

جارج سوم، شاہ : ۴۲
جارج چہارم، شاہ : ۴۲
جاہرا : ۲۳
جدہشٹر، راجہ : ۵،۷
جرجودھن : ۵
جلال خاں، اسلام شاہ (پسر شیر شاہ) : ۳۶
جلال الدین فیروز شاہ خلجی : ۴۲
جمیمہ، راجہ : ۷
جہانگیر بادشاہ، نورالدین محمد : ۳۸
جہانشاہ، خجستہ اختر : ۴۰
جے پال : ۲۲
جے دیو : ۲۱
جیون جاٹ، راجہ : ۱۳
جیون سنگھ : ۲۰

جیون سین : ۱۴

"چ"

چتر رتھ، راجہ (عرف سورسین) : ۸
چکر، راجہ (عرف اگرسین) : ۸
چندر پال : ۱۵
چیت مل، راجہ : ۱۳

"ح"

حام : ۴
حسن خاں (ناصرالدین خسرو) : ۲۸

"خ"

خضر خاں (پسر ملک سلیمان) : ۳۲

"د"

دامودر سین : ۱۹
داور بخش، سلطان (میر بلاقی) : ۳۸
دردہن (عرف دنڈیان) : ۱۰
دربہ، راجہ : ۱۱
دکن : ۴
دورتھہ (عرف بیکم) : ۹
دولت خاں : ۳۲
دہرنی دہر، راجہ : ۱۴
دھیر چند : ۱۷

دیپ سنگھ، راجہ : ۱۹
دیس پال : ۱۵
دی سین : ۱۸

"ر"

راجپال، راجہ : ۱۵
راج سنگھ : ۲۰
راجہ نند : ۵
رام چند : ۱۷
رضیہ بیگم، سلطان : ۲۴
رفیع الدرجات، سلطان (محمد ابوالبرکات) : ۴۰
رفیع الدرجات، شمس الدین (شاہجہاں ثانی) : ۴۰
رفیع الشان : ۴۰
رکن الدین ابراہیم شاہ : ۲۸
رکن الدین فیروز شاہ، سلطان : ۲۴
رکھہ پال : ۲۱
رن سنگھ : ۱۹
رنمی (بعرف راجہ دستدان) : ۸

"س"

سدہی پال، راجہ : ۱۱
سرسین : ۱۳
سروپ دت : ۱۲
سروے، راجہ : ۱۲

سکھہ پال، راجہ	:	۱۵
سکھہ مان، راجہ	:	۱۳
سکھی مل (عرف راجہ سورج رتھ)	:	۹
سلطان ابراہیم	:	۳۶، ۴۰
سلطان ابراہیم (پسر سلطان سکندر)	:	۳۴
سلطان سکندر (پسر بہلول لودی)	:	۳۴
سلکین	:	۲۲
سمندر پال جوکی، راجہ	:	۱۵
سمیر	:	۲۳
سنبہر انیک، راجہ	:	۷
سنجی، راجہ	:	۱۱
سوتہہ، راجہ (عرف سکھہ پال)	:	۸
سورداس (عرف اونی پال)	:	۱۰
سورج سین	:	۱۰
سورسین	:	۱۸
سوسین (عرف راجہ برجہل)	:	۸
سونی، راجہ	:	۹
سیم	:	۴
سین دہج	:	۱۴

''ش''

شاہجہاں بادشاہ، شہاب الدین محمد	:	۳۸
شاہجہاں ثانی، محی الملتہ	:	۴۲

شاہ عالم بادشاہ، ابوالمظفر جلال الدین عالی گوہر : ۴۲
شاہ عالم بادشاہ، محمد معظم : ۳۸
شتانیک (عرف ابھی دھر) : ۱۰
شتانیک، راجہ : ۷
شترگن : ۱۲
شترمردن، راجہ : ۱۳
شمس الدین التتمش، سلطان : ۲۴
شہاب الدین عمر : ۲۸
شیر سنگھ : ۲۰
شیر شاہ (فرید خاں) : ۳۶

"ع"

عالمگیر ثانی، عزیز الدین : ۴۲
عظیم الشان : ۴
علاء الدین خلجی، سلطان : ۲۸
علاء الدین سکندر شاہ (پسر ناصر الدین محمد شاہ) : ۳۲
علاء الدین عالم شاہ (پسر محمد شاہ) : ۳۴
علاء الدین مسعود شاہ، سلطان : ۲۶

"غ"

غیاث الدین بلبن، سلطان : ۲۶
غیاث الدین تغلق شاہ، سلطان : ۳۰
غیاث الدین شاہ ثانی (پسر شاہزادہ فتح خاں) : ۳۰
غیاث الدین محمد (پسر تغلقشاہ) : ۳۰

"ف"

فتح خاں، شاہزادہ (پسر فیروز شاہ) : ۳۰
فرخ سیر، جلال الدین : ۴۰
فیروز شاہ : ۳۰
فیروز شاہ (پسر اسلام شاہ) : ۳۶

"ق"

قطب الدین مبارک شاہ : ۲۸

"ک"

کانچند : ۱۷
کان سین : ۱۹
کرم پال : ۱۶
کشی مک (عرف راجہ کیمن) : ۱۰
کلمن، راجہ : ۱۳
کلیان چند : ۱۷
کنک پال : ۲۰
کنور پال : ۲۲
کنور سین : ۱۸
کھرپال : ۲۳
کہن سین : ۱۹
کیرہہ : ۸
کیومرث : ۲۶

"گ"

گوبند پریم : ۱۸
گوبند چند : ۱۷
گوپال : ۲۱
گوپال پریم : ۱۸

"م"

مادھوسین : ۱۸
مبارز خاں (محمد عادل شاہ) : ۳۶
مبارک شاہ، معزالدین ابوالفتح (پسر خضر خاں) : ۳۴
محمد شاہ بادشاہ، روشن اختر ابوالفتح : ۴۰
محمد شاہ، سلطان : ۳۴
محمد عادل تغلق شاہ، سلطان : ۳۰
مرار سنگھ : ۱۲
مرن پال : ۱۶
مسیح، حضرت : ۲
مکھہ پال : ۱۶
معزالدین کیقباد، سلطان : ۲۶
معزالدین محمد بن سام (شہاب الدین غوری) : ۲۴
ملوک چند : ۱۶
مہابل : ۱۲
مہاباتر : ۱۸
مہاجود : ۱۴

مہی پال	:	۱۶
مہی پال (ولد بجی پال)	:	۲۲
مہی پت	:	۱۲
مہی کشک	:	۱۴
میدھاوے، راجہ	:	۹

"ن"

نادرشاہ	:	۴
ناصرالدین محمد شاہ (پسر فیروز شاہ)	:	۳۰،۳۲
ناصرالدین محمود، سلطان	:	۲۶
ناصرالدین محمود شاہ (پسر ناصرالدین محمد شاہ)	:	۳۲
ناصرالدین نصرت شاہ (پسر شاہزادہ فتح خاں)	:	۳۲
ناگدیو	:	۲۳
نرائن سین	:	۱۹
نرب انجی (عرف شرون بیر)	:	۹
نرملک شو، راجہ (عرف برسردیو)	:	۸
نمی، راجہ (عرف کھیم پال)	:	۱۰
نوح، حضرت	:	۲
نہروال	:	۴
نیپال	:	۱۵
نیکپال	:	۲۱
نیکوسیر، سلطان	:	۴۰

"و"

وکٹوریہ، ملکہ : ۴۲
ولیم چہارم : ۴۲

"ہ"

ہدورام : ۴
ہرپال : ۱۶، ۲۱
ہرپریم : ۱۷
ہرجیت، راجہ : ۱۱
ہرچند : ۱۷
ہرچندپال : ۱۶
ہرسنگھ : ۲۰
ہرسین : ۱۹
ہمایوں بادشاہ، نصیرالدین محمد : ۳۴، ۳۶
ہند : ۴

"مقامات"

تھانیسر : ۵
دلی : ۵
کورچھتر : ۵
مگد : ۵
ہستناپور : ۵

دوسرا باب

''الف''

ابراہیم لودی، سلطان	:	۲۴،۵
اختیار الدین ایتگین، ملک	:	۱۳
ارفیوس (گلاونت)	:	۳۲
استاد احمد	:	۲۸
استاد حامد	:	۲۸
اسکندر کبیر	:	۸
اسلام شاہ بن شیر شاہ	:	۲۸
اکبر بادشاہ، جلال الدین محمد	:	۵۳،۲۸،۵
اکبر آبادی محل (زوجہ شاہجہاں بادشاہ)	:	۵۲
امیر خسرو	:	۸
اورنگ زیب عالمگیر	:	۴۴،۳۰

''ب''

بابر، ظہیر الدین محمد	:	۵
بافقرس بہادر، دلاور الدولہ	:	۳۰
بہادر شاہ، ابوالمظفر سراج الدین محمد	:	۴۹،۴۷،۳۴
بہرام شاہ، معز الدین	:	۱۴

''ت''

تیمور (لنگ)	:	۲۵،۲۴

"ج"

جارج سوم : ۵

جنرل لیک : ۵

جہاں آرا بیگم (بنت شاہجہاں بادشاہ) : ۵۲

جہانگیر بادشاہ، نورالدین محمد : ۲۸،۵

جہانگیر بہادر، میرزا : ۳۸

"ح"

حسن طاہر، شیخ : ۲۳

"خ"

خسرو شاہ، ناصرالدین : ۱۹

خضر خاں (رایات اعلیٰ) : ۲۵

خلجی، جلال الدین فیروز شاہ : ۵۳،۲۳،۲۲،۱۶،۱۴،۱۳،۸

خواجہ حاجی : ۱۹

"ر"

راجہ اندر : ۶

راجہ انیکپال : ۱۱،۹

راجہ بلال دیو (والی کرناٹک) : ۱۹

راجہ بیلدیو : ۹

راجہ پتھورا : ۱۳،۱۲،۹

راجہ پورس : ۹

راجہ جدہشٹر : ۷

راجہ جرجودہن : ۷

راجہ دلیپ : ۸،۷

راجہ دہلر : ۸

راجہ فور : ۸

راجہ کمایوں : ۸

راجہ مان سنگھ : ۲۴

راجہ ناہر سنگھ (بلبھ گڑھ) : ۲۰

رائے پتھورا : ۴

رفیل (مصور) : ۳۲

"س"

سکندر لودی، سلطان : ۲۳،۵

"ش"

شاہجہاں، شہاب الدین محمد : ۵۳،۵۰،۴۴،۲۸

شمس الدین التمش، سلطان : ۱۳

شہاب الدین احمد خاں (صوبیدار دہلی) : ۵۳

شہاب الدین غوری، سلطان : ۱۰،۹

شیخ ضیاء الدین (خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی): ۲۳

شیر شاہ : ۲۷،۲۲،۱۸،۱۱

"ص"

صاحبقران ثانی، محمد اکبر بادشاہ غازی : ۳۸،۳۷،۳۰

"ط"

طرغی نوماں	:	۱۷

"ع"

عالمگیر ثانی	:	۳۴
عزت خاں	:	۲۹،۲۸
علاء الدین خلجی	:	۱۷،۱۵

"غ"

غازی الدین خاں، فیروز جنگ	:	۵۰
غیاث الدین بلبن، سلطان	:	۱۵،۱۴
غیاث الدین تغلق، سلطان	:	۲۱،۱۹،۱۵

"ف"

فخر الدین جونا (بن غیاث الدین تغلق شاہ)	:	۲۰
فرخ سیر	:	۳۷
فیروز شاہ، سلطان	:	۲۵،۲۳

"ق"

قدر خاں (رکن الدین ابراہیم)	:	۱۷
قطب الدین ایبک، سلطان	:	۱۳،۴

"ک"

کھانڈے راؤ	:	۴
کنک (مغل)	:	۱۸

"م"

مبارک شاہ، سلطان (بن خضر خاں)	:	۲۶
محمد تغلق شاہ، سلطان	:	۲۳،۴
محمد شاہ	:	۳۴،۲۶
محمد عادل تغلق شاہ، سلطان	:	۲۲،۲۰
معزالدین کیقباد، سلطان	:	۱۶
مرتضیٰ خاں اکبری	:	۲۸

"ن"

ناصرالدین محمود، سلطان	:	۱۴
نظام الدین اولیا، سلطان المشائخ	:	۱۵
نظام الملک آصفجاہ	:	۵۰

"ہ"

ہرناتھہ چیلہ	:	۳۸
ہلاکوخاں	:	۱۴
ہمایوں بادشاہ، نصیرالدین	:	۱۰،۵

"ی"

یحییٰ کاشی، میر	:	۵۰

"مقامات"

آگرہ	:	۵
اجمیر	:	۴

افغانپور : ۲۱
اکبرآباد : ۵، ۲۸
اندرپت : ۶، ۷، ۸، ۱۱، ۱۵، ۲۷
اندستھہ (قصبہ) : ۲۴
بلبلی خانہ : ۲۴
بھوجلہ پہاڑی : ۲۴
پرانی دلی : ۱۳، ۲۲، ۲۳
تغلق آباد : ۱۹، ۲۰، ۲۱
تلنگ : ۱۹
تلنگان : ۱۷
ٹھٹھ : ۲۸
چنارگڑھ : ۱۰
خضرآباد : ۲۳، ۲۵
دریبہ : ۶
دہلی : ۴، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰
دہلی شیرشاہ : ۲۷
دہلی علائی : ۱۷
دولت آباد : ۴
دیوگیر : ۴
سالور (پرگنہ) : ۲۳
سفیدون (پرگنہ) : ۵۳
سلطانپور : ۲۴

سلیم گڑھ	:	۲۸
سیری	:	۱۸
شاہ آباد	:	۱۸
شاہجہاں آباد	:	۹، ۱۹، ۲۷، ۴۹، ۵۲
صاحب آباد	:	۵۲
عادل آباد	:	۲۰، ۲۲
غزنیں	:	۴
غیاث پور	:	۱۵
فیروز آباد (شہر)	:	۲۴، ۲۵
قطب صاحب	:	۱۸
قنوج	:	۸
کاوین (موضع)	:	۲۳، ۲۴
کوٹلہ مبارکپور	:	۲۶
کیتھواڑ	:	۲۴
کیلوکہری	:	۱۳، ۱۴، ۱۶
گوالیار	:	۵
لڑاوت	:	۲۴
لونی	:	۲۵
مانکپور	:	۱۷
مبارک آباد	:	۲۶
مقدونیہ	:	۸
مکرانہ	:	۴۵

میرٹھ : ۲۵
نرولہ : ۲۴
نورگڑھ : ۲۸
نوہرہ (موضع) : ۲۳
ہستناپور : ۷
ہندوستان : ۳

''عمارات''

امتیاز محل : ۳۵، ۳۸
بادل گیر (محل) : ۲۴
بجی منڈل (بدیع منزل) : ۲۲
بڑی بیٹھک : ۳۸، ۴۵
بھادوں (مکان) : ۴۸
تسبیح خانہ : ۴۳
جہاں پناہ : ۲۲
جہاں نما : ۲۳، ۲۵
چبوترہ کوتوالی : ۵۲
چھوٹی بیٹھک : ۳۷
حمام : ۴۳
خاص دیوڑھی : ۴۳
خاص محل : ۳۴
خوابگاہ بڑی بیٹھک : ۳۸
دالان دربار : ۳۳

دیوان خاص : ۳۴، ۳۷، ۴۲، ۴۳، ۴۵

دیوان عام : ۳۱، ۳۴، ۳۵، ۴۲

رنگ محل : ۴۵

سرائے شیخ ابوبکر طوسی : ۲۴

سرائے ملک یار برّاں : ۲۴

سرائے ملکہ : ۲۴

شاہ محل : ۴۱

شیر منڈل : ۱۱

ظفر محل : ۴۷

عقب حمام : ۴۳

قصرِ سفید : ۱۳

قصرِ معزی : ۱۶

کوٹلہ فیروز شاہ : ۲۳، ۲۷

کوشک بدیع منزل (بجی منڈل) : ۲۲

کوشک سبز : ۱۷

کوشک سیری : ۱۵، ۱۷، ۲۷

گلال باڑی (دالان) : ۲۳، ۳۳، ۳۴

لاٹھ اشوکا : ۲۲، ۲۵

موتی محل : ۳۷، ۴۴، ۴۵

نشیمن ظلِ الٰہی : ۳۱

نقار خانہ : ۳۱

نہر بہشت (محل) : ۴۵

''مسجد''

اکبری مسجد	:	۲۵
مسجد فتحپوری	:	۵۲
مسجد قوت الاسلام	:	۱۰

''مقبرہ وقبر''

مقبرہ تغلق شاہ	:	۲۱
مقبرہ صفدر جنگ	:	۴۶
قبر رضیہ سلطانہ	:	۲۴
قبر فیروز شاہ	:	۲۴

''قلعہ''

پرانا قلعہ	:	۹
شیر کدہ (قلعہ)	:	۱۱
قصر ہزار ستون (قلعہ)	:	۱۸
قلعہ اکبر آباد	:	۲۸
قلعہ اندر پت	:	۹
قلعہ چتوڑ	:	۱۷
دین پناہ (قلعہ)	:	۱۰
قلعہ رائے پتھورا	:	۱۲،۱۳،۲۲
قلعہ شاہجہاں	:	۲۸
قلعہ علائی (کوشک سیری)	:	۷،۱۸
قلعہ کالنجر	:	۱۰

قلعہ گوالیر : ۲۴
قلعہ مرزغن : ۱۴
قلعہ ورنگل : ۱۹،۱۷

''دروازے و کھڑکیاں''

اجمیری دروازہ : ۵۱،۵۰
بدررو دروازہ : ۵۱
بغدادی دروازہ : ۲۵
پتھر گھٹی دروازہ : ۵۱
ترکمان دروازہ : ۵۱،۲۴
خضر دروازہ : ۵۱
خونی دروازہ : ۶
دلّی دروازہ : ۵۱،۳۰،۲۹،۲۷،۹
دروازہ مسدود : ۵۱
راجگھاٹ دروازہ : ۵۱
طلاقی دروازہ : ۱۱
غزنیں دروازہ : ۱۲
کابلی دروازہ : ۵۱،۲۷
کپلہ گھاٹ دروازہ : ۵۱
کشمیری دروازہ : ۵۱
کلکتہ دروازہ : ۵۱
لال دروازہ : ۵۱،۲۷
لاہوری دروازہ : ۵۱،۳۰،۲۹

نگمبود دروازہ	:	۵۱
کھڑکی اجمیری دروازہ	:	۵۱
کھڑکی امیر خاں	:	۵۱
کھڑکی بہادر علی خاں	:	۵۱
کھڑکی جلیل خاں	:	۵۱
کھڑکی زینت المساجد	:	۵۱
کھڑکی شاہ گنج	:	۵۱
کھڑکی فراشخانہ	:	۵۱
کھڑکی مسدود	:	۵۱
کھڑکی نصیر گنج	:	۵۱
کھڑکی نواب احمد بخش	:	۵۱
کھڑکی نواب غازی الدین	:	۵۱
کھڑکی نگمبود	:	۵۱

''برج''

اسد برج	:	۳۸
برج اکبر شاہ	:	۵۰
برج طلا	:	۴۱
شاہ برج	:	۳۸، ۴۸

''بازار''

اردو بازار	:	۵۱
اکبر آبادی بازار	:	۵۲
بازار مسقف	:	۳۰

چاندنی چوک : ۵۲،۵۱
فیض بازار : ۵۲
لاہوری بازار : ۵۲

''باغات''

باغ حیات بخش : ۴۵
بھادوں (باغ) : ۴۷،۴۶
بیگم باغ : ۵۲
ساون (باغ) : ۴۷
مہتاب باغ : ۴۹

''دریا، نہریں، جھرنا''

جمنا (دریا) : ۲۹
جھرنا قطب صاحب : ۴۹
حوض خاص : ۲۴،۲۳
ستلج (دریا) : ۸
فیض نہر : ۵۳
گنگا (دریا) : ۱۷،۸،۷
نہر شہاب : ۵۳

''کتبہ''

کتبہ محراب جنوبی : ۳۸
کتبہ محراب شمالی : ۳۸

''کتابیات''

تزک تیموری : ۱۳

تیسرا باب

''الف''

آصف الدولہ : ۶۳

آنکہ خاں، خان اعظم : ۶۲

ابوالحسن (امیر خسرو) : ۵۸

احمد بخش خاں، نواب (والی فیروز پور) : ۳۱،۲۸

احمد شاہ، بادشاہ : ۹۲

ادہم خاں (پسر ماہم انکہ) : ۵۵،۵۴

اسلام شاہ : ۵۳،۵۲،۴۹

اسمتھ : ۱۹

اعزاز النسا بیگم (اکبر آبادی بیگم، زوجہ شاہجہاں بادشاہ) : ۷۰

اکبر : ۶۴،۵۴،۳۰

اکبر شاہ ثانی : ۷۶،۳۱

الن برابہادر : ۱۰۳

امیر خاں، نواب (والی ٹونک) : ۷۵

امیر خسرو : ۲۲

انیکپال تنور، راجہ : ۱۱،۱۰،۹

اودھم بائی (زوجہ محمد شاہ ثانی) : ۹۲،۸۷

اورنگ آبادی بیگم، نواب (زوجہ اورنگزیب عالمگیر): ۷۷

"ب"

بابر، ظہیر الدین محمد	:	۴۷
باقی باللہ نقشبندی، حضرت	:	۵۸
بالجو (برادرزادہ قلیچ خاں)	:	۱۴۷
بنگش، فیض اللہ خاں	:	۳۱
بوعلی خاں بھٹی	:	۳۵
بہادر شاہ، ابوالمظفر سراج الدین محمد	:	۱۰۱
بہادر شاہ ثانی، بادشاہ	:	۹۷
بہرام شاہ، معز الدین	:	۲۶،۲۵
بہلول لودی، سلطان	:	۴۵
بھیم	:	۶
بیگم جان (دختر شاہ عالم)	:	۹۶
بیلدیو چوہان	:	۶،۵

"پ"

پاربتی	:	۹۵

"ت"

تغلق، محمد عادل شاہ	:	۳۲،۳۱،۳۰،۲۹
تغلق شاہ، غیاث الدین	:	۲۹
تندھا (عرف جسودھا)	:	۹۹
تیمور (لنگ)	:	۳۴

"ج"

جاوید (خواجہ سرا) : ۸۷
جدہشتؤ : ۴۸،۳
جلال الدین لاہوری، قاضی : ۴۶
جمالی، شیخ : ۴۷
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم : ۳۷
جوگ بانا : ۹۸
جہاں آرا بیگم (بنت شاہجہاں بادشاہ) : ۶۹
جیمس پرنسپ : ۳
جیمس اسکنر، کرنل : ۹۸

"ح"

حاجی بیگم، نواب (زوجہ ہمایوں بادشاہ) : ۵۶،۵۴
حسن، عمادالدین : ۵۸

"خ"

خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام : ۶۶
خاں، اختصاص یار : ۱۰۰
خاں، انشاءاللہ : ۱۰۷
خاں، مولوی صدرالدین : ۶۹
خاں، خلیل اللہ : ۴۹،۳۰
خاں، شمس الدین محمد : ۵۵
خاں، شہاب الدین تاج : ۴۱

خاں، قاضی فیض اللہ	:	۹۰
خاں، لال محمد	:	۹۳
خاں، محمد تحسین	:	٦٦
خانجہاں فیروز شاہی	:	۳٦، ۳۸، ۳۹، ۴۰
خانخاناں، عبدالرحیم	:	٦۱، ٦۲
خاں دوراں، نواب	:	٦۳

"د"

دیوکی رانی	:	۹

"ر"

راجہ باسک	:	۲
راجہ بکرماجیت	:	۱۵
راجہ بلبھ گڑھ	:	۹
راجہ دھاوا	:	۳، ۴
راجہ میدھاؤ	:	۳
رائے پتھورا	:	۲، ۴، ٦، ۷، ۴۷
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم	:	٦٦
رضیہ سلطان بیگم	:	۲۴، ۲۵، ۲٦
رفیع الدرجات	:	۸٦
رفیع الدین، مولوی	:	۱۰٦
روشن چراغ دہلی، حضرت	:	۲۳، ۳٦

"ز"

زمرّدخاں	:	۴۳
زین خاں	:	٦۳
زینت النسا بیگم (بنت عالمگیر بادشاہ)	:	۷۸

"س"

ساکرانی گوجرنی	:	۱۰
سرہندی بیگم (زوجہ شاہجہاں)	:	۷۱،۷۲
سعداللہ خاں	:	٦۵
سعیدخاں، محمد	:	۷۵
سکندر بہلول	:	۴۳،۴۴،۴۵،
		۴٦،۴۷،۴۸۔
سلطان ابراہیم	:	۴٦
سلطان ابوسعید	:	۴۱
سلطان سکندر	:	۴۲،۴۳
سلیم شاہ	:	۵۴،٦۰
سنیہہ (راچھس)	:	۹۴
سورج پال	:	۱۱
سید حسین پائے مینار	:	۴۹
سید فریدوں	:	۳۰
سید مہدی	:	۵۸
سید ناصرالدین سونی پتی، حضرت	:	۳۸
سودا	:	۱۰٦

''ش''

شاکرخاں : ۴۹

شاہ ترکمان (شمس العارفین) : ۳۵

شاہ عالم بادشاہ : ۴۹

شاہ عالم بہادر شاہ : ۷۷، ۷۸

شاہجہاں : ۳۰، ۳۹، ۵۲، ۶۱، ۶۴،
۶۵، ۷۱، ۷۲۔

شجاع الدولہ، نواب : ۹۳

شرف الدولہ، نواب : ۸۱

شمس الدین التمش، سلطان : ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۲۱، ۲۳، ۲۴۔

شہاب الدین، میر : ۷۸

شیخ فرید (مرتضیٰ خاں) : ۶۱

شیر شاہ : ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲۔

''ص''

صاحبہ محل، نواب (زوجہ محمد شاہ بادشاہ) : ۹۲

صدرالدین، شیخ : ۳۲

صدرالدین، شیخ (بن شیخ فرید گنجشکر) : ۴۶

صفدر جنگ، ابوالمنصور خاں : ۹۳

''ط''

طامس سیافلس مٹکاف، سر : ۱۰۰

"ظ"

ظفر خاں، نواب روشن الدولہ : ۹۰

"ع"

عالم شاہ ثانی، علاء الدین : ۴۲
عالمگیر، اورنگ زیب : ۷۲
عالمگیر ثانی، عزیز الدین : ۳۱
عبدالحق محدث، شیخ : ۶۴
عبدالقادر، مولوی : ۱۰۶
عثمان نارنوی، سید : ۷۴
عزیز کوکلتاش، میرزا : ۶۲
علاء الدین، سلطان : ۱۰، ۱۶، ۲۰، ۲۱، ۲۳،
۲۶، ۲۷۔
عمادالملک، خواجہ عبداللہ : ۵۲
عنایت خاں : ۶۱

"غ"

غازی الدین، نواب : ۷۵
غزنوی، شمس الدین محمد خاں : ۵۷
غلام حیدر، سید میرزا : ۳۷

"ف"

فاضل خاں (خانساماں) : ۶۵
فتحپوری بیگم، نواب (زوجہ شاہجہاں بادشاہ) : ۷۰

فخر الدین، مولوی : ۳۷

فخر النساء بیگم (زوجہ نواب شجاعت خاں) : ۸۸

فرخ سیر، جلال الدین : ۵۰

فضل علی خاں، نواب اعتماد الدولہ : ۷۹

فضل اللہ ابو المعالی : ۱۴، ۱۷

فضل اللہ معروف بہ جمال خاں : ۴۷

فرید خاں (مرتضٰی خاں) : ۳۰

فرید خاں جہانگیری، نواب : ۵۸

فہیم : ۶۱

فیروز شاہ : ۶، ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۸،
۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵،
۳۶، ۳۷، ۳۹، ۴۰۔

"ق"

قدسیہ صاحب الزمانی، نواب (اودھم بائی) : ۸۷

قطب الدین ایبک : ۴، ۱۱، ۱۴، ۱۷

قطب الدین بختیار کا کی، شیخ : ۴۹، ۵۴

قطب الدین مبارک شاہ : ۲۷

"ک"

کرشن اوتار : ۹۸

کنس (راکچس) : ۹۹

کنور بہر پال : ۱۰

کوکلتاش خاں : ۵۷

کیدار ناتھ، راجہ (شکار نظارت)	:	۹۵
کیقباد، سلطان معزالدین	:	۵۵

"گ"

گوہر شاہِ عالم بادشاہ	:	۸۰

"ل"

لال کنور (مادر شاہ عالم بادشاہ)	:	۹۶
لسنیہہ (راچھس)	:	۹۴
لشکر خاں	:	۴۵

"م"

ماہم بیگم	:	۵۵،۵۴
محلدار خاں، ناظر	:	۸۹
محمد اکبر شاہ بادشاہ، معین الدین	:	۶۶
محمد اکبر شاہ ثانی	:	۹۵،۸۰
محمد خان، خواجہ	:	۳۷
محمد داؤد خاں، حافظ	:	۱۰۲
محمد شاہ، سلطان (بن فرید خاں)	:	۹۴،۹۱،۴۲
محمد شفیع، میر	:	۷۵
محمد طاہر، حاجی	:	۷۵
محمد علی مشہد، امام	:	۴۹
محمد معروف بن وحید الدین	:	۲۸
معزالدین ابوالفتح، مبارک شاہ	:	۴۲،۴۱

معزالدین محمد بن سام (شہاب الدین غوری) : ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶

ممتاز محل، نواب : ۱۰۰

موہن لال، لالہ : ۹۷

مہربان آغا (خواجہ سرا) : ۵۹

میر : ۱۰۶

میر امن : ۱۰۶

میرزا چکرو : ۹۳

میرزا سلیم، شہزادہ : ۶۶

میرزا عاشورہ : ۹۲

میرزا محسن : ۹۷

"ن"

ناصرالدین محمد شاہ : ۴۱، ۴۳، ۸۶

ناظرہ روزافزوں (خواجہ سرا) : ۹۱

نجف خاں، میرزا : ۹۷

نظام الملک آصف جاہ : ۷۸

نوبت خاں اکبری، نواب : ۵۶

نورالدین جہانگیر بادشاہ : ۳۰، ۴۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱،
۶۲، ۶۴۔

"و"

ولی : ۱۰۵

ولیم فریزر : ۸۔

"ہ"

ہدایت اللہ خاں، میرزا	:	۵۱
ہر سنگھ رائے، لالہ	:	۹۷
ہمایوں (نصیرالدین)	:	۴۱، ۴۸، ۵۱، ۵۲

"ی"

یوسف جمال حسینی، سید	:	۲۷
یوسف خاں	:	۴۹

"مساجد"

چوبی مسجد	:	۹۲
دارالشفا (مسجد)	:	۶۹
زینت المساجد	:	۷۸
سنہری مسجد	:	۸۰، ۹۲
کالی مسجد	:	۳۹
مسجد آدینہ (قوت الاسلام)	:	۱۳، ۲۲
مسجد اکبرآبادی	:	۷۰
مسجد اورنگ آبادی	:	۷۷
مسجد بیگم پور	:	۳۹، ۶۱
مسجد جامع دہلی	:	۲۲
مسجد جامع فیروزی	:	۳۴
مسجد جہاں نما	:	۲۳، ۶۳
مسجد چوراہہ قدم شریف	:	۳۸

مسجد خیر پور : ۵۲
مسجد درگاہ شیخ جمالی : ۴۷
مسجد درگاہ قطب صاحب : ۵۳
مسجد درگاہ حضرت نظام الدین : ۳۳
مسجد روشن الدولہ : ۹۰
مسجد سرہندی : ۷۱
مسجد شرف الدولہ : ۸۱
مسجد فتحپوری : ۷۰
مسجد فخر المساجد : ۸۸
مسجد عیسیٰ خاں : ۵۳
مسجد قلعہ کہنہ : ۵۰
مسجد قوت الاسلام : ۲۲، ۲۷
مسجد کالوسرائے : ۳۹
مسجد کوٹلہ نظام الدین : ۳۶
مسجد کھڑکی : ۴۰
موتی مسجد : ۷۳، ۷۷، ۷۸
موٹھ مسجد : ۴۴، ۴۵

''مقابر''

بستی باوری (مقبرہ) : ۴۳
بھول بھلیاں (مقبرہ) : ۵۴، ۵۵
شاہ مرداں (مقبرہ) : ۹۷
قدم شریف (مقبرہ فتح خاں) : ۳۷

مقبرۂ تغلق شاہ	:	۲۹
مقبرۂ تلہ خاں	:	۵۷
مقبرۂ خانخاناں	:	۶۲
مقبرۂ خضر خاں	:	۴۱
مقبرۂ خیر پور	:	۵۲
مقبرۂ رضیہ سلطان بیگم	:	۲۵
مقبرۂ رکن الدین فیروز شاہ	:	۲۵
مقبرۂ زیب النساء بیگم	:	۷۷
مقبرۂ سلطان بہلول لودی	:	۴۶
مقبرۂ سلطان سکندر بہلول لودی	:	۴۶
مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش	:	۲۴
مقبرۂ سلطان علاء الدین خلجی	:	۲۷
مقبرۂ سلطان غازی	:	۲۶،۲۵
مقبرۂ سید عابد	:	۶۲
مقبرۂ شیخ عبدالحق	:	۶۳
مقبرۂ شیخ فرید	:	۶۱
مقبرۂ صفدر جنگ	:	۸۷
مقبرۂ غازی الدین خاں	:	۷۸
مقبرۂ لشکر خاں	:	۴۵
مقبرۂ محمد شاہ	:	۴۲
مقبرۂ منصور	:	۴۲
مقبرۂ نجف خاں	:	۹۷

مقبرۂ ہمایوں	:	۶۲،۶۱،۵۵،۵۱
ٹیلہ برج (مقبرۂ فہیم)	:	۶۱
نیلی چھتری (مقبرۂ نوبت خاں)	:	۵۶،۴۸

''قبریں''

قبر پوتی خواجہ فرید گنجشکر	:	۳۷
قبر خان شہید	:	۲۶
قبر سرہندی بیگم	:	۷۳
قبر علاء الدین سکندر شاہ	:	۴۱
قبر مخدوم زین الدین	:	۳۷
قبر ناصر الدین محمد شاہ	:	۴۱
قبر نواب فیض اللہ خاں بنگش	:	۳۷
قبرستان زمرّ دخاں	:	۴۳

''درگاہیں''

درگاہ آثار شریف	:	۶۶
درگاہ امام ضامن	:	۴۸
درگاہ حضرت امیر خسرو	:	۵۸
درگاہ حضرت باقی باللہؒ	:	۵۷
درگاہ حضرت روشن چراغ دہلیؒ	:	۴۲،۳۶،۳۱
درگاہ حضرت نظام الدین اولیاؒ	:	۶۲،۵۸
درگاہ سید حسن رسول نماؒ	:	۷۴،۳۵
درگاہ سید محمود بحارؒ	:	۳۸
درگاہ شاہ ترکمانؒ	:	۲۵

درگاہ شیخ صلاح الدینؒ : ۳۱
درگاہ شیخ یوسف قتالؒ : ۴۶
درگاہ قطب صاحبؒ : ۴۹، ۷۶، ۷۷، ۸۹
درگاہ مولانا جمالی : ۴۷
شاہ مرداں (درگاہ) : ۸۷

"مجر"

مجر جہاں آرا بیگم : ۷۳
مجر عالم بہادر شاہ بادشاہ : ۷۹
مجر میرزا ابلاقی : ۹۷
مجر میرزا جہانگیر : ۱۰۰
مجر نواب فتح آبادی بیگم : ۹۷

"قلعہ"

برانا قلعہ : ۹۶
قلعہ تغلق آباد : ۲۹
قلعہ رائے پتھورا : ۱۱
قلعہ رنتھمبور : ۱۳
قلعہ شاہجہاں آباد : ۹۲، ۱۰۱

"دروازہ"

بڑا دروازہ لاٹھ : ۲۰
ترکمان دروازہ : ۲۵
دروازہ جنوبی مسجد جامع : ۶۷

دروازہ شرقی مسجد جامع	:	۶۸
دروازہ شمالی مسجد جامع	:	۶۸
فتحپوری دروازہ	:	۹۸
کابلی دروازہ	:	۷۷
کشمیری دروازہ	:	۸۸، ۹۴، ۱۰۰
لاہوری دروازہ	:	۷۱

''باغات''

باغ حیات بخش	:	۷۳
باغ روشن آرا	:	۷۱
باغ سرہندی	:	۷۱
باغ شالامار	:	۷۱
باغ محلدار خاں	:	۸۹
باغ ناظر	:	۹۱
قدسیہ باغ	:	۹۲
گلال باغ	:	۷۴

''تالاب، حوض، باؤلی، پُل''

آہنی پل ہنڈن	:	۱۰۲
بارہ پلہ	:	۶۲
باؤلی حضرت نظام الدین	:	۲۸
باؤلی درگاہ قطب صاحب	:	۱۰۲
بائین	:	۶
پُل جدید نگمبود	:	۱۰۳

پل سلیم گڑھ : ۶۰
تالاب قطب صاحب : ۲۳
جمنا (دریا) : ۱۷
حوض شمسی : ۲۳
حوض علائی (حوض خاص) : ۲۷، ۴۰
راجوں کی بائین (باؤلی) : ۴۵
سورج کنڈ (تالاب) : ۱۱
کھاری باؤلی : ۵۲
گھاٹ نگمبود : ۴۸
لال ڈگی (حوض) : ۱۰۳
نولکھی نالہ : ۷۵
ہتھیاپل : ۳۱

''بازار''

اردو بازار : ۷۰
بازار چتلی قبر : ۶۷
بازار دریبہ : ۸۱
چاندنی چوک : ۶۹، ۷۰
فیض بازار : ۷۰
منڈی : ۵۹

''مقامات''

احمد آباد : ۷۹
اجمیر : ۱۳

اُجین	:	۸۲،۵
اکبرآباد	:	۵۵
الہ آباد	:	۴
اندرپت	:	۳
انیکپور	:	۹
اوکھلہ (موضع)	:	۴۱
بستی خواجہ سرا	:	۴۳
بلبلی خانہ (محلّہ)	:	۲۵
بنارس	:	۸۲
بنگالہ	:	٦۰
بہداولی (نواح سکیت)	:	۴۲
بیگم پور	:	۳٦
تغلق آباد	:	۷۵
ٹھٹھ	:	٦
خضرآباد	:	٦
خیرپور (موضع)	:	۴٦،۴۲
دلی	:	٦،۹،۱۲،۴۸،۴۹،۷٦
دھرم پور (محلّہ)	:	۹۷
دہیا (موضع)	:	۴
رائے پور (گانوں)	:	۴۵
زمردپور (گاؤں)	:	۴۳،۴۵
سالورہ (پرگنہ)	:	٦

سانبھر : ۶

سلیم گڑھ : ۶۰،۴۸

شاجہاں آباد : ۴۳،۴۱،۳۵،۲۵،۲۳
۷۷،۷۰،۶۸،۵۹،۵۵
،۹۹،۹۸،۹۷،۹۰،۸۸
۱۰۰،۱۰۳،۱۰۵۔

طوس : ۴۹

عادل آباد : ۷۵

غازی آباد : ۱۰۲

غزنیں : ۱۳

فیروزآباد : ۳۹

قنوج : ۵

کشمیر : ۵

کنچن سرائے (گانوں) : ۴۳

کھڑکی (موضع) : ۴۰،۳۲،۳۱

کیلوگہری : ۵۵،۳۸

گجرات : ۱۳

گوکل : ۹۹

لاہور : ۶۰

لکڑپور (موضع) : ۱۱

لکھنوتی : ۲۳

مالوہ : ۱۵

ماہنا (موضع)	:	۴
مبارک آباد	:	۴۲
مبارک پور (موضع)	:	۴۱
متھرا	:	۸۲
مشہد	:	۴۹
ملک پور (موضع)	:	۲۶،۲۵
مہرولی	:	۹۱،۱۰
میرٹھ	:	۱۱۸،۹،۸
نوہرہ (موضع)	:	۷،۶
ہستناپور	:	۳
ہندوستان	:	۳۵،۶،۵

"عمارتیں"

ادھ بنی لاٹھ	:	۲۲
بتخانہ رائے پتھورا	:	۱۱
بتخانہ مہاکال	:	۱۵
بھولی بھٹیاری کامحل	:	۳۵
پنجابی کٹرہ	:	۷۷
پنج بُرجہ زمرد پور	:	۴۳
تبرجہ	:	۴۵
ٹوٹی لاٹھ	:	۳۴
جنتر منتر	:	۸۱
جھرنا (مکان)	:	۷۵

جے پرکاش	:	۸۲
جیلخانہ (سرائے فرید خاں)	:	۵۸
جینیوں کا بڑا مندر	:	۹۷
جینیوں کا چھوٹا مندر	:	۹۹
چونسٹھ کھمبا	:	۶۴
خاص محل	:	۶۳
خضر گنپٹی	:	۴۱
دارالامان	:	۲۹
دارالبقا (مدرسہ)	:	۶۹
رام جنتر	:	۸۲
سرائے جے پور	:	۸۲
سمراٹھ جنتر	:	۸۳
سیرالمنازل (مدرسہ)	:	۵۴
ظفر منزل	:	۱۰۱
عرب سرائے	:	۵۴،۵۳
قدم حضرت علیؓ	:	۸۷
کالکا	:	۹۴
کرّہ مقعر	:	۸۳
کوٹھی جہاں نما	:	۱۰۰،۸
کوٹھی دلکشا	:	۱۰۲،۴۵
کوٹلہ فیروز شاہ	:	۳۴
کوٹلہ عیسیٰ خاں	:	۵۳

کھڑکی فراشخانہ : ۵۸

کوس منارہ : ۶۰

کوشک انور (مہندیاں) : ۳۴

کوشک شکار : ۸

لاٹھ اشوکا (منارہ زریں یالاٹھ فیروزشاہ) : ۴۰

لاٹھ اشوکا دوم (منارہ کوشک شکار) : ۸

لاٹھ قطب صاحب : ۱۰، ۱۵، ۲۷

لال بنگلہ : ۶۳، ۹۶

لوہے کی لاٹھ : ۲

ماذنہ : ۱۸

مبارکپور کوٹلہ : ۴۱، ۴۴

مدرسہ شرف الدولہ : ۸۱

موتی محل : ۱۰۱

منارہ زریں : ۸

منار قطب صاحب : ۲

ہیرا محل : ۱۰۱

"کتبہ"

کتبہ اشوکالی لاٹھ یافیروزشاہ : ۳

کتبہ لوہے کی لاٹھ : ۲

"کتابیات"

اکبرنامہ : ۵۱

تاریخ فتوحات فیروزشاہی : ۳۴

PUBLICATION OF THE SIR SYED ACADEMY, 2003 - 2006

1. **ASARUS SANADEED 1847**
   Sir Syed Ahmad
2. **ASARUS SANADEED 1854**
   Sir Syed Ahmad
3. **AIN-E-AKBARI OF ABUL FAZAL ALLAMI**
   Edited by Sir Syed Ahmad
4. **TARJKH-E-FIROZ SHAHI OF ZIAUDDIN BARNI**
   Edited by Sir Syed Ahmad
5. **TABEENUL KALAM FI TAFSEERIT TAURAT WAL INJEEL ALA MILLATIL ISLAM**
   Sir Syed Ahmad
6. **TUZUK-E-JAHANGIRI**
   Edited by Sir Syed Ahmad
7. **KHUTBAT-E-AHMADIA**
   Sir Syed Ahmad
8. **SANSKRIT BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
   Professor Parmanand Shastri
9. **ARABIC BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
   Professor M. Salahuddin Umri
10. **TAMIL BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
    Dr. Mrs Chandni Bi
11. **MALYALAM BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
    Dr. Mrs. Raheena Begum
12. **TELUGU BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
    Professor Mrs Amina Kishore
13. **SELECTED ESSAYS OF SIR SYED AHMAD VOL I**
    Translated from Urdu by Dr. M. Hameedullah
14. **SELECTED LECTURES OF SIR SYED AHMAD VOL I**
    Translated from Urdu by M. Abdul Mannan
15. **SELECTED LETTERS OF SIR SYED AHMAD**
    Translated from Urdu by M. Abdul Mannan
16. **SELECTED ESSAYS OF SIR SYED AHMAD**
    Translated from Urdu into Arabic by Professor M. Salahuddin Umri
17. **DASTAWEZAT: MUSLIM EDUCATIONAL CONFERENCE VOL I**
    Edited by Professor Iqbal Husain
18. **DASTAWEZAT: MUSLIM EDUCATIONAL CONFERENCE VOL II**
    Edited by Professor Iqbal Husain
19. **JUSTICE SYED MAHMOOD PAPERS**
    Edited by Professor Iqbal Husain
20. **DASTAWEZAT -E- MOHSINUL MULK**
    Edited by Professor Iqbal Husain
21. **HAYAT-E-JAWED (Life Everlasting) by Hali**
    Translated from Urdu into English by Professor Rafi Ahmad Alvi
22. **SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2003.**
    By Saiyid Hamid
23. **SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2004.**
    By Siddhartha Shankar Ray
24. **URDU TRANSLATION OF SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2004**
    By Dr. Motasim Abbasi
25. **SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2005.**
    By Shyam Benegal
26. **URDU TRANSLATION OF SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2005.**
    By M. Abdul Mannan
27. **SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2006.**
    By Shamsur Rehman Farooqi
28. **URDU TRANSLATION OF SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2006.**
    By M. Abdul Mannan

Sir Syed Academy
Aligarh Muslim University, Aligarh.202002